محقق ومدلل

اصلاح الرسوم

تالیف

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتخریج

مولانا مفتی محمد احسان قاسمی دیوبندی

خادم التدریس والافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

۲۴۷۵۵۳

محقق ومدلل

اصلاح الرسوم

تالیف

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

تحقیق وتخریج

مولانا مفتی محمد احسان قاسمی دیوبندی

استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۲۲۷۵۵۴ ۱۷

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

تفصیلات

نام کتاب: محقق ومدلل اصلاح الرسوم

تالیف: حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

تحقیق وتخریج: مولانا مفتی محمد احسان قاسمی دیوبندی

استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر:



KUTUB KHANA NAIMIA
Jama Masjid, Deoband U.P. India
Whatsapp No. 9756202118, 9897949325, 9557895550
Email: naimiabookdepot@yahoo.com

فہرست مضامین

دعائیہ کلمات: حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب ۲۲
تقریظ: حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری ۲۳
مقدمۃ الکتاب: حضرت مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی ۲۴
پیش لفظ ۲۸
پہلا باب ۳۰
پہلی فصل: شادیوں میں بدنظری ۳۰
کھلے عام گناہ کرنا اور ناچ گانے پر وعید ۳۱
گناہ و ثواب کا مدار اعمال پر ہے ۳۳
اظہار معصیت بھی معصیت ہے ۳۴
گانے بجانے کی حرمت ۳۴
ترک صلاۃ اور اس کا وبال ۳۵
معیار ایمان ۳۶
عشق مجازی کا وبال ۳۶
گناہ کو ناموری کا سبب سمجھنا ۳۹
رسومات نکاح میں مال کی بربادی کا وبال ۴۰
گناہ کو اچھا سمجھنے والا بھی وبال گناہ میں شریک ہے ۴۰
گناہ اور معصیت میں موافقت جائز نہیں ۴۰
فصل دوم ۴۲
شطرنج وغیرہ کا بیان ۴۲
شرعی احکام عقلی بنیادوں پر متروک نہ ہوں گے ۴۴

نفس پرستی کے لیے مذہب غیر کو اپنانا ۴۴
کبوتر بازی ۴۶
ناحق دوسرے کی چیز لے لینا ۴۶
حق تلفی ناجائز ہے ۴۸
گھروں میں تاک جھانک ناجائز ہے ۴۸
کنکوا اڑانا ۴۹
ناحق کسی کا مال لے لینا ۴۹
ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ممنوع ہے ۵۰
نماز سے غافل کرنے والی چیز قابل ترک ہے ۵۱
بے پردگی کا باعث بننا بھی گناہ عظیم ہے ۵۱
اپنی جان و مال ضائع کرنا جائز نہیں ۵۱
آلات علم اور رزق کا احترام ۵۲
ضیاع مال ۵۲
مرغ بازی وغیرہ ۵۳
فصل سوم ۵۴
اپنے آپ کو اور دوسروں کو خطرہ میں ڈالنا ۵۴
آلات علم کا احترام ۵۵
تعلیم صسان ۵۵
فصل چہارم: داڑھی اور مونچھوں کے احکام کے بارے میں ۵۸
داڑھی کا وجوب ۵۸
مونچھوں سے متعلق وعید ۵۹
احکام شرعیہ کا استخفاف موجب کفر ہے ۵۹
داڑھی کا عقلاً ثبوت ۶۰

عورتوں کے لیے سر کے بال کٹوانا ۶۰
عمر چھپانا کفران نعمت ۶۱
فصل پنجم ۶۳
کالے خضاب سے متعلق تاویلات رکیکہ ۶۴
کالے خضاب کے مواقع صحہ ۶۵
فصل ششم ۶۶
داڑھی چڑھانے موڑنے سے متعلق مسائل ۶۶
فصل ہفتم ۶۷
قزع کے شرعی حکم ۶۷
فصل ہشتم اسبال ازار سے متعلق ۶۸
اسبال ازار کے ساتھ خاص نہیں ۶۹
بطور تکبر کپڑے کے کسی بھی حصہ میں اضافہ باعث وبال ہے ۶۹
اسبال ہر صورت میں ممنوع ہے خواہ تکبر کی نیت ہو یا نہ ہو ۷۰
اسبال ہر وقت ممنوع ہے ۷۱
گناہ پر تعاون بھی ممنوع ہے ۷۲
فصل نہم: تصاویر اور کتے کے بیان میں ۷۲
حکم شرعی میں عقلی کٹ حجتی ممنوع ہے ۷۳
حکم شرعی کو بغیر حجت مان لینا واجب ہے ۷۴
شرعی حکم کے ابطال کے لیے حیلہ روا نہیں ۷۵
روپے پیسے میں تصویر کا حکم ۷۶
فصل دہم: غیروں کے مشابہت کے بارے میں ۷۷
کافروں کی کسی چیز میں مشابہت روا نہیں ۷۷

تجربہ کا ثبوت ۸۰
تشبہ کے ساتھ دوسرا کوئی گناہ وبال کو اور بڑھائے گا ۸۱
کسی قوم کا خاص شعار اپنانا منع ہے ۸۱
مطلق تشبہ ممنوع نہیں ۸۱
ممنوع حیلے تشبہ کو مشروع نہیں کرتے ۸۲
ممنوع تشبہ عقلاً بھی منع ہے ۸۳

دوسرا باب

دوسرا باب ۸۵
فصل اول: بچہ کی پیدائش کی رسومات کے بارے میں ۸۵
پہلا بچہ مسکہ میں ہو ۸۶
بچہ کی پیدائش کے بعد ٹوٹکے کرنا موجب شرک ہے ۸۷
بطور فخر یا جبراً لینا دینا ۸۷
ریاکار کی دعوت قبول کرنا بھی ممنوع ہے ۸۹
کچھ اور رسومات ۹۰
۳۶ر تہانبہ ۹۰
جبراً کسی کا مال لینا جائز نہیں ۹۱
دودھی دھلائی ۹۲
اچھوانی وغیرہ کے متعلق رسومات ۹۳
نائی کا اطلاعی خط ۹۴
سوا مہینہ نہانے کی رسمیں ۹۴
نمازوں کا دیوالیہ ۹۵
چھوچھک کی رسمیں ۹۶
ولادت کے وقت مسنون آداب ۹۷

فصل دوم: عقیقہ کی رسومات کے بارے میں ۹۸
عقیقہ مسنونہ ۹۸
عقیقہ میں التزام مالایلزم ۹۸
بلاضرورت شدیدہ قرض لینا ۹۹
ہدیہ بہ نیت واپسی ۹۹
پیسوں کی جبراً وصولی ۱۰۰
دکھاوے کے لیے خرچ کرنا ۱۰۰
تبرع میں جبر ممنوع ہے ۱۰۱
دیگر رسومات ۱۰۱
فصل سوم: رسومات مکتب کے بارے میں ۱۰۲
بچوں کے مدرسہ، مکتب جانے کی عمر ۱۰۲
شیرینی کی تقسیم ۱۰۲
سونے چاندی کے قلم سے لکھنا ۱۰۳
بچوں کو غیر مشروع لباس پہنانا ۱۰۳
جبراً کسی کا مال لینا یا مجبور ادینا خلاف شرع ہے ۱۰۴
بچہ جب بولنے لگے تو اسے کیا سکھائیں؟ ۱۰۴
بزرگوں سے بچوں کی بسم اللہ خوانی ۱۰۵
فصل چہارم: ختنہ کی رسومات کے بارے میں ۱۰۶
ختنہ کی دعوت ۱۰۶
ستر عورت فرض ہے ۱۰۶
نوتہ ممنوع ہے ۱۰۷
بھات کا حکم ۱۰۷
ختنہ کے موقع پر چند خرابیاں ۱۰۸

ختنہ کے موقع پر ناچ گانا ۱۰۹
فصل پنجم: منگنی کی رسومات کے بارے میں ۱۱۰
مجبوری اور دکھاوے کی غرض سے کوئی عمل کرنا ۱۱۱
لین دین میں دکھاوا ۱۱۲
گانا بجانا اور عورتوں کا اجتماع ۱۱۳
برائی کا موجد برابر کا شریک ۱۱۳
ریاء، اسراف اور نوتہ ۱۱۴
کسی پر جبر کرنا جائز نہیں ۱۱۵
شیرنی کی تقسیم اور اس کی خرابیاں ۱۱۶
فصل ششم: شادی کے رسومات کے بارے میں ۱۱۷
مشورہ کے نام پر لوگوں کی بھیڑ ۱۱۸
لال خط ۱۱۹
ابٹن کے لیے عورتوں کا جمع ہونا اور مختلف رسوم کی انجام دہی ۱۱۹
عورتوں کے لیے زیب وزینت کا حکم ۱۲۰
التزام مالا یلزم ۱۲۱
گانے کی اجرت ۱۲۱
گالم گلوج اور اس کا اجتماع ۱۲۱
ریاکاری خلاف شرع ہے ۱۲۲
حجام کا جوڑا ۱۲۲
عورتوں کا اجتماع اور جوڑے کی نمائش ۱۲۳
بری اور جہیز ۱۲۴
جبری لین دین ۱۲۵
بے ثبوت رسمیں ۱۲۶

اسراف بیجا ۱۲۶
عورتوں کا جوڑوں سے متعلق نظریہ ۱۲۸
مانگی ہوئی چیز کو اپنی ظاہر کرنا ۱۲۸
ڈولی کی رسوم ۱۲۹
اشارہ سے سلام اور سلام کا طریقہ ۱۳۰
غیبت تفاخر ریاء وغیرہ کا حکم ۱۳۱
بے پردگی کا منظر ۱۳۲
دولہا اور بارات نمائی ۱۳۴
جوڑے کی رسم ۱۳۵
کفار وفساق کا تشبہ ۱۳۵
نامحرم کو دیکھنے کا گناہ اور سہرے کی رسم ۱۳۵
برات کی رسمیں ۱۳۷
روانگی سے قبل دولہے کا مزار پر جانا ۱۳۸
جبراً وصولی ۱۳۹
مہندی کے التزامات ۱۴۰
عورتوں کا جمگھٹ ۱۴۰
ہر کام میں رسم ۱۴۰
مسلمان کو رسوا کرنا ۱۴۱
بری کی خرافات ۱۴۱
بری کے موقع پر بے پردگی ۱۴۲
نکاح کے وقت کی خرافات ۱۴۳
بیر گھڑی ۱۴۴
نکاح پڑھانے والا کیسا ہو ۱۴۵

نکاح کی اجرت ۱۴۵
کسی کو نقصان پہنچانا، جائز نہیں ۱۴۶
دولہے کی ہاتھ دھلائی ۱۴۷
شکرانہ کی رسم ۱۴۷
مہمان کی ضیافت ۱۴۸
دف کی رسم ۱۴۹
بھنگی کی نیگ ۱۵۰
جبری وصولی ۱۵۰
جبری انعام کی فہرست ۱۵۰
دولہے کی سلامی ۱۵۱
ڈومنی اور نائن کا نیگ ۱۵۲
شادی بیاہ میں گیت گانا ۱۵۳
مباح اور ناجائز غناء ۱۵۴
جہیز نمائی ۱۵۵
رخصتی کی رسمیں ۱۵۶
ڈولہ کی رسم ۱۵۷
دریا اتروائی ڈولہ ٹکوائی ۱۵۸
دلہن کی ڈولی سسرال کے دروازے پر ۱۵۹
دلہن کی مسہری سے متعلق رسوم ۱۶۰
دلہن کی گھر میں آمد ۱۶۰
کھیر کی رسم ۱۶۱
منہ دکھائی ۱۶۱
کچھ اور رسمیں ۱۶۳

گالیوں کے بدلے انعام ۱۶۴
زوجین کی راز کی باتوں پر مطلع ہونا باعث لعنت ہے ۱۶۵
مانگ بھرائی ۱۶۵
چوتھی کی رسم ۱۶۶
نائی کی ہاتھ دھلائی کا نیگ ۱۶۷
ڈومنیوں کی گالیاں ۱۶۷
دلہن کی میکہ واپسی ۱۶۸
جوتا چھپائی ۱۶۹
چوتھی کھیلنے کی رسم ۱۶۹
دولہے اور نائی کی رسمیں ۱۷۰
"بہوڑا" کی رسم ۱۷۱
بہو کی میکہ واپسی ۱۷۱
نئی دلہن کے محرم، رمضان اور شب براءت کی بدشگونی ۱۷۲
بہو کی عیدی ۱۷۲
جبری دعوتیں ۱۷۳
کنگنا، آرسی مصحف آتش بازی اور ڈھول باجے ۱۷۳
دولہے کا دلہن کو ڈولے سے اتارنا اور زمانہ کو منحوس سمجھنا ۱۷۴
خلاصہ رسومات مذکورہ ۱۷۵
سود، بے پردگی اور ترک صلاۃ ۱۷۶
ترک جماعت ۱۷۷
رسوم وبدعات انجام دینا ایمان کی ویرانی ہے ۱۷۸
رسوم کی موقوفی کا طریقہ ۱۷۹
شادی سادی ہو ۱۸۰

ولیمہ مسنونہ ۱۸۱
تتمہ: مغالات فی المہر ۱۸۱
ناموری اور فخر کے لیے ہر عمل حرام ہے ۱۸۲
در بیان کیفیت ازدواج حضرات بنات مقدسات وازواج مطہرات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸۳
نکاح حضرت فاطمہ زہراء ۱۸۳
عقد کے وقت حضرت علی اور فاطمہ کی عمر مبارک ۱۸۴
نکاح کے لیے انعقاد مجلس ۱۸۴
ولی کا خود نکاح پڑھانا بہتر ہے ۱۸۵
مہر فاطمی ۱۸۵
نکاح کے بعد چھوہارہ وغیرہ لٹانا ۱۸۶
رخصتی ۱۸۷
زفاف سے قبل موجب برکت عمل ۱۸۷
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز ۱۸۹
زوجین کے درمیان کام کی تقسیم ۱۹۰
حضرت علی رضی عنہ کا ولیمہ ۱۹۱
نکاح ازواج مطہرات ۱۹۲
آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ولائم ۱۹۲
نکاح کے ضروری مسائل ۱۹۴
نابالغہ کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کسی صورت درست نہیں ۱۹۴
نابالغہ کا غیر کفو میں نکاح ۱۹۴
بالغہ لڑکی کے نکاح میں اجازت کا حکم ۱۹۵
بالغہ کا غیر کفو میں نکاح ۱۹۵
بالغہ سے اجازت کے بغیر نکاح ۱۹۵

ایجاب وقبول گواہوں کو سننا لازم ہے ۱۹۶
اولیاء کی ترتیب ۱۹۶
ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد کا نکاح غیر معتبر ۱۹۷
اقسام طلاق ۱۹۷
عدت کی تفصیل ۱۹۸
نومسلمہ عورت کی عدت ۱۹۸
نسبی اور رضاعی رشتہ نکاح سے مانع ہے ۱۹۹
دربیان بعضے احکام ضروریہ حجاب متعلق آں ۲۰۰
مرد کا ستر ۲۰۰
عورت کا عورت کے سامنے ستر غلیظ کھولنا ممنوع ہے ۲۰۰
محرم شرعی کے روبرو ستر کا حکم ۲۰۱
محارم شرعی ۲۰۱
فتنہ کے خوف سے بعض محرم بھی نامحرم کے درجہ میں ہیں ۲۰۲
نامحرم سے پردہ ۲۰۳
جس عضو کا ظاہر کرنا جائز نہیں اس کا م دیکھنا حرام ہے ۲۰۴
ضرورت کے مواقع پر عضو ممنوع کو دیکھنے کا حکم ۲۰۴
عورت کا کسی کمرہ وغیرہ میں نامحرم کے ساتھ موجود ہونا ۲۰۴
اعضاء انسان کو دیکھنے اور چھونے کا حکم ۲۰۵
کافر عورتیں اجنبی مردوں کے مانند ہیں ۲۰۵
غیر مسلم دایہ کا حکم ۲۰۶
نامحرم مرد وعورت کی ہمکلامی ۲۰۶
گانے ترنم کی آواز میں سننا ممنوع ہے ۲۰۶
نامحرم مردوں اور عورتوں کو سلام ممنوع ہے ۲۰۷

نامحرم مرد و عورت کے جھوٹے کا حکم ۲۰۷
نامحرم کا لباس دیکھنا میلان کے وقت ممنوع ہے ۲۰۷
نابالغ مشتہاۃ لڑکی بالغہ کی طرح ہے ۲۰۸
نامحرم کا خیال دل میں جمانا ممنوع ہے ۲۰۸
نامحرم کا ذکر و تذکرہ کرنے کا حکم ۲۰۸
نامحرم مردوں کو بھی دیکھنا درست نہیں ۲۰۹
جھلکنے والا باریک لباس ممنوع ہے ۲۰۹
مرد کو غیر عورت سے بدن دبوانا ۲۱۰
بجتا زیور مہکنے والی خوشبو عورتوں کے لیے خواہ وہ بچی ہو ممنوع ہے ۲۱۰
نامحرم پیر بھی نامحرم ہی ہے ۲۱۰
جس عضو کو حیات میں دیکھنا جائز نہیں مرنے کے بعد بھی یہی حکم ہے ۲۱۱
خصی اور ہجڑے کا حکم ۲۱۱
امرد کا حکم ۲۱۱
عورتوں پر سفر میں بھی نماز فرض ہے ۲۱۲
بغیر محرم کے عورت پر سفر ممنوع ہے ۲۱۲
عورتوں کا مساجد اور مقبرہ میں جانا ۲۱۲
جوان لڑکیوں کا نابینا سے پڑھوانا ۲۱۳
فصل ہفتم ۲۱۴
نکاح بیوگان ۲۱۴
نکاح ثانی سے متعلق شبہ کا ازالہ ۲۱۴
فصل ہشتم ۲۱۵
حصول جاہ کے لیے دنیاوی علوم سیکھنا ۲۱۵
بہ قدر ضرورت دنیاوی علوم کا حصول ۲۱۶

معقولات کا حصول ۲۱۷
فصل نہم ۲۱۸
حق تالیف وتصنیف کی خرید وفروخت ۲۱۸
فصل دہم ۲۱۹
کھیل تماشوں اور میلوں میں جانا ۲۱۹
تیسرا باب ۲۲۱
فصل اول / محفل مولود شریف ۲۲۱
مسنون ومستحب محفل مولود شریف ۲۲۱
مروج محفل میلاد ۲۲۲
مروجہ محفل میلاد دلائل کی روشنی میں ۲۲۳
جو دعوت سنت سے ثابت نہ ہو اس میں جانا پسندیدہ نہیں ۲۲۵
شرعاً غیر مہتم بی کو اہتمام کے ساتھ کرنا درست نہیں ۲۲۶
نفل نماز جماعت کے ساتھ بر سبیل تداعی ممنوع ہے ۲۲۶
باری تعالیٰ، آپ علیہ السلام اور ملائکہ کی گستاخی موجب کفر ہے ۲۲۷
باجماعت نماز یا وقت نماز کو ضائع کرنا ناجائز ہے ۲۲۷
مسئلہ حاضر وناظر ۲۲۸
جائز محفل مولود ۲۲۹
کچھ قواعد شرعیہ ۲۳۱
امر مندوب کو اس کے رتبے میں رکھنا لازم ہے ۲۳۲
قاعدہ دوم ۲۳۲
قاعدہ سوم ۲۳۳
قاعدہ چہارم ۲۳۵

قاعدہ پنجم ۲۳۶
ہمارے زمانے کی محفل میلاد ۲۳۷
خلاصہ بحث ۲۳۸
کچھ شبہات کے مختصر جوابات ۲۳۹
دوسرا اعتراض ۲۴۰
تیسرا اعتراض ۲۴۱
چوتھا اعتراض ۲۴۱
پانچواں اعتراض ۲۴۲
فصل دوم/عرس وفاتحہ مروجہ ۲۴۳
قوالی و عورتوں کا ناچ ۲۴۳
سماع بآواز مرداں ۲۴۴
سالانہ عرس ۲۴۵
مشروع استفادہ قبور ۲۴۶
مزارات پر چادر پوشی اور نذر و نیاز ۲۴۷
عورتوں کے لیے زیارت قبور ۲۴۸
قبروں کا چڑھاوا ۲۵۰
قبر پر پھولوں کا ہار اور چادر ۲۵۱
مروج فاتحہ کے منکرات ۲۵۲
توسل کی حقیقت ۲۵۲
ممنوع وسیلہ کی وجوہ ممانعت ۲۵۴
مشروع توسل ۲۵۵
کھانے پر فاتحہ ۲۵۶
بخشش ثواب ۲۵۸

مروجہ بخشش ثواب کا جائزہ ۲۵۹
شب برات کا حلوہ ۲۶۰
شب برات میں قبرستان جانے کی حیثیت ۲۶۰
شب براءت کے منکرات ۲۶۱
امیر حمزہ کی شہادت اور ان کی فاتحہ ۲۶۱
روحوں کا گھروں پر آنا ۲۶۲
میت کے گھر عید و فاتحہ ۲۶۲
حلوے کی پابندی ۲۶۲
بطور ریاء و تفاخر لوگوں کو دینا ۲۶۳
پندرہ شعبان میں مسور کی دال ۲۶۴
شب برات میں لوگوں کو جمع کرنا ۲۶۴
شب براءت میں چراغاں کرنا، اور برتن بدلنا ۲۶۵
شب براءت میں کرنے کے اعمال ۲۶۵
عید کی سویاں ۲۶۷
عید کے دن کرنے کے کام ۲۶۸
عشرہ محرم کے اعمال ۲۶۸
ماہ محرم کے امور ممنوعہ ۲۶۹
تعزیہ کی بربادی ۲۶۹
تعزیہ میں گانا بجانا ۲۷۰
فساق و فجار کا اجتماع ۲۷۱
نوحہ خوانی ۲۷۱
مرثیہ خوانی ۲۷۲
موضوع روایات بیان کرنا ۲۷۲

ایام سوگ ۲۷۲
مخصوص رنگ کے لباس میں سوگ ۲۷۳
بچوں کو امام حسین کا فقیر بنانا ۲۷۳
اہانت اہل بیت ۲۷۴
محرم کا کھچڑا ۲۷۴
محرم کا شربت ۲۷۵
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصہ بیان کرنا ۲۷۶
محفل حسین رضی اللہ عنہ کے لیے لوگوں کو بلانا ۲۷۷
فصل چہارم ۲۷۸
تجہیز و تکفین دیر سے کرنا ۲۷۸
میت کے ساتھ کچھ اجناس وغیرہ لے کر جانا ۲۷۹
شترکہ ترکہ میں تصرف ۲۷۹
مردوں کے کپڑوں کا شرعی حکم ۲۸۰
تیجے کی رسومات ۲۸۱
ایصال ثواب کی خاطر مروج تقسیم طعام ۲۸۲
مشروع ایصال ثواب ۲۸۳
میت کے گھر میں عورتوں کا اجتماع ۲۸۴
جبراً مہمان داری کروانا ۲۸۵
انقضاء عدت کے وقت جمع ہونا ۲۸۶
ترکہ میت سے مہمان نوازی کرنا ۲۸۷
قریب اور دور والوں کے لیے تعزیت کا طریقہ ۲۸۷
اعزاء کی جانب سے اہل میت کی ضیافت ۲۸۸
اہل میت کی ضیافت میں درآمد مفاسد ۲۸۸

اہل میت کی ضیافت میں لمبا چوڑا کھانا ۲۸۹
قبر پر یا گھر تیجے، دسویں، چالیسویں کی قرآن خوانی ۲۹۰
حد شرعی سے بڑھ کر سوگ ۲۹۱
فصل پنجم: رمضان المبارک کی رسومات ۲۹۱
حفاظ کو پریشان کرنا ۲۹۲
بہت تیز کلام پاک پڑھنا ۲۹۳
تراویح میں قرآن کریم زیادہ مقدار میں پڑھنا ۲۹۳
اجرت علی التراویح ۲۹۴
بلا اجرت پڑھنے والا نہ ملے ۲۹۵
شبینہ ۲۹۵
شبینہ کے مفاسد ۲۹۶
فخر وریاء کے لیے قرآن کریم پڑھنا ۲۹۷
جماعت نوافل ۲۹۷
قراءت کے دوران کھانا پینا باتیں کرنا ۲۹۷
خارج نماز شخص کا امام کو لقمہ دینا ۲۹۸
سحری کے لیے جبری چندہ ۲۹۸
صبح صادق کے بعد نوافل ۲۹۹
ختم قرآن کے وقت شیرینی ۲۹۹
رواجاً تقسیم شیرینی ۲۹۹
شیرینی کے لیے چندہ ۳۰۰
مسجد میں شور وغل اور بے احترامی ۳۰۰
مجمع کو سنانے کے لیے قرآن پڑھنا ۳۰۱
تقسیم شیرینی کے وقت ہنگامہ ۳۰۱

مسجد کے أموال کا ضیاع ۳۰۲
مسجد میں چراغاں کرنے کی خرابیاں ۳۰۲
نماز میں خشوع کم کرنے والی چیزوں سے پرہیز ۳۰۳
شب قدر میں شب بیداری ۳۰۳
تتمہ فصل ششم: حافظ کا تنہا عورتوں کی امامت ۳۰۴
بلا ضرورت عورت کا مردوں کو اپنی آواز سنانا ممنوع ہے ۳۰۴
اجنبی عورتوں کے درمیان مرد کا ہونا ممنوع ہے ۳۰۵
اپنی محرم اور اجنبی عورتوں کو تراویح پڑھانا ۳۰۶
فصل ہفتم: جبری چندہ ۳۰۶
تکلیف مالایطاق شرعاً پسندیدہ نہیں ۳۰۷
دین کا کام دین کے خلاف کرنا ۳۰۸
فصل ہشتم: ہر ایک کو سند فضیلت دینا اور دستار بندی کرنا ۳۰۸
فصل نہم: تبرکات کی زیارت ۳۱۰
قرآن پر اعراب ۳۱۰
زیارت پر معاوضہ ۳۱۱
زیارت کے وقت مرد و عورتوں کا اختلاط ۳۱۱
تبرکات کی زیارت کے وقت ہونے والی خرابیاں ۳۱۱
تداعی اور اہتمام کے ساتھ زیارت ۳۱۲
فصل دہم ۳۱۲
تزیین مسجد میں باہم تفاخر ۳۱۴
تفاخر و تزیین میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل سے استدلال ۳۱۴
سادگی میں دین کا اعزاز ہے ۳۱۵

بطور فخر قریب قریب مساجد کی تعمیر ممنوع ہے ۳۱۶
ضمیمہ اصلاح الرسوم ۳۱۷
فصل اول: میت کے کپڑے وغیرہ ورثاء سے پوچھے بغیر تقسیم کرنا ۳۱۷
میت کی وصیت کا حکم ۳۱۸
ترکہ میت لینے والوں کے بارے میں شرعی حکم ۳۱۸
فصل دوم: شیخ زادے کی سجادہ نشینی ۳۱۹
فصل سوم: وارث کا مال بغیر اس کی صریح رضا کے استعمال کرنا ۳۲۰
فصل چہارم: لڑکیوں کو حصہ نہ دینا ۳۲۰
فصل پنجم: اشیاء مسجد کو ذاتی طور پر استعمال کرنا ۳۲۲
پینے کے لیے مہیا پانی سے وضو کرنا ۳۲۳
مسجد میں تنخواہ لے کر بچے پڑھانا ۳۲۳
مسجد میں بدبودار چیز نہ لائی جائے ۳۲۳
فصل ششم: موروثی امامت ۳۲۴
فصل ہفتم: مسجد وغیرہ میں جگہ خاص کرنا ۳۲۴
فصل ہشتم: امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ۳۲۵
فصل نہم: نیم حکیم کا شرعی حکم ۳۲۶
فصل دہم: پائے حجام کا اور سری سقہ کا حق ۳۲۶
جانور کو ادھیا (پال) پر دینا ۳۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعائیہ کلمات

گرامی قدر حضرت الاستاذ مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی

صدر مفتی وشیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد:

حضرت مولانا مفتی محمد احسان صاحب دیوبندی نائب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ العزیز کی کتاب ”اصلاح الرسوم“ کے ہر مسئلہ کو قرآن وحدیث کے نصوص سے مدلل فرمادیا، ہر وہ مسئلہ جس کو حضرت نے احادیث شریفہ کی روشنی میں لکھا ہے ان تمام مسائل کے نیچے حدیثوں کو صراحت کے ساتھ اس کتاب کے اندر بحوالہ لکھ دیا ہے، اور جن مسائل کو حضرت نے فقہ کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے ان مسائل کے نیچے حاشیہ میں فقہی جزئیات لکھ کر مدلل کر دیا ہے، کتاب کے پڑھنے والوں کو اصلاح الرسوم کے مسائل پڑھنے کے ساتھ ساتھ حاشیہ میں ان کے موافق دلائل پڑھنے میں بھی دلچسپی ہوگی، اب اصلاح الرسوم ایک بہترین مدلل کتاب بن گئی ہے۔

حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ العزیز نے خاص طور پر شادی بیاہ اور گھریلو زندگی کی رسومات کی اصلاح کے لیے یہ کتاب لکھی تھی، آج یہ کتاب مدلل ہوکر منظر عام پر آرہی ہے، ناظرین کے لیے نئی دلچسپی کا ایک ذریعہ بنے گی، اور امید کی جاتی ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں جو منکرات ہیں وہ کافی حد تک ختم ہوجائیں گی۔

اللہ پاک حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز کے لیے اس کو ذریعہ نجات بنائے، اور حضرت مولانا مفتی محمد احسان صاحب جنہوں نے محنت کرکے کتاب کو مدلل فرمایا ہے، ان کے واسطے بھی ذریعہ نجات بنائے، اور ناظرین کے درمیان شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

شبیر احمد عفی عنہ

خادم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۲۱ر محرم الحرام ۱۴۴۷ھ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

تقریظ

نمونہ سلف حضرت اقدس مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری

استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد:

حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے امت کی رشد وہدایت اور اصلاح کے لیے جو تجدیدی کارنامے انجام دیے ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں، آپ کے مؤثر ترین مواعظ اور مختلف دینی موضوعات پر معتبر ترین تالیفات سے امت مسلسل فائدہ اٹھارہی ہے جو آپ کے لیے عظیم صدقہ جاریہ ہیں، فجزاھم اللہ تعالیٰ خیرا الجزاء

حضرت والا کی خاص نظر معاشرہ میں پھیلی ہوئی خرافات اور واہی تباہی رسومات پر رہتی تھی جن پر آپ اپنے مواعظ اور تالیفات میں کھل کر نکیر فرمایا کرتے تھے، اس سلسلہ کی آپ کی ایک اہم تالیف "اصلاح الرسوم" بھی ہے جس میں عقائد، معاملات، معاشرت اور اخلاق سے متعلق مروجہ غلط باتوں کی نشاندہی کر کے ان کر تردید کی گئی ہے، بالخصوص اس دور میں معاشرتی تقریبات میں رائج بے ہودہ رسومات کا جس قدر احاطہ اس کتاب میں کیا گیا ہے وہ یکجا طور پر کسی اور کتاب میں نہیں ملتا، اسی لیے اس جامع کتاب کو فکر مند علماء اور عوام کے درمیان غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی اور یہ کتاب بڑی اصلاح کا ذریعہ بنی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

اب مزید مسرت کی بات یہ ہے کہ فاضل گرامی جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی زید علمہ مفتی مدرسہ شاہی مرادآباد نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ "اصلاح الرسوم" پر عربی حواشی لگانے کا کام کیا ہے، جس سے اس کی افادیت دوبالا ہوگئی ہے، خاص کر علماء کرام اور مفتیان عظام ان حواشی سے مستفید ہوں گے اور کتاب کی قدر وقیمت کا اندازہ لگالیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس محنت کو بے حد قبول فرمائیں اور اس طرح کی مزید خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری

خادم الطلبہ دارالعلوم دیوبند

۱۴۴۶/۹/۲۶ھ

مقدمۃ الکتاب

حضرت مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری ندوی

استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی شخصیت اور آپ کی تجدیدی اصلاحات محتاج تعارف نہیں، آپ اللہ کے ان خوش نصیب بندوں میں سے تھے جن کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (حدیث: ۴۲۹۱، رواہ ابوداؤد ۲/۲۴۱، رقم: ۴۲۹۱، اول کتاب الملاحم، باب مایذکر فی قرن المائۃ)

بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو سال میں ایک ایسے اللہ کے بندے کو پیدا کرے گا جو دین اسلام کی تجدید کردے گا، یعنی قرآن وحدیث کی روشنی میں حق وباطل، صحیح وغلط، سنت وبدعت میں امتیاز کرکے دین کو نکھار دے گا۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تصنیفات اور آپ کی اصلاحی کوششیں جو ملفوظات ومواعظ کی شکل میں آج بھی قابل استفادہ ہیں وہ اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ سے اصلاحی وتجدیدی کام لیا۔

آپ کی اصلاحی وتجدیدی تصنیفات بکثرت ہیں منجملہ ان کے تعلیم الدین، حیوۃ المسلمین، اصلاح الرسوم، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب وغیرہ کتابیں بھی ہیں، آپ کی تصنیفات واصلاحی تجدیدات کی خصوصیت یہ ہے کہ سب کتاب وسنت کی روشنی میں اسلامی حدود وقیود کے دائرہ میں، فقہ اسلامی کے مطابق اور ان سے مدلل ہیں، فقہ اسلامی جو اصلاً کتاب وسنت ہی کا ایک حصہ ہے جس کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''الفوز الکبیر'' میں ''علم

الاحکام" سے تعبیر کیا ہے، جس سے مراد فقہ اسلامی ہے اور جو کتاب وسنت ہی کا ایک حصہ ہے۔

آپ کی ایک کتاب "تعلیم الدین" ہے جس میں آپ نے دین وشریعت کے پانچ اہم شعبوں (عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق) سے متعلق ضروری اور بنیادی اسلامی تعلیمات جمع فرمائی ہیں، اور ماضی قریب میں ممبئی سے اس کا جو نسخہ حضرت قاری ولی اللہ صاحب نے شائع کیا ہے، اس کی خصوصیت یہ ہے کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں ہر تعلیم، یا ہر ہدایت وادب کی دلیل بھی ادلہ شرعیہ سے تخریج فرمائی تھی (اس کو بھی شائع کیا ہے) گویا پوری کتاب کی تخریج فرمائی ہے کہ ہر ہر تعلیم وادب کا حدیث سے ماخذ تحریر فرمایا ہے، اسی طرح آپ کی دوسری تصانیف اصلاح الرسوم، حیاۃ المسلمین، نشر الطیب اور امداد الفتاوی وغیرہ بھی ہیں کہ ان سب کو آپ نے قرآن وحدیث اور اسلامی فقہ کی روشنی ہی میں تحریر فرمایا ہے، زمانہ کے حالات اور معاشرہ پر آپ کی گہری نظر تھی، اس وقت معاشرہ میں جتنی رسومات اور زندگی کے مختلف شعبوں میں غلط طریقے رائج تھے آپ نے ان سب کی اصلاح کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں "اصلاح الرسوم" نامی کتاب تحریر فرمائی، اور مثبت انداز میں پوری امت کے لیے اسلامی طریقہ کے مطابق زندگی گذارنے کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں حیاۃ المسلمین کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی۔

اللہ کا شکر واحسان ہے اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلوص کی برکت اور آپ کی مقبولیت کی علامت ہے کہ آپ کی اس نوع کی جملہ علمی واصلاحی تصانیف کی طرف اصحاب علم وفن متوجہ ہیں اور آپ کی متعدد کتابوں کی تخریج بھی فنی اعتبار سے کی جاچکی ہے، چنانچہ احقر کی ناقص معلومات کے مطابق آپ کی تصانیف میں سے اب تک خطبات الاحکام، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، امداد الفتاوی اور اصلاح الرسوم کی تخریج کی جاچکی ہے، یہ کتابیں احقر کی نظر سے گذری ہیں، ان کتابوں کی تخریج کا بڑا فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ

اپنے اکابر کے علوم اور ان کی اصلاحی کوششوں کی طرف سے پورا یقین اور اعتماد ہوتا ہے کہ انہوں نے امت کی اصلاح کے لیے جو بھی کوششیں کی ہیں وہ سب قرآن وحدیث کی روشنی میں ہیں، ہم کو اپنے اکابر کی تصانیف اور اصلاحی کوششوں کی قدر کرنی چاہئے، نیز ان تخریجات کا فائدہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ان کتابوں کی (تخریجات کے ساتھ) تعریب بھی کر دی جائے تو بلاد عرب کے حضرات بھی ان کتابوں سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی دامت برکاتہم تمام سلیم الطبع، انصاف پسند اصحاب علم ونظر خصوصاً فکر قاسمی وتھانوی سے وابستہ اصحاب کی طرف سے شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اس کتاب "اصلاح الرسوم" کی تخریج کی ہے اور جن حدیثوں کا حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے صرف ترجمہ یا خلاصہ اور حوالہ دیا تھا مولانا محترم نے مکمل حوالے کے ساتھ حاشیہ میں پوری حدیث نقل فرمادی، اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ یہ کام آسان نہیں ہے، اللہ تعالیٰ مولانا محترم کو اپنی شایان شان دنیا وآخرت مس اس عظیم الشان علمی ودینی خدمت پر جزائے خیر نصیب فرمائے، تمام مکارہ ومصائب اور فتنوں سے ان کی حفاظت اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔

میں مولانا محترم سے گذارش کروں گا کہ جس طرح محنت شاقہ برداشت کر کے مولانا نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اس کتاب "اصلاح الرسوم" کی تخریج فرمائی ہے اسی طرح توجہ فرما کر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کتابوں میں سے حیوٰۃ المسلمین، تعلیم الدین، جزاء الاعمال، حقوق الاسلام، قصد السبیل کی بھی تخریج فرمادیں، اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ اس کا فائدہ بہت عام وتام ہوگا، کوئی اللہ کا بندہ ان کتابوں کی تعریب کر دے گا تو تعریب وتخریج کردہ کتابیں عرب حضرات کے لیے بھی ان شاء اللہ قابل استفادہ ہوں گی، حیوٰۃ المسلمین میں جن ابواب میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے صرف قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ لکھا ہے وہاں پوری آیت بھی لکھی جائے اور جہاں حدیثوں کا صرف حوالہ دیا ہے کہ ماقبل میں یہ حدیث گذر چکی

ہے، وہ پوری حدیث اس موقع پر بھی نقل کر دی جائے، اور حاشیہ میں اس کی تخریج کر دی جائے۔

اصلاح الرسوم کے تعلق سے ایک کام یہ بھی کرنے کا ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ اور اس وقت کے معاشرہ کو سامنے رکھتے ہوئے رسومات کی اصلاح کے لیے یہ کتاب تحریر فرمائی تھی، لیکن اب زمانہ بدل گیا، زندگی کے مختلف شعبوں میں بہت سی فاسد رسمیں ہمارے معاشرہ میں رائج ہیں، مثلاً برتھ ڈے منانا، دعوتوں میں بفے سسٹم سے یعنی کھڑے ہو کر کھانا کھلانا، اپریل فول منانا، دکان و مکان کا افتتاح فیتہ کاٹ کر کرنا، تعزیت و سلامی کے نئے نئے طریقے اختیار کرنا وغیرہ، اصلاح الرسوم میں اگر ایک باب کا اضافہ کر دیا جائے جس میں اس نوع کی رسومات کی بھی اصلاح شامل کر دی جائے، یا علاحدہ کسی رسالہ میں یہ کام کیا جائے تو بلاشبہ یہ وقت کا اہم کام اور دینی فریضہ ہے، اسی کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنا چاہیے جس کی طرف علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے بہت پہلے اصحاب علم کو توجہ دلائی ہے وہ یہ کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے علوم و معارف اور ان کی اصلاحی کوششوں کو آسان اسلوب میں جدید انداز میں مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے، اس سے امت کو بہت فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ان تمام کاموں کے کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، اور مولانا محترم جناب مفتی احسان صاحب دامت برکاتہم کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

محمد زید مظاہری ندوی

استاد حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱؍ صفر ۱۴۴۷ھ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے اکابرین میں حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز وہ عظیم الشان شخصیت کے حامل ہیں، جن کے فیوض سے بالواسطہ یا بلاواسطہ امتِ مسلمہ کا عمومی اور خصوصی طبقہ ہر دور میں مستفیض ہوتا رہا ہے۔ باری عزاسمہ نے حضرت والا کو علوم وحکم کے جن اسرار ورموز سے مطلع فرمایا تھا، بہت کم لوگوں نے ان سے حصہ پایا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت والا نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس پر حضرت کی تحقیق حرف آخر ثابت ہوئی۔ حضرت نے خواص کے لئے اپنے ورثہ علم کا جتنا سرمایہ چھوڑا ہے کم وبیش عوام کی رشد وہدایت اور اصلاح ظاہر وباطن کے لئے بھی حضرت کے قلم سے اکسیر کی شکل میں پُراثر نہایت نفع بخش تحریریں وجود میں آئیں، جن سے امت مسلمہ کے قلوب روشناس ہوئے، اور زنگ آلود دلوں کو صیقل نصیب ہوا۔

حضرت اقدس کے قلم گہربار سے اصلاح معاشرہ کے عنوان سے نکلی ہوئی ایک اہم ترین کاوش "اصلاح الرسوم" ہے، جس میں حضرت والا نے روزمرہ کی زندگی میں معاشرہ میں پھیلی ہوئی رسومات وبدعات کا حسب عادت نقلی عقلی دلائل کی روشنی میں جائزہ لیا، اور امت کو بدعات ورسومات کے دنیوی واخروی نقصانات سے آگاہ کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ان سے بچنے کا حل اور سنت وشریعت کو اختیار کرنے کے دنیاوی اور اخروی منافع سے باخبر کیا ہے۔ اگرچہ کتاب میں مذکور بہت سی رسومات ایسی ہیں جو حضرت کے زمانہ میں مروج تھیں، اور موجودہ دور میں تغیر زمانہ، اسباب ووسائل کی کثرت کی وجہ سے ان کی جگہ دوسری دیگر رسومات نے لے لی ہے۔ لیکن اس کتاب میں موجود اصول وہدایات اور تحقیقات ہر موقع پر امت مسلمہ کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھیں گی، اور گمراہی کے اندھیروں میں نور ھدایت کا کام دیتی رہیں گی۔

بندہ نے اصلاح الرسوم کا کئی مرتبہ مطالعہ کیا، بندہ کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا، اور موجودہ وقت کے پیشِ نظر یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اس میں آمدہ آیات و روایات اور فقہی جزئیات کی مکمل عبارتوں کے ساتھ تخریج ہوجائے، اسی طرح ہر ہر مسئلہ پر عنوان لگاکر اس کی تفصیلی فہرست تیار ہوجائے، تاکہ لوگوں اور بالخصوص اہل علم حضرات کی تشفی کا سامان ہو، اور کتاب کے مشمولات تک رسائی آسان ہوجائے۔ باری تعالیٰ کے فضل و انعام اور ان کی توفیق سے تحقیق و تخریج عناوین اور فہرست سازی کا کام پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ وللہ الحمد والمنۃ

بندہ اپنے اساتذہ کرام بالخصوص حضرت اقدس مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی اور مفتی سلمان صاحب منصور پوری کا بے حد ممنون و مشکور ہے کہ جنہوں نے ہمیشہ کی طرح مجھ جیسے کم ہمت بے علم کی حوصلہ افزائی فرمائی اور مخلصانہ مشوروں سے نوازا، نیز عدیم الفرصتی کے باوجود کتاب پر غائرانہ نظر فرماکر اپنے متبرک کلمات سے بندہ کی اس معمولی خدمت کو شرف بخشا، نیز بندہ مفتی زید صاحب مظاہری ندوی استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء کا بھی بے حد شکر گزار ہے کہ انہوں نے کتاب پر اپنے گرانقدر کلمات سے نوازا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی کہ اگر بندہ حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب معتمد دار الافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا شکریہ ادا نہ کرے جن کے مفید مشورے اور ہمت افزاء آراء بندہ کے لیے ہمیشہ ممد و معاون بنتی ہیں۔

باری تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی اس حقیر کوشش کو اصل کتاب کی طرح نافع بناکر درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ اور بندہ کے لئے بندہ کے والدین، اساتذہ اور خیر خواہوں کے لئے دنیا و آخرت کی سرخ روئی اور مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

احقر محمد احسان غفرلہ

خادم جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد

۲۷/۱/۷ ۱۴۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿پہلا باب﴾

ان رسوم میں جن کو اکثر کرنے والے بھی گناہ سمجھتے ہیں، اور اس میں چند فصلیں ہیں:

﴿پہلی فصل: شادیوں میں بد نظری﴾

من جملہ ان رسوم کے شادی میں ناچ کرانے کی رسم ہے، جس میں یہ قبائح ہیں:

ا۔ نامحرم عورت کو اہلِ مجلس دیکھتے ہیں جو آنکھ کا زنا ہے، اس کے بولنے اور گانے کی آواز سنتے ہیں جو کان کا زنا ہے، اس سے باتیں کرتے ہیں جو زبان کا زنا ہے، اس کی طرف قلب کا میلان ہوتا ہے جو دل کا زنا ہے، جو زیادہ بے حیا ہیں اس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں جو ہاتھ کا زنا ہے، اس کی طرف چل کر جاتے ہیں جو پاؤں کا زنا ہے، بعض فعلِ بد میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں جو اصل زنا ہے، چناں چہ حدیث شریف میں یہ مضمون صراحۃً موجود ہے۔(۱)

حدیث میں ہے کہ فرمایا رسولِ مقبول ﷺ نے: "بہت لوگوں کو مبتلائے عذاب دیکھا، من جملہ ان کے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک غار بشکلِ تنور کے ہے جو اوپر سے تنگ ہے اور نیچے سے فراخ ہے، اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس میں بہت مرد اور عورتیں ننگی ہیں، جس وقت آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے اس کے ساتھ وہ سب اوپر کو آجاتے ہیں اور جب

---

(۱) قال أبو هريرة، عن النبي ﷺ: "إن الله كتب على ابن آدم حظه من الزنا، أدرك ذلك لا محالة، فزنا العين النظر، وزنا اللسان المنطق، والنفس تمنى وتشتهي، والفرج يصدق ذلك كله ويكذبه (صحيح البخاري: ۲/۹۲۲، رقم: ۶۲۴۳، باب زنا الجوارح دون الفرج، كتاب الاستيذان).
عن أبي هريرة أن النبي ﷺ قال: "لكل ابن آدم حظه من الزنا". بهذه القصة قال "واليدان تزنيان فزناهما البطش والرجلان تزنيان فزناهما المشي والفم يزني فزناه القبل" (أبو داود: ۱/۲۹۲، رقم: ۲۱۵۳، باب مايؤمر به من غض البصر، كتاب النكاح).

وہ شعلہ نیچے جاتا ہے تو اس کے ساتھ وہ سب بھی نیچے چلے جاتے ہیں، آپ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: "یہ زناکار لوگ ہیں"۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔(۱)

اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا رسولِ مقبول ﷺ نے: "لعنت کرے اللہ تعالیٰ بد نگاہ کرنے والے کو اور جس کی طرف بد نگاہ کی جاوے"۔ یعنی جب وہ بھی اس کا ارادہ و قصد کرے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے۔(۲)

اور ایک حدیث میں ہے کہ: "جو شخص بد نگاہ سے دیکھے قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا"۔(۳)

کھلے عام گناہ کرنا اور ناچ گانے پر وعید

۲۔ اتنے گناہوں کا علی الاعلان ہونا، کیوں کہ یہ بات مقرر ہے کہ پوشیدہ گناہ کرنے سے علانیہ گناہ کرنا زیادہ بُرا ہے۔ حدیث میں ہے رسول مقبول ﷺ نے علاماتِ قربِ قیامت

---

(۱) عن سمرة بن جندب، قال: كان النبي ﷺ إذا صلى صلاة أقبل علينا بوجهه فقال: "من رأى منكم الليلة رؤيا" -وفي حديث طويل- قال: فانطلقنا إلى ثقب مثل التنور، أعلاه ضيق وأسفله واسع يتوقد تحته ناراً، فإذا اقترب ارتفعوا حتى كاد أن يخرجوا، فإذا خمدت رجعوا فيها، وفيها رجال ونساء عراة، -إلى قوله- والذي رأيته في الثقب فهم الزناة، إلى آخر الحديث... (صحيح البخاري: ١/١٨٥، رقم: ١٣٨٦، باب: كتاب الجنائز).

(۲) وعن عمرو مولى المطلب أن رسول الله ﷺ لعن الله الناظر والمنظور (مراسيل أبي داود، ملحق بسننه، ص: ١٩، رقم: ٤٧٣، باب ما جاء في التستر) وكذا في شعب الإيمان عن الحسن مرسلاً، (شعب الإيمان: ٦/١٦٢، رقم: ٧٧٨٨، فصل في الحمام، باب الحياء دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) قال عليه السلام: من نظر إلى محاسن أمرأة اجنبية عن شهوة صُب في عينيه الآنك يوم القيامة، قلت: غريب، (نصب الراية: ٤/٥٤٠، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر والملمس، دار الإيمان، سهارنفور) وكذا في الدراية في تخريج أحاديث الهداية مع الهداية: ٤/٤٥٩، كتاب الكراهية، الأمين كتابستان) وقال ابن الحجر: لم أجده.

میں فرمایا کہ ”جب فلاں فلاں، امر واقع ہوں اور گانے والیاں اور باجے والے علی الاعلان ظاہر ہونے لگیں، اس وقت لوگوں کو اندیشہ کرنا چاہیے سرخ ہوا کا، اور زلزلہ کا اور زمین غرق ہوجانے کا اور صورت مسخ ہوجانے کا اور پتھر برسنے کا اور بڑی بڑی سخت نشانیوں کا، کہ اس طرح لگاتار آویں گی جیسے کسی لڑی کا تاگا ٹوٹ جاوے اور اس کے دانے لگاتار گرنے لگتے ہیں“۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔(۱)

واقعی یہ حدیث گویا ناچ ہی کی پیشین گوئی ہے کہ کسی وقت ایسا بھی ہوگا کہ جو لوگ بے باکی سے اس میں شریک ہوتے ہیں وہ سن لیں کہ اس میں کیسی وعیدیں ہیں اور حدیث میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ ”نہیں ظاہر ہوئی بے حیائی اور فحش کسی قوم میں یہاں تک کہ اس کو کھلم کھلا کرنے لگیں، مگر پھیل پڑتا ہے طاعون ان میں اور ایسی بیماریاں کہ ان کے گذشتہ بزرگوں میں کبھی نہیں ہوئیں“۔ روایت کیا اس کو ابنِ ماجہ نے۔(۲)

اور کوئی شک نہیں کہ ناچ میں شریک ہونے سے زیادہ اور کیا بے حیائی ہوگی، طاعون اور نئی نئی بیماریوں کا پھیلنا ہمارے ملک میں ظاہر ہے، یہ نتیجہ ان ہی فحش افعال کا ہے۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: كل أمتي معافي إلا المجاهرين إلخ (صحيح البخاري: ۲/۸۹۶، رقم: ۶۰۶۹، باب ستر المؤمن على نفسه، كتاب الأدب)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إذا اتخذ الفيء دولا، والأمانة مغنما، والزكاة مغرما، وتعلم لغير الدين، وأطاع الرجل امرأته، وعق أمه، وأدنى صديقه، وأقصى أباه، وظهرت الأصوات في المساجد، وساد القبيلة فاسقهم، وكان زعيم القوم أرذلهم، وأكرم الرجل مخافة شره، وظهرت القينات والمعازف، وشربت الخمور، ولعن آخر هذه الأمة أولها، فليرتقبوا عند ذلك ريحا حمراء، وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا وآيات تتابع كنظام بال قطع سلكه فتتابع. (ترمذي: ۲/۴۵، رقم: ۲۲۱۱، باب علامة حلول المسخ والخسف، أبواب الفتن)

(۲) عن عبد الله بن عمر قال أقبل علينا رسول الله ﷺ. فقال: يامعشر المهاجرين خمس إذا ابتليتم بهن وأعوذ بالله أن تدركوهن لم تظهر الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوا بها إلا فشا فيهم الطاعون والأوجاع التي لم تكن مضت في أسلافهم الذين مضوا، إلخ (ابن ماجه: ص: ۲۹۰، رقم: ۴۰۱۹، باب العقوبات، كتاب الفتن)

﴿گناہ وثواب کا مدار اعمال پر ہے﴾

۳۔ بانی و مہتممِ مجلس کے لیے خصوصًا یہ کہ وہ آدمیوں کو گناہ کی طرف بلاتا اور جمع کرتا ہے، پس جس قدر جدا جدا سب کو گناہ ہوتا ہے اسی قدر سب ملا کر اکیلے اس بانی و مہتمم کا ہوتا ہے، بلکہ اس کی دیکھا دیکھی جو بھی اس قسم کا جلسہ کرے گا اس میں بھی یہ شخص شریکِ گناہ ہوگا، بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی جب تک اس کا بنیاد ڈالا ہوا سلسلہ چلے گا اس وقت تک برابر اس کے نامۂ اعمال میں گناہ بڑھتا جاوے گا۔(۱)

حدیث میں ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "جو شخص راہ ہدایت کی طرف بلاوے جتنے آدمی اس کی پیروی کریں گے جس قدر ان سب کو ثواب ملے گا، اسی قدر اس کو بھی ثواب ہوگا اور ان کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جو شخص کسی گمراہی کے طریقے کی طرف بلاوے جتنے اس کی پیروی کریں گے، جس قدر ان سب کو گناہ ہوگا اتنا ہی اس اکیلے کے لیے ہوگا اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی"۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔(۲)

---

(۱) عن ابن جرير بن عبد الله، عن أبيه، قال: قال رسول الله ﷺ: من سن سنة خير فاتبع عليها فله أجره أجره ومثل أجور من اتبعه غير منقوص من أجورهم شيئا، ومن سن سنة شر فاتبع عليها كان عليه وزره ومثل أوزار من اتبعه غير منقوص من أوزارهم شيئا. (ترمذي: ۹۶/۲، رقم: ۲۶۷۵، من دعا إلى هدى فاتبع أو إلى ضلالة، أبواب العلم)

(۲) عن منذر بن جرير عن أبيه عن النبي -ﷺ- "من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيء". (صحيح مسلم: ۳۲۷/۱، رقم: ۱۰۱۷، باب الحث على الصدقة، كتاب الزكاة، مسند أحمد: ۵۶/۷، رقم: ۱۹۱۵۶، حديث جرير بن عبد الله)

وقال علي القاري رحمه الله: من سن في الإسلام سنة حسنة أي أتى بطريقة مرضية يقتدى به فيها فله أجرها أي أجر تلك السنة أي ثواب العمل بها وفي نسخة أجرها أي إنما الصواب أجره والضمير لصاحب الطريقة أي له أجر عمله وأجر من عمل بسنته (مرقاة المفاتيح: ۲۷۷/۱-۲۷۸، الفصل الأول، كتاب العلم، مكتبة أشرفية)

اظہارِ معصیت بھی معصیت ہے

۴۔ جو لوگ مجلس میں موجود نہیں، دور دراز رہتے ہیں، ان کو بذریعہ خطوط کے اور رنگین رقعوں کے اطلاع دیتا ہے کہ اس طرح فسق وفجور کروں گا، یا کیا ہے، یہ بھی خود ایک سخت گناہ ہے۔ حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”سب کے لیے معافی ہے، مگر جو کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں“ اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاری فرمائی تھی، مگر صبح کو اس نے خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے! ہم نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا، خود اپنی پردہ دری کی، حالاں کہ خدائے تعالیٰ نے چھپالیا تھا، فقط۔(۱)

سو ظاہر ہے کہ شادی کے رقعوں میں بقید تاریخ اطلاع ناچ کی دور دور تک کی جاتی ہے اور اس مضمون میں اس فعل کا استحسان اور دوسروں کو ترغیبِ شرکت اور اپنی منت کشی ہوتی ہے۔(۲)

گانے بجانے کی حرمت

۵۔ اس مجلس میں معازف، مزامیر بے دھڑک بجائے جاتے ہیں جو خود سامانِ معصیت ہیں۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ ”حکم فرمایا ہے مجھ کو میرے پروردگار نے معازف اور مزامیر کے مٹانے کا“۔ روایت کیا اس کو احمدؒ نے۔(۳)

---

(۱) قال سالم سمعت أبا هريرة يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول كل أمتي معافاة إلا المجاهرين وإن من الإجهار أن يعمل العبد بالليل عملا ثم يصبح قد ستره ربه فيقول يا فلان قد عملت البارحة كذا وكذا وقد بات يستره ربه فيبيت يستره ربه ويصبح يكشف ستر الله عنه قال زهير وإن من الهجار (صحيح مسلم: ۲/۴۱۲، رقم: ۲۹۹۰، باب النهي عن هتك الإنسان ستر نفسه، كتاب الزهد والرقائق، بخاري: ۲/۸۹۶، رقم: ۶۰۶۹، باب ستر المؤمن، كتاب الأدب)

(۲) لأن إظهار المعصية معصية. (شامي زكريا: ۲/۵۳۹، قبيل سجود السهو، كتاب الصلاة)

(۳) عن أبي أمامة عن النبي ﷺ قال: ان الله عز وجل بعثني رحمة وهدى للعالمين وأمرني ان أمحق المزامير والكفارات يعني البرابط والمعازف والأوثان التي كانت تعبد في الجاهلية... إلخ (مسند إمام أحمد: ۸/۲۸۶، رقم: ۲۲۲۱۸، حديث أبي أمامة)

خیال کرنے کی بات ہے کہ پیغمبرِ خدا ﷺ جس چیز کو مٹانے کے لیے تشریف لائیں اس کے رونق دینے والے کا کیا ٹھکانہ ہے؟

﴿ترکِ صلاۃ اور اس کا وبال﴾

۶۔ شرکائے مجلس کو تو نماز کیا خاک نصیب ہوتی اور پاس پڑوس والوں کی نماز میں گانے بجانے کی آواز سے خلل ونقصان واقع ہوتا ہے، بعض لوگوں کو اس پریشانی میں نیند بے وقت آتی ہے اور نماز قضا ہو جاتی ہے۔ سوان نمازوں کے برباد ہونے کا وبال اس شخص پر پڑتا ہے، ایک ایک نماز کے ترک پر حدیث میں جہنم کی وعید آئی ہے۔ جس شخص نے اتنے آدمیوں کی نماز خراب کی اس کے عذاب کا کیا ٹھکانہ ہے؟(۱)

---

(۱)عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال من كان يؤمن بالله واليوم والآخر فلا يؤذي جاره الحديث (صحيح البخاري:۷۷۹/۲، رقم:۵۱۸۵، باب الوصاة بالنساء، كتاب النكاح)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه وعن جده عن رسول الله ﷺ أنه قال: من ترك الصلاة سكرا مرة واحدة فكأنما كانت له الدنيا وما عليها فسلبها، ومن ترك الصلاة سكرا أربع مرات كان حقا على الله عز وجل أن يسقيه من طينة الخبال قيل وما طينة الخبال يا رسول الله؟ قال: عصارة أهل جهنم (مسند أحمد۱۷۸/۲، رقم:۶۶۵۹)

عن جرير بن عبد الله البجلي قال: بايعت رسول الله ﷺ من إقام الصلاة وإيتاء الزكاة والنصح لكل مسلم. (صحيح الصحيح البخاري:۱۳/۱، رقم:۵۷، باب قول النبي: الدين النصيحة، كتاب الإيمان)

عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ لا تقتل نفس ظلما إلا كان على ابن آدم الأول كفل من دمها لأنه أول من سن القتل. (صحيح البخاري: ۴۶۹/۱، رقم:۳۳۳۵، باب قول الله تعالى: وإذ قال ربك للملائكة إلخ، أحاديث الأنبياء وصلوات الله عليهم).

عن عبد الله بن بريدة عن أبيه قال: قال رسول الله ﷺ: ان العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر. (نسائي:۵۴/۱، رقم: ۴۶۳، باب الحكم في تارك الصلاة، كتاب الصلاة، ترمذي: ۹۰/۲، رقم:۲۶۲۱، باب ما جاء في ترك الصلاة)

﴿معیار ایمان﴾

۷۔ اکثر ناچ دیکھنے کی جب عادت ہوجاتی ہے اس کی برائی دل سے نکل جاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ گناہ کرکے غم ہوتا الٹی فرحت ہوتی ہے، یہ مقام بڑے اندیشہ کا ہے۔ رسول مقبول ﷺ نے مسلمان ہونے کی یہ علامت فرمائی ہے کہ "اگر نیکی کرکے دل خوش ہو اور گناہ کرکے دل بُرا ہو تو سمجھو تم مومن ہو"۔ جب گناہ کرکے دل خوش ہونے لگا، پھر فرمایئے ایمان کہاں رہا؟ یہ ہر دیکھنے والے کا حال ہوا اور جس نے سب کو دکھلایا ہے وہ اکیلا ان سب کی برابر عقوبت کا مستحق ہوتا ہے۔(۱)

﴿عشق مجازی کا وبال﴾

۸۔ بعض ناچنے والی کے عشق میں مبتلا ہوکر اپنا سب مال اور آبرو اور دین برباد کرتے ہیں، اس کا سبب یہی بانی مجلس ہوا، تو اسی تمام تر وبال میں یہ بھی شریک ہوگا۔ اور یہ عشقِ مجازی ایسی بُری بلا کی چیز ہے کہ آدمی کو بعض اوقات کافر بنا کر رہتی ہے، کیوں کہ انسان کا قلب تو ایک ہی ہے، اس میں ایک ہی محبت سما سکتی ہے، جب کسی مردار کی محبت اس میں

---

(۱) عن أبي أمامة أن رجلا سأل رسول الله ﷺ: "ما الإيمان قال إذا سرتك حسنتك وساءتك سيئتك فأنت مؤمن قال يا رسول الله فما الإثم؟ قال إذا حاك في نفسك شيء فدعه. (مسند احمد، رقم: ۲۲۱۹۹، حديث أبي أمامة، مشكاة المصابيح، ص: ۱۶، أشرفي)

عن بلال بن الحارث المزني قال: قال رسول الله ﷺ: "من أحيا سنة من سنتي قد أميتت بعدي فإن له من الأجر مثل أجر من عمل بها من الناس لاينقص من أجور الناس شيئا ومن ابتدع بدعة لا يرضاها الله ورسوله فإن عليه من الإثم مثل إثم من عمل بها من الناس لاينقص من آثام الناس شيئا" (ابن ماجه، ص: ۱۹، رقم: ۲۱۰، باب من أحياء سنة قد أميتت، المقدمة، ترمذي: ۲/۹۶، رقم: ۲۶۷۷، باب الأخذ بالسنة واجتناب البدع، أبواب العلم، مشكاة: ۳۰، أشرفي)

آوے گی خالق کی محبت کم ہوگی، اور جس قدر یہ بڑھتی جاوے گی اسی قدر خالق کی محبت گھٹتی جاوے گی، یہاں تک کہ جب قلب کو بالکل محیط ہوجاوے گی تو بالکل دل سے نکل جاوے گی اور یہی مقام کفر کا ہے۔(۱)

ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ اپنے گھر کے روبرو کھڑا تھا اور دروازہ اس گھر کا حمام کا سا دروازہ تھا، ایک خوب صورت نوجوان لڑکی وہاں سے گزری، اور پوچھا کہ حمامِ منجاب کا راستہ کدھر ہے؟ اس شخص نے کہا: ”حمامِ منجاب یہی ہے۔“ وہ اندر چلی گئی اور یہ اس کے پیچھے چلا، جب لڑکی نے یہ حالت دیکھی سمجھ گئی کہ اس نے دھوکا دیا، اس نے براہِ چالاکی بشاشت ظاہر کی اور کہا کہ کچھ سامانِ عیش و نشاط مہیا کرلینا چاہیے، کہنے لگا: ”جو کہو ابھی تیار ہوجاتا ہے“ اس نے کچھ فرمایش کی، یہ گھر سے اس کا سامان کرنے کے لیے باہر نکلا اور اس کو گھر میں چھوڑ گیا۔ یہ لڑکی نکل کر چل دی، وہ شخص لوٹ کر جو آیا اور اس کو نہ پایا تو بہت پریشان ہوا، اور اکثر اس کو یاد کیا کرتا اور گلی کوچوں میں کہتا پھرتا:

یا رب قائلة یوما و قد تعبت   أین الطریق إلی حمَام منجاب

خلاصہ شعر کا یہ ہے کہ وہ جو حمامِ منجاب کا راستہ پوچھتی تھی کہاں گئی۔ اسی طرح تمام عمر مصیبت میں گذری، جب مرنے کا وقت آپہنچا، لوگ کلمہ پڑھنے کو کہتے تھے اور وہ بجائے کلمہ کے یوں کہتا تھا:

یَا رَبِّ قَائِلَةَ یَوْمًا وَقَدْ تَعِبَتْ   أَیْنَ الطَّرِیْقُ إِلٰی حَمَّامِ مِنْجَابِ

---

(۱) عن النبي ﷺ: قال من سن في الإسلام سنة حسنة كان له أجرها وأجر من عمل بها من بعده —إلى— إلى- قول ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها الخ: (مسند إمام احمد: ۵٦/۷، رقم: ۱۹۱۵٦)
ما يتوصل به إلى الحرام حرام ولو بالقصد (الفقه الإسلامي: ۲۸۰/٤، البيوع)

آخر اسی میں ختم ہوگیا۔(۱) نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَۃِ۔

ایک اور شخص کی حکایت ہے کہ کسی پر عاشق ہوگیا اور اس غم میں صاحبِ فراش ہوگیا۔ کچھ لوگوں نے درمیان میں پڑکر معشوق کو لانے پر آمادہ کیا۔ یہ خبر سن کر عاشق تازہ ہوگیا اور منتظرِ وعدہ ہوکر بیٹھا۔ دفعتًہ ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ وہ میرے ساتھ آنے کو چلا تھا، راستہ میں کہنے لگا کہ میں موضعِ تہمت میں نہیں جاتا، میں نے ہر چند سمجھایا، مگر اس نے نہ مانا، اور واپس ہوگیا۔ اس کو سنتے ہی اس کی پہلے سے بدتر حالت ہوگئی اور علاماتِ مرگ ظاہر ہونے لگے اور اس حالت میں یہ کہنا شروع کیا:

اِعْلَمْ یَا رَاحَۃَ الْعَلِیْلِ وَیَا شِفَاءَ الْمُدْنِفِ الْخَلِیْلِ

رِضَاكَ أَشْهٰی إِلٰی فُؤَادِي مِنْ رَحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِیْلِ

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے معشوق کو خطاب کرکے کہتا ہے کہ تیری رضامندی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔ ایک شخص کہنے لگا کہ کم بخت! خدا سے ڈر، کیا کہتا ہے، کہنے لگا: جو کچھ ہونا تھا ہوچکا۔ ناصح اٹھ کر دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ اس کی روح قبض ہوگئی۔(۲)

ایک اور حکایت ہے کہ مصر میں ایک شخص مسجد میں رہتا تھا، اور اذان و نماز میں لگا رہتا تھا، اور اس کے چہرے پر نورِ عبادت چمکتا۔ ایک روز اذان کہنے کے لیے مینار پر چڑھا، اس مینارہ کے نیچے ایک نصرانی کا گھر تھا، اس کی دختر پر نظر پڑگئی اور عاشق ہوگیا اور اذان چھوڑ چھاڑ نیچے اترا اور اس کے گھر پہنچا، لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے اور کیا چاہتا ہے؟ اس شخص نے اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ میں اس لڑکی کو چاہتا ہوں۔ لڑکی نے

---

(۱) الجواب الكافي لابن القيم، ص:۲۲۸، فصل: الحظرة، مكتبة ابن التيمية القاهرة.

(۲) البداية والنهاية ۱۲/۳۳، أحمد بن كايب الشاعر، دار إحياء التراث العربي.

جواب دیا کہ تو مسلمان، میں نصرانی، میرا باپ تجھ سے ہرگز نکاح نہیں کر سکتا۔ کہنے لگا کہ اگر نصرانی ہو جاؤں؟! اس نے کہا: اس وقت ممکن ہے۔ یہ شخص نکاح کی امید میں نصرانی ہو گیا۔ ابھی نکاح نہیں ہوا تھا کہ کسی کام کے لیے کوٹھے پر چڑھا وہاں سے اتفاقاً گرا اور مر گیا۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ۔

یہ آفتیں عشقِ صورت کی ہیں۔ اکثر لوگ اس بلا کو خفیف سمجھتے ہیں اور بعضے اس کو نَعُوْذُ بِاللهِ! موجبِ قربِ الٰہی وآئینۂ مشاہدۂ جمالِ حقیقی جانتے ہیں، جو سراسر الحاد و زندیقی کا اعتقاد ہے۔ اور بزرگوں کے بعض کلام سے جو سند پکڑتے ہیں اس کے کچھ معنی نہیں سمجھتے۔

گناہ کو ناموری کا سبب سمجھنا

۹۔ بعضے بلکہ اکثر ناچ کرانے والے اس کو سبب ناموری اور آبرو کا جانتے ہیں، اور اس کے نہ ہونے کو موجبِ اہانت و بے رونقی شادی کا سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب گناہ پر آدمی فخر کرنے لگے اور اس کے نہ ہونے کو بے عزتی سمجھے تو اس میں گناہ کا استخفاف بلکہ استحسان لازم آتا ہے، جس کو علماء نے موجبِ زوالِ ایمان فرمایا ہے۔(۱)

---

(۱) ان الرضاء بكفر الغير إنما يكون كفرا إذا كان يستجيز الكفر ويستحسنه. (فتاوی تاتار خانیه: ۲۸۳/۷، كتاب أحكام المرتدين، الفصل الأول، رقم: ۱۱٤۹٤)

الهازل أو المستهزئ إذا تكلم بكفر استخفافاً واستهزاءً ومزاحاً يكون كفراً عند الكل وإن كان اعتقاده خلاف ذلك. (فتاوی هندیه: ۲۷٦/۲، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين/ كوئٹه)

لو جلس في مجلس الشراب على مكان مرتفع وذكر مضاحك استهزاء بالمذكر فضحكوا كفروا. (فتاوی سراجیه: ص: ۳۰٤، فصل (بلاعنوان) كتاب السير)

عن سالم بن عبد الله قال سمعت أبا هريرة يقول سمعت رسول الله كل امتي معافي إلا المجاهرين وإن من المجانة أن يعمل الرجل بالليل عملاً.... إلخ. (صحيح البخاري: ۸۹٦/۲، رقم: ٦٠٦٩، باب ستر المؤمن، كتاب الأدب)

رسومات نکاح میں مال کی بربادی کا وبال

۱۰۔ اس میں مال خوب دل کھول کر برباد کرتے ہیں اور قرآن وحدیث میں اسراف کرنے کی حرمت اور وعید موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "بے ہودہ اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے"۔ یعنی اس شخص نے بڑی ناشکری اور بے قدری نعمت کی کی کہ اس کو اس طرح برباد و تلف کیا۔(۱)

گناہ کو اچھا سمجھنے والا بھی وبال گناہ میں شریک ہے

۱۱۔ جن جن لوگوں کو دور دور اطلاع ہوتی ہے اور وہ مبارک باد کے خطوط بھیجتے ہیں، ان کو بھی ایسا ہی گناہ ہوتا ہے جیسا کہ شرکائے مجلس کو۔ ابوداود میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "جو شخص گناہ میں شریک نہ ہو، مگر اس سے راضی ہو، وہ مثل اس شخص کے ہے جو اس میں شریک و حاضر ہو"۔(۲) اور اسی طرح کی بہت خرابیاں اس میں جمع ہیں جن کے بیان کی حاجت نہیں، صاف ظاہر ہے۔

گناہ اور معصیت میں موافقت جائز نہیں

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ "صاحب کیا کریں، لڑکی والا نہیں مانتا، باصرار فرمائش کرتا

---

(۱) ولاتبذر تبذيراً، إن المبذرون كانوا اخوان الشياطين، و كان الشيطان. (سورہ بنی اسرائیل، آیت:۲٦)
والتبذير صرف المال في المعصية فهو ضد الشكر فمن أتى به كان كفوراً. (تفسير مظهري: ٢٨٢/٥، زكريا، روح المعاني: ٩٠/٩، زكريا)

(۲) عن عدى بن عدى عن العرس بن عميرة الكندى عن النبى -ﷺ- قال "إذا عملت الخطيئة فى الأرض كان من شهدها فكرهها. وقال مرة "أنكرها." كمن غاب عنها و من غاب عنها فرضيها كان كمن شهدها. (ابو داود: ٥٩٧/٢، رقم: ٤٣٤٥، كتاب الملاحم، باب الامر والنهي)
ومن غاب عنها فرضيها أي الخطيئة كان كمن شهدها في الاثم. (بذل المجهود: ٤٠٤/١٢، دار البشائر)

ہے"۔ ان سے پوچھنا چاہیے کہ اگر لڑکی والا کسی ایسی بات کے لیے زور ڈالے جو تم کو ناگوار گزرے، فرض کرو یونہی کہے کہ تم اپنی ماں بہن کو لاکر نچاؤ گے تو ہم لڑکی دیں گے، ورنہ نہ دیں گے۔ اس وقت یہ لوگ کیا کریں گے؟ اس بے عزتی کو محض لڑکی لینے کی ضرورت سے گوارا کریں گے، یا نہایت برہم ہو کر غیظ و غضب میں آکر مرنے مارنے کو تیار ہو جاویں گے اور لڑکی نہ ملنے کی ذرا بھی پروانہ کریں گے۔(۱)

مسلمانوں کا فرض ہے کہ شریعت نے جس چیز کو حرام ٹھہرایا ہے اس سے ایسی ہی نفرت ہونی چاہیے جیسی اپنی طبیعت کے خلاف امور سے ہوتی ہے، اور جیسے اس میں شادی ہونے نہ ہونے کی کچھ پروانہیں ہوتی، اسی طرح خلافِ شرع اُمور میں بھی صاف جواب دینا چاہیے کہ خواہ شادی کرو یا نہ کرو، ہم ہرگز ناچ نہ ہونے دیں گے۔ غرض یہ کوئی عذر اور وجہ مجبوری کی نہیں۔ اسی طرح برادری اور احباب کو چاہیے کہ اگر کوئی شخص نہ مانے تو ہرگز اس کے ساتھ شرکت نہ کریں، صاف جواب دے دیں کہ جب تم کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی پرواہ نہیں تو ہم کو تمہاری ناراضی کی پرواہ نہیں (۲)

ہزار خویش کہ بے گانہ از خدا باشد　　فدائے یک تن بے گانہ کاشنا باشد

---

(۱) عن النواس بن سمعان قال قال رسول الله ﷺ: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (شرح السنة للبغوي: ۱۰/۴۴، رقم: ۲۴۵۵، باب الطاعة في المعروف، كتاب الامارة والقضاء، المكتب الاسلامي، بيروت، مشكاة المصابيح: ص: ۳۲۱، كتاب الأمارة والقضاء، الفصل الثاني)

(۲) عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة. (صحيح الصحيح البخاري: ۲/۱۰۵۷، رقم: ۷۱۴۴، باب السمع والطاعة للإمام مالم تكن معصية، كتاب الأحكام)

فصلِ دوم

من جملہ ان رسوم کے اکثر نوجوانوں کو گنجفہ[۱]، شطرنج وغیرہ کھیلنے اور کبوتر بازی اور اور مرغ وبٹیر لڑانے اور کنکوا[۲] وغیرہ اڑانے کی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں شراب وقمار کے حرام ہونے کو فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ شیطان یوں چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان میں عداوت اور بغض پیدا کردے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے دور کرے،[۳] سو ظاہر ہے کہ جب حرام ہونے کی علت یہ ٹھہری تو جس چیز میں یہ علت پائی جاوے گی اس کو حرام کہا جائے گا۔ ان سب کھیلوں میں جس قدر قلب کو مشغولی ہوتی ہے اس کو دیکھنے والے جانتے ہیں، جو بشری طبعی حوائج ہیں جیساکہ کھانا ،پینا، پیشاب، پاخانہ، اس کی خبر بھی نہیں رہتی، نماز کا تو کیا ذکر ہے، اور ان کھیلوں کی بدولت اکثر آپس میں گالی گلوچ اور رنج وتکرار، بلکہ کبھی کبھی ہاتھا پائی کی بھی نوبت آجاتی ہے، پھر اس کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے؟

شطرنج وغیرہ کا بیان

شطرنج وغیرہ کا بیان: حدیث میں ہے: ”جو شخص نرد سے کھیلا اس نے اللہ ورسول

(۱) گنجفہ: ایک کھیل کا نام جس میں چھیانوے (۹۶) گول پتے ہوتے ہیں، اور تین کھلاڑی۔ (فیروز اللغات، ص:۱۱۰۸)

(۲) کاغذ کا بنا ہوا پتنگ۔ (فیروز اللغات، ص:۱۰۳۶)

(۳) اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝ (سورة المائدة، رقم الآية:۹۰، ۹۱)
مايتوصل به إلى الحرام حرام (الفقه الإسلامي وأدلته:۴/۲۸۰، الهدى انٹرنيشنل)

ﷺ کی نافرمانی کی"۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابن ماجہ اور مالک نے۔(۱)

اور حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "جو شخص نرد سے کھیلے، پھر اٹھ کر نماز پڑھے، اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی شخص پیپ اور خنزیر کے خون سے وضو کرے اور پھر اٹھ کر نماز پڑھ لے"۔ روایت کیا احمد نے۔(۲)

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ "شطرنج اہلِ عجم کا قمار ہے"۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ "شطرنج نہیں کھیلتا مگر گناہ گار"۔ یعنی اس کے کھیلنے سے گناہ ہوتا ہے۔ اور ان سے ہی روایت ہے: کسی نے ان سے شطرنج کھیلنے کو پوچھا، فرمایا کہ "یہ باطل ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو پسند نہیں کرتا"۔ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ اور "ہدایہ"، "در مختار" وغیرہ میں شطرنج کو صریحاً حرام لکھا ہے۔ خواہ اس میں بازی بدی جائے یا ویسے ہی کھیلیں۔(۳)

---

(۱) عن أبي موسى الأشعري أن رسول الله ﷺ قال: من لعب بالنرد فقد عصى الله ورسوله. (ابو داود، ۲/۶۷۵، رقم: ۴۹۳۸، باب في النهي عن اللعب بالنرد، كتاب الأدب، موطأ مالك: ص: ۵۸۹، رقم: ۱۷۳۹، باب ما جاء في النرد، كتاب الرؤيا، شركة القدس، مسند أحمد ۴/۳۹۴، رقم: ۱۹۵۲۱، حديث أبي موسى، باب اللعب بالنرد، كتاب الأدب، ابن ماجه، ص: ۲۶۷، رقم: ۳۷۶۲، باب اللعب النرد، أبواب الأدب)

(۲) عن عبد الرحمن يقول أخبرني ما سمعت أباك يقول عن رسول الله ﷺ فقال عبد الرحمن سمعت سمعت أبي يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول: مثل الذي يلعب بالنرد ثم يقوم فيصلي مثل الذي يتوضأ بالقيح ودم الخنزير ثم يقوم فيصلي. (مسند احمد ۵/۳۷۰، رقم: ۲۳۱۲۸)

(۳) عن علي أنه كان يقول: الشطرنج ميسر الأعاجم وعن ابن شهاب أن أبا موسى الأشعري قال: لا يلعب بالشطرنج إلا خاطئ وعنه سئل عن لعب الشطرنج فقال: هي من الباطل ولا يحب الله الباطل. (شعب الإيمان للبيهقي: ۵/۲۴۱، رقم: ۶۵۱۸، باب في تحريم الملاعب والملاهي، دار الكتب العلمية بيروت)

وكره تحريماً اللعب بالنرد وكذا الشطرنج. (شامي: ۹/۵۶۵، كتاب الحظر والإباحة، زكريا، هدايه آخرين: ۲/۴۷۵، كتاب الكراهية، الأمين كتابستان)

﴿شرعی احکام عقلی بنیادوں پر متروک نہ ہوں گے﴾

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ان سے ذکاوت بڑھتی ہے اور فنونِ حرب میں اس سے مدد ملتی ہے۔ سو اوّل تو یہ بات بالکل لغو ہے، اس کو ذکاوت سے کیا علاقہ؟ بلکہ اور عقل خبط ہوجاتی ہے، اس میں ایسا منہمک ہوتا ہے کہ اور کسی چیز کی خبر نہیں رہتی، البتہ عجب نہیں کہ کھیلتے کھیلتے خاص شطرنج بازی میں خوب چالیں یاد ہوجاتی ہیں اور اس میں ذہن دوڑنے لگتا ہو، سو اس سے کیا کام نکلا اور کون سا فائدہ ہوا؟ اسی طرح فنونِ حرب سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ اس میں تو اصطلاحی چالیں ہیں کہ اسپ اس طرح چلتا ہے اور فیل اس طرح، وعلی ہذا القیاس۔ واقعی لڑائی میں یہ چالیں تھوڑا ہی ہیں، اس کے جداگانہ اصول وقواعد ہیں۔ غرض دونوں عذر واہیات ہیں اور عَلَى سَبِيْلِ التَّسْلِيْم دلائل شرعی کے روبرو قیاسی گھوڑے دوڑانا سخت گناہ اور بے باکی کی بات ہے۔(۱)

﴿نفس پرستی کے لیے مذہب غیر کو اپنانا﴾

بعضے کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے مذہب میں درست ہے، ہم ان کے مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ سو اوّل تو اپنے امام کا مذہب جب کہ وہ قرآن وحدیث کے موافق ہو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا محض حظِ نفس کے واسطے بلا ضرورتِ شدیدہ جائز نہیں۔ اگر ایسی گنجائش دی جائے تو دین کیا، ایک کھیل ہوجائے گا۔ ہر امر میں کسی نہ کسی کا مذہب تو موافق خواہشِ نفسانی ضرور نکل آوے گا۔ مثلاً: وضو کرکے خون نکلوایا، جو کسی نے کہا کہ وضو ٹوٹ

---

(۱) الحيل المحرمة: وهي الحيل التي تتخذ للتوصل بها إلى محرم، أو إلى إبطال الحقوق، أو لتمويه لتمويه الباطل أو إدخال الشبه فيه. وهي الحيل التي تهدم أصلا شرعيا أو تناقض مصلحة شرعية. والحيل المحرمة منها ما لا خلاف في تحريمه ومنها ما هو محل تردد وخلاف. (الموسوعة الفقهية: ۳۳۰/۱۸، کویت)

گیا، پھر کرو، کہے گا: ہم نے امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کرلیا۔ پھر اتفاق سے عورت کو بشہوت ہاتھ لگایا، جو کسی نے کہا کہ اب تو شافعی مذہب کے موافق بھی وضوٹوٹ گیا، اب تو دوسرا وضو کرلو۔ کہنے لگا: اس میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر عمل کرلیا۔ حالاں کہ اس کا وضو بالاجماع باطل ہوگیا، مگر اس نے بے وضو نماز ٹرخائی۔ اسی طرح ہزاروں خرابیاں دین کے اندر لازم آئیں گی۔ اسی وجہ سے علمائے معتبرین نے اجماع کیا ہے کہ ایک مذہبِ معین کی تقلید واجب ہے، تاکہ دین میں خبط نہ کرے اور بندۂ نفس نہ بن جائے۔(۱)

پھر یہ کہ امام شافعیؒ کا یہ قدیم قول ہے اور اس میں بھی انہوں نے یہ شرط ٹھہرائی کہ کثرت سے نہ ہو اور اس میں ایسا انہاک نہ ہو کہ نماز اپنے وقت سے ٹل جائے، سو ظاہر ہے کہ یہ شرطیں کہیں بھی نہیں پائی جاتیں۔ پھر یہ کہ اس سے بھی امام شافعیؒ نے رجوع فرمایا ہے۔ چنانچہ کتاب "نصاب الاحتساب" میں "خلاصہ" سے نقل کیا ہے، اب کسی حال میں امام شافعیؒ کے مذہب کو آڑ بناکر کھیلنے کی گنجائش نہیں رہی اور اس میں ایسا انہاک ایسا وبال ہے کہ خدا کی پناہ! (۲)

"جوابِ کافی" میں ایک شاطر کی حکایت لکھی ہے کہ سکراتِ موت میں اس سے کلمہ

---

(۱) وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورہ ص، رقم الآية:٢٦)
أن المفتي والمجتهد ليس له العدول عما اتفق عليه أبو حنيفة وأصحابه فليس له الافتاء به وإن كان مجتهدا متقناً. (رسم المفتي، ص:١٩، زكريا جديد)
أن التلفيق بين أقوال المجتهدين إن كان مبطلاً للإجماع لم يجز والا جاز نظيره صلاة من احتجم ومس المرأة بعد الوضوء من غير تجديده فإنها باطلة اجماعاً. (إعلاء السنن:٢/٩٧، كراتشي مقدمه)

(۲) وقال الشافعية يكره اللعب بالشطرنج لأنه لعب لاينتفع به في أمر الدين ولا حاجة تدعو إليه فكان تركه أولى. (الفقه الإسلامي وأدلته:٣/٥٦٤، كتاب الحظر والإباحة، الهدى انترنيشنل)
فنقول ذكر الغزالي في الخلاصة أنه مكروه عند الشافعي أيضا، فلعل ما وقع في كتبنا من قوله الأول. (نصاب الاحتساب: ١٥٥، الباب الحادي عشر في الاحتساب على اللعب، مكتبة الطالب الجامعي مكة مكرمه)

پڑھنے کو کہا گیا، بجائے کلمہ کے کہتا ہے کہ "شہ رخ تجھ پر غالب ہو" اور فوراً مر گیا۔ بات یہ ہے کہ جب کوئی چیز دل میں رچ جاتی ہے اور رگ وپے میں سما جاتی ہے، مرتے وقت اس کا غلبہ ہوتا ہے اور اسی دھندے میں آدمی مرتا ہے(۱)۔ ع

چو میرد مبتلا میرد   چوں خیزد مبتلا خیزد

﴿کبوتر بازی﴾

اب کبوتر بازی کی نسبت سنیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے دوڑا جارہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ایک شیطان دوسرے کے پیچھے پیچھے جارہا ہے"۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابوداود اور ابن ماجہ اور بیہقی نے۔(۲)

﴿ناحق دوسرے کی چیز لے لینا﴾

پھر کبوتر بازوں کی عادت دوسروں کے کبوتر پکڑنے کی بھی ہے۔ یہ سراسر ظلم وغصب ہے، جس کی نسبت حدیثوں میں آیا ہے کہ اگر کسی کا حق کسی کے ذمہ رہ گیا ہوگا تو قیامت کے روز ظالم کی نیکیاں مظلوم کو اور مظلوم کے گناہ ظالم کو دیے جاویں گے، پھر ظالم دوزخ میں

---

(۱) وقال في كتاب الوافي: وقيل الآخر: قل لا إله إلا الله فقال: شاه رخ غلبتك ثم قضى. (الكتاب الوافي لابن القيم، ص:٢١٦، مطبع دار عالم الفوائد)

(۲) عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ رأى رجلاً يتبع حمامة فقال شيطان يتبع شيطانة. (أبو داود: ٢/٦٧٥، رقم: ٤٩٤٠، باب في اللعب بالحمام، كتاب الأدب، ابن ماجه، ص: ٢٦٧، رقم: ٣٧٦٥، باب اللعب بالحمام، كتاب الأدب، مسند أحمد: ٢/٣٤٥، رقم: ٨٥٤٣، مسند أبي هريرة، السنن الكبرى للبيهقي: ١٠/٢٣، رقم: ١٩٧٦٢، باب ماجاء في اللعب بالحمام، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

ڈالا جاوے گا۔(۱)

اور اگر کوئی کبوتر باز یوں کہے کہ دوسرے بھی ہمارا کبوتر پکڑ لیتے ہیں، ہم نے اس کا پکڑ لیا تو کیا مضایقہ ہے؟ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ مبادلہ اس وقت صحیح و معتبر ہے جب باہمی رضامندی کے ساتھ ہو اور تمام شرائط انعقادِ بیع کی موجود ہوں، جس طرح تمام دنیا میں خرید و فروخت ہوتی ہے(۲)، اور یہ چھینا جھپٹی کا مبادلہ سراسر ظلم ہے۔ کبھی ایک شخص ظلم میں بڑھ گیا، کبھی دوسرا، اور جس نے ظلم کم کیا ہے، اس کی بھی نیت تو آخر خراب ہی رہتی ہے کہ جس قدر زیادتی ہو سکے دریغ نہ کروں، گو قابو نہ پڑنے کی وجہ سے مجبور ہے۔ موجب ظلم زائد کی نیت کر لی اس کا گناہ لکھا گیا، خواہ اس کھیل پر قادر ہوا یا نہ ہوا۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ”جب دو مسلمان ناحق آپس میں لڑیں اور ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں“۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قاتل کا دوزخ میں جانا تو سمجھ میں آگیا، مگر مقتول کے جانے کی کیا وجہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جی تو اس کا بھی یہی چاہتا تھا کہ اپنے مقابل کو قتل کرے“۔(۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من كانت له مظلمة لأحد من عرضه أو شيء فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وإن لم تكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه (صحيح البخاري: ۳۳۶/۱، رقم: ۲۴۴۹، باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها له إلخ، كتاب المظالم، مسند أحمد: ۴۳۵/۲، رقم: ۹۶۱۵، مسند أبي هريرة)

أخذ الحسنات والسيئات أن يجعل ثوابها لصاحب المظلمة ويجعل على الظالم عقوبة سيئة. (وقال العيني في عمدة القاري: ۲۹۴/۱۲، دار الفكر، بيروت)

(۲) عن أبي سعيد الخدري قال رسول الله ﷺ: إنما البيع عن تراض. (ابن ماجه، رقم: ۲۱۸۵، بيع الخيار، كتاب التجارات)

(۳) سمعت رسول الله ﷺ يقول: إذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار قلت يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال إنه كان حريصاً على قتل صاحبه. (صحيح البخاري: ۹/۱، رقم: ۳۱، باب وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا، كتاب الإيمان، مسند أحمد: ۴۳/۵، رقم: ۲۰۴۳۹، حديث ابي بكرة)

اور اگر کوئی کہے کہ کبوتر بازوں کا گروہ اس مبادلہ پر رضامند ہے کہ جس کے ہاتھ آوے لے جاوے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ رضامندی تسلیم بھی کر لی جائے تو جوئے میں داخل ہے، جوا رضامندی سے حلال نہیں ہوتا، اس کا حرام ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔ غرض کسی طرح اس میں جواز کی صورت نہیں۔(۱)

﴿حق تلفی ناجائز ہے﴾

پھر اس میں جو مشغولی ہوتی ہے جس میں نہ نماز کی خبر رہتی ہے، نہ اہلِ حقوق کے حقوق ادا کرنے کی، نہ اہل و عیال کی خدمت گزاری کی، خود ایک مستقل وجہ اس کے حرام ہونے کی ہے۔ کیوں کہ عبادات و حقوقِ مذکورہ واجب ہیں، اور ترکِ واجب حرام ہے، چناں چہ سب مقدمات ظاہر ہیں۔(۲)

﴿گھروں میں تاک جھانک ناجائز ہے﴾

اور ان لوگوں کا بے دھڑک کوٹھوں پر چڑھ جانا اور پردہ داروں کی بے پردگی کی کچھ پروانہ کرنا اور کبوتروں کو ڈھیلے مارنا، اس سے لوگوں کا پریشان ہونا، یہ ایک معمولی بات ہے، جس کا قبیح اور موجبِ بے غیرتی ہونا محتاجِ بیان نہیں۔ "در مختار" میں ایسی صورت کی نسبت لکھا ہے کہ "اگر منع کرنے سے باز نہ آئے تو محتسب کو

---

(۱) إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ. الآية. (سورہ مائدہ، آیت: ۹۰)

(۲) عن عمرو بن العاص قال دخل علی رسول الله ﷺ: فذكر الحديث يعني ان لزورك عليك حقا وان لزوجك عليك حقا. (صحيح البخاري: ۱/۲۶۵، رقم: ۱۹۷٤، باب حق الضيف في الصوم، كتاب الصوم)

مايتوصل به إلى الحرام حرام. (الفقه الإسلامي وأدلته: ٤/۲۸۰، الهدي انترنيشنل)

ماحرم فعله حرم طلبه. (قواعد الفقه، قاعده: ۲۹۲، ص: ۷۸، اشرفيه)

چاہیے کہ ان کبوتروں کو ذبح کر ڈالے"۔ الغرض جس چیز میں اس قدر مفاسد ہیں وہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی۔(۱)

﴿کنکوا اڑانا﴾

اب کنکوے بازی کی نسبت بھی سن لیجیے۔ جس قدر خرابیاں کبوتر بازی میں ہیں، قریب قریب اس میں بھی سب موجود ہیں:

۱۔ کنکوے کے پیچھے دوڑنا، جس میں پیغمبر صاحب ﷺ نے دوڑنے والے کو شیطان فرمایا ہے۔(۲)

﴿ناحق کسی کا مال لے لینا﴾

۲۔ کنکوے کو لوٹ لینا، جس کی ممانعت حدیث میں صراحۃً وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "نہیں لوٹتا کوئی شخص ایسا لوٹنا جس کی طرف لوگ نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہوں اور پھر بھی وہ مؤمن رہے"۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے(۳)۔

یعنی یہ خصلت ایمان کے خلاف ہے۔ اس حدیث کے خواہ کچھ ہی معنیٰ ہوں، مگر ظاہراً

---

(۱) فإن كان يطيرها فوق السطح مطلعا على عورات المسلمين ويكسر زجاجات الناس برميه تلك الحمامات عزر ومنع أشد المنع فإن لم يمتنع بذلك ذبحها أي الحمامات. (شامي: ۹/۵۷۵، باب الاستبراء وغيره، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ رأى رجلا يتبع حمامة فقال: شيطان يتبع شيطانة. (سنن أبي داود: ۲/۶۷۵، رقم: ۴۹۴۰، باب في اللعب بالحمام، كتاب الأدب)
عن عائشة رضي الله عنها أن النبي ﷺ نظر إلى إنسان يتبع طائراً فقال شيطان يتبع شيطاناً. (ابن ماجه، ص: ۲۶۷، رقم: ۳۷۶۴، باب اللعب بالحمام، كتاب الأدب)

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: إلى قوله: ولا ينتهب نهبة يرفع الناس إليه فيها أبصارهم حين ينتهبها وهو مؤمن. (صحيح البخاري: ۱/۳۳۶، رقم: ۲۴۷۵، باب النهي، كتاب المظالم، صحيح مسلم: ۱/۵۵، رقم: ۵۷، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي، كتاب الإيمان)

تو پیغمبر صاحب ﷺ نے ایسے شخص کو خارج از ایمان فرمادیا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس لوٹنے میں تو مالک کی اجازت ہوتی ہے، تو اس کے ساتھ یہ وعید متعلق نہیں ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے، مالک کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی، چوں کہ عام رواج اس کا ہو رہا ہے اس لیے خاموش ہو جاتا ہے، دل سے ہرگز رضامند اور خوش نہیں، اگر اس کا بس چلے تو ڈور اور کنکوا ہرگز کسی کو نہ لینے دے۔ یہی تو وجہ ہے کہ جب کنکوا کٹ جاتا ہے تو وہ بڑی جلدی جلدی ڈور کھینچتا ہے کہ جو ہاتھ لگ جائے غنیمت ہے۔(۱)

۳۔ ڈور کو لوٹ لینا، بلکہ اس میں ایک اعتبار سے کنکوے کو لوٹنے سے بھی زیادہ قباحت ہے، کیوں کہ کنکوا تو ایک ہی کے ہاتھ آتا ہے، سو ایک ہی آدمی گنہگار ہوتا ہے، اور ڈور تو جیسیوں کے ہاتھ لگتی ہے، بہت سے آدمی گناہ میں شریک ہوتے ہیں اور باعث ان تمام آدمیوں کے گناہ گار ہونے کے وہی کنکوا اڑانے والے ہیں، تو حسبِ قاعدۂ مذکورہ بالا ان سب کے برابر ان اکیلے اڑانے والوں کو گناہ ہوتا ہے۔(۲)

﴿ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کا ارادہ بھی ممنوع ہے﴾

۴۔ ہر شخص کی نیت کہ دوسرے کے کنکوے کو کاٹ دوں اور اس کا نقصان کر دوں، سو کسی مسلمان کو ضرر پہنچانا حرام ہے۔

---

(۱) عن سائب بن يزيد عن أبيه عن جده أنه سمع رسول الله -ﷺ- يقول "لا يأخذن أحدكم متاع أخيه لاعبا ولا جادا". وقال سليمان "لعبا ولا جدا". "ومن أخذ عصا أخيه فليردها". (أبو داود: ۶۸۳/۲، رقم: ۵۰۰۳، باب من يأخذ الشيئ على المزاح، كتاب الأدب)

(۲) وقال النووي في شرح صحيح مسلم: أن كل من ابتدع شيئاً من الشر كان عليه مثل وزر كل من اقتدى به في ذلك فعمل مثل عمله إلى يوم القيامة (شرح المنهاج مع صحيح مسلم: ۶۰/۲، باب بيان اثم من سن القتل، كتاب القسامة)

اس حرام فعل کی نیت سے دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔(۱)

﴿نماز سے غافل کرنے والی چیز قابل ترک ہے﴾

۵۔ نماز سے غافل ہو جانا، جس کو اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی علت فرمائی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔(۲)

﴿بے پردگی کا باعث بننا بھی گناہ عظیم ہے﴾

٦۔ اکثر کوٹھوں پر کھڑے ہو کر کنکوا اڑانا، آس پاس والوں کی بے پردگی ہونا۔(۳)

﴿اپنی جان و مال ضائع کرنا جائز نہیں﴾

۷۔ بعض اوقات کنکوا چڑھاتے چڑھاتے پیچھے کو ہٹتے جاتے ہیں اور کوٹھے سے نیچے آرہتے ہیں۔ اس میں صریح اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے جو کہ آیتِ قرآنی سے حرام ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے

---

(۱) عن يحيى المازني أن رسول الله ﷺ قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطا مالك: ٥٥٥، رقم: ١٤٢٤، باب القضاء في المرفق، كتاب الأقضية، شركة القدس)

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: إلى قوله: كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه. (صحيح مسلم: ٣١٧/٢، رقم: ٢٥٦٤، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره، كتاب البرّ والصلاة والأدب)

وقال الشيخ زكريا الكاندهلوي رحمه الله: معنى الضرر أن يضرّ أحد الجارين بجاره والضرار أن يضرّ كل واحد منهما الصاحبه. (أوجز المسالك: ١٢٥/١٤، باب القضاء في المدفق، دار القلم دمشق)

(۲) ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة. (سورہ مائدہ، آیت: ٩١)

(۳) ومن يلعب بالطيور لشدة غفلته واصراره عن نوع لهو لأنه غالباً ينظر إلى العورات في السطوح وغيرها وهو فسق. (مجمع الأنهر: ٢٧٥/٣، كتاب الشهادات، مكتبة فقيه الأمت) فإن كان يطيرها فوق السطح مطلعاً على عورات المسلمين.. عُزّر ومنع أشد المنع. (شامي مع الدر: ٥٧٥/٩، زكريا)

منع فرمایا جس پر آڑ نہ ہو۔ (۱)

اس کی وجہ یہی احتمال ہے کہ شاید گر پڑے۔ سبحان اللہ! ہمارے پیغمبر ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرما کر ہم پر کس قدر شفقت کی ہے کہ ایسے ایسے احتمالاتِ مضرت سے ہمیں روکا ہے اور ہم ان کے احکام کی ایسی بے قدری کریں۔ افسوس ہے صد افسوس!!

آلاتِ علم اور رزق کا احترام

۸۔ ایک خرابی خاص اس میں یہ ہے کہ کاغذ جو کہ آلاتِ علم سے ہے اس کی اہانت ہوتی ہے، اور لئی کے آٹے سے بنتی ہے، اس کی بھی اہانت ہوتی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ "روٹی کا اکرام کیا کرو"۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہانت رزق کی ممنوع ہے۔ اسی طرح علم کے ادب کو کون نہیں جانتا کہ ضروری ہے، اس میں دونوں کی اہانت ہے۔ (۲)

ضیاع مال

۹۔ ان سب کھیلوں میں مفت مال ضائع ہوتا ہے اور فضول خرچی کا حرام ہونا اوپر

---

(۱) ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة. (سورة بقرة: ۱۹۵)

ولا تلقوا بأيدكم أنفسكم إلى التهلكة. (روح المعاني: ۱۱۸/۲، تحت رقم الآية: ۱۹۵، زكريا)

وعن جابر قال نهى رسول الله ﷺ أن ينام الرجل على سطح ليس بمحجور عليه. (ترمذي: ۱۱۲/۲، رقم: ۲۸۵٤، باب ما جاء في الوضاحة والبيان، أبواب الأدب)

(۲) يكره استعمال الكواغذ في وليمة ليمسح بها الأصابع وكان يشدد فيه ويزجر عنه زجرا أبليغا. (هنديه: ۳۲۲/۵، الباب الخامس في آداب المسجد، كتاب الكراهية، زكريا قديم)

عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها أن النبي ﷺ قال: اكرموا الخبز وان كرامة الخبز أن لاينتظر به فاكله وأكلنا. (مستدرك للحاكم: ۱۳٦/٤، رقم: ۷۱٤۵، كتاب الأطعمة، دار الكتب العلمية بيروت)

قرآن مجید سے ثابت ہو چکا ہے۔(۱)

﴿مرغ بازی وغیرہ﴾

اب مرغ بازی وبٹیر بازی کی نسبت ملاحظہ فرمائیے۔ حدیث میں ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کرانے سے درمیان بہائم کے۔ اس حکم میں مرغ وبٹیر وتیتر ومینڈھے وغیرہ سب آگئے، اور واقعی عقل کے بھی خلاف ہے۔ خواہ مخواہ بے زبان جانوروں کو بلا کسی ضرورت ومصلحت کے تکلیف دینا ہے اور کبھی اس میں جوا بھی ہوتا ہے، یہ دوسرا گناہ ہوا۔ اور نماز اور ضروری امور سے غفلت ہونا اور تمام تماشائیوں کے گناہ کا باعث بننا یہ مزید برآں ہے، جس کی برائی جدا جدا کئی بار بیان ہو چکی ہے۔(۲)

---

(۱) ان المبذرين كانوا إخوان الشياطين، (سورة الاسراء، رقم الآية: ٢٦) أي أمثالهم في الشرارة، والتبذير صرف المال في المعصية فهو ضد الشكر فمن أتى به كان كفوراً. (تفسير مظهري: ٥/٢٨٢، زكريا)

نهي عن صرف المال إلى من لا يستحقه فإن التبذير إنفاق في غير موضعه. (روح المعاني: ٩/٩٠، سورة اسراء تحت رقم الآية: ٢٦، زكريا)

إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين، تعليل للنهي عن التبذير ببيان أنه يجعل صاحبه ملزوم في قرن الشياطين. (روح المعاني: ٩/٩٠، سورة اسراء تحت رقم الآية: ٢٦، زكريا)

(٢) عن ابن عباس رضي الله عنه قال نهى رسول الله ﷺ: عن التحريش بين البهائم. (ترمذي: ١/٣٠، رقم: ١٧٠٨، باب كراهية التحريش بين البهائم، أبواب الجهاد، أبو داود: ٢/رقم: ٢٥٦٢، باب في التحريش بين البهائم، كتاب الجهاد)

قوله عن التحريش بين البهائم هو الإغراء وتهييج بعضها على بعض كما يفعل بين الجمال والكباش والديوك وغيرها. (العرف الشذي على الترمذي: ١/٣٠، حاشية: ٦، أشرفيه)

ووجه النهي أنه إيلام للحيوانات واتعاب لها بدون فائدة بل مجرد عبث. (تحفة الأحوذي: ٥/٢٩٩، باب ماجاء في كراهية التحريش بين البهائم، أشرفيه)

إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان (سورة المائدة، رقم الآية: ٩٠)

فصلِ سوم

من جملہ ان رسوم کے آتش بازی ہے، اس میں متعدّد خرابیاں جمع ہیں:

ا۔مال کا ضائع کرنا، جس کا حرام ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔(۱)

اپنے آپ کو اور دوسروں کو خطرہ میں ڈالنا

۲۔ اپنی جان کو یا اپنے بچوں کو یا پاس پڑوس والوں کو خطرہ میں ڈالنا۔ صدہا واقعات ایسے ہو چکے ہیں جس میں آتش بازوں کا ہاتھ اڑ گیا، منہ جل گیا، یا کسی کے چھپر میں آگ لگ گئی، جس کی حرمت قرآن مجید میں منصوص ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ”مت ڈالو اپنی جانوں کو ہلاکت میں“۔اسی واسطے حدیث میں بلا ضرورت آگ کے تلبُّس وقُرب سے ممانعت آئی ہے، چنانچہ کھلی آگ اور جلتا چراغ چھوڑ کر سونے کو منع فرمایا ہے۔(۲)

---

(۱) ولا تبذر تبذيراً ان المبذرين كانوا إخوان الشياطين، وكان الشيطان لربه كفورا(سورة الاسراء، رقم:٢٦)

عن ابن مسعود أنه قال: التبذير انفاق المال في غير حقه. (مجمع الزوائد:٣٥/٧، سورة البراءة، دار الكتب العلمية بيروت، روح المعاني:٩٠/٩، زكريا، تفسير ابن كثير:١٣٨/٤، زكريا)

(۲) ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة. (سورة البقرة، رقم:١٩٥)

عن سالم عن أبيه قال قال رسول الله ﷺ "لا تتركوا النار في بيوتكم حين تنامون" (ترمذي:٣/٢، رقم:١٨١٣، باب تخمير الاناء وإطفاء السراج إلخ، أبواب الأطعمة)

عن جابر قال: قال النبي ﷺ: "أغلقوا الباب، وأوكئوا السقاء، وأكفئوا الإناء، أو خمروا الإناء، وأطفئوا المصباح، فإن الشيطان لا يفتح غلقا، ولا يحل وكاء، ولا يكشف آنية، وإن الفويسقة تضرم على الناس بيتهم". (ترمذي:٣/٢، رقم:١٨١٢، باب تخمير الاناء واطفاء السراج إلخ، أبواب الأطعمة)

ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة قال علامة الآلوسي: ايقاع النفس في الخطر والهلاك. (روح المعاني:١١٧/٢، زكريا)

﴿آلات علم کا احترام﴾

۳۔ بعض آلات آتش بازی میں کاغذ بھی صرف ہوتا ہے، جو آلاتِ علم سے ہے اور آلاتِ علم کی بے ادبی خود امرِ قبیح ہے، چناں چہ اوپر بیان ہوا ہے۔ پھر غضب یہ ہے کہ لکھے ہوئے کاغذ بھی استعمال ہوتے ہیں خواہ اس پر کچھ ہی لکھا ہو، قرآن یا حدیث۔ چناں چہ مجھ سے ایک معتبر شخص نے بیان کیا کہ میں نے کاغذ کے بنے ہوئے کھیل دیکھے، دیکھنے سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے ورق ہیں۔(۱)

﴿تعلیم صبیان﴾

۴۔ بچوں کو ابتدا سے تعلیم معصیت کی ہوتی ہے، جن کے واسطے شرعی حکم ہے کہ علم و عمل سکھاؤ، گویا نَعُوْذُ بِاللہِ! حکمِ شرعی کا پورا مقابلہ ہے۔(۲)

بالخصوص شبِ براءت میں یہ خرافات کرنا جو کہ نہایت متبرک شب ہے۔ یہ بات مقرر ہے کہ اوقاتِ متبرکہ میں جس طرح اطاعت کرنے سے اجر بڑھتا ہے، اسی طرح

---

(۱) يكره استعمال الكواغذ في وليمة ليمسح بها الأصابع وكان يشدد فيه ويزجر عنه زجراً بليغا.
(هندية: ٣٢٢/٥، الباب الخامس في آداب المسجد وغيره، كتاب الكراهية، زكريا قديم)
ولا يجوز لف شيئ في كاغذة فيه مكتوب من الفقه. (هنديه: ٣٢٢/٥، الباب الخامس في آداب المسجد الخ، زكريا قديم)

(۲) عن سبرة قال: قال النبي ﷺ: علموا الصبي الصلاة ابن سبع سنين واضربوه عليها ابن عشر.
(ترمذي: ٩٣/١، رقم: ٤٠٧، باب ما جاء متى يؤمر الصبي بالصلاة، أبواب الصلاة)
وقال في العرف الشذي: يؤمر الصبي بالصلاة قبل البلوغ للاعتياد. (عرف الشذي على الترمذي: ٩٥/١، اشرفيه)
يكره أن يلبس الصبي الحرير وكذا الحلي والقرط والخلخال واثمه على الذي ألبسه.
(تاتارخانيه: ١٠٩/١٨، رقم: ٢٨١٨، زكريا)

معصیت کرنے سے گناہ بھی زائد ہوتا ہے۔(۱)

۵۔ بعض آلاتِ آتش بازی اوپر کو چھوڑے جاتے ہیں، جیسے بیل اور بان و پورا(۲)۔ اوّل تو بعضوں کے سر پر آگرتے ہیں اور لوگوں کے چوٹ لگتی ہے۔ علاوہ اس کے اس میں یاجوج ماجوج کی مشابہت ہے، جس طرح وہ آسمان کی طرف تیر چلاویں گے۔ کفار کی مشابہت حرام ہے۔(۳)

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایامِ حج میں تو توپیں چلتی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ آتش بازی درست ہے، ورنہ وہاں کیوں ایسا کام ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو عام لشکریوں کا فعل شرع میں حجت نہیں، البتہ عالم محقق دین دار کا فتوی جو مطابق قواعدِ شرعیہ کے ہو حجت ہوتا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ توپیں وغیرہ چلانا لشکریوں کا فعل ہے نہ کسی عالم کا فتوی۔ دوسرے اس

---

(۱) عن أم هاني رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: ان أمتي لم تخز ما أقاموا شهر رمضان-إلى قوله- فان الحسنات تضاعف فيه مالا تضاعف فيما سواه، و كذلك السيئات (المعجم الصغير للطبراني ۳/۱۶، رقم: ۶۹۷، المكتب الاسلامي، بيروت)

(۲) تیر، راکٹ، ہوائی وغیرہ (فیروز اللغات، ص: ۱۷۳)

(۳) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال بينما رسول الله ﷺ: من آذى مسلماً فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله. (المعجم الأوسط: ۲/۳۸۷، رقم: ۳۶۰۷، دار احياء للتراث)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: إن ياجوج و ماجوج ليحفرون السدّ كل يوم حتى إذا كادوا يرون شعاع الشمس وقال الذي عليهم... إلخ، ويستثنى فيعودون إليه وهو كهيئة حين تركوه فيحفرونه ويخرجون على الناس فينشفون المياه ويتحصن الناس منهم في حصونهم فيرمون بسهامهم إلى السماء.... إلخ

(مسند أحمد: ۲/۵۱۰، رقم: ۱۰۶۳۲، مسند أبي هريرة)

میں کچھ مصالح بھی نکل سکتے ہیں۔ اظہارِ شوکتِ اسلام وتعظیمِ شعائرِ حج واعلانِ ارکان وغیرہا اور آتش بازی میں کون سی شوکت ہے؟!

البتہ کسی مقام پر ضروری اعلان کے لیے اصلاح ٹھہرائی جائے تو بقدرِ ضرورت جائز ہوگی، جیسے وقتِ افطار وسحر کے اعلان کے لیے ایک آدھ گولہ چھوڑ دینا اس کا مضایقہ نہیں اور اگر حاجت سے زائد ہوگا تو وہ بھی ممنوع ہے۔(۱)

---

(۱) وقد رأيت في فتاوى العلامة ابن حجر سئل في شخص يقرأ ويطالع في الكتب الفقهية بنفسه ولم ولم يكن له شيخ ويفتي ويعتمد على مطالعته في الكتب فهل يجوز له ذلك أم لا؟ فأجاب بقوله لا يجوز له الافتاء... إلخ. (شرح عقود رسم المفتي، ص:۷۵، دار الكتاب)

وينبغي أن يكون بوق الحمام يجوز كضرب النوبة. وعن الحسن لا بأس بالدف في العرس ليشتهر. وفي السراجية هذا إذا لم يكن له جلاجل ولم يضرب على هيئة التطرب. أقول: وينبغي ان يكون طبل المسحر في رمضان لإيقاظ النائمين للسحور كبوق الحمام. (شامي: ۹/۵۰۵، قبيل فصل في اللبس، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

﴿فصل چہارم﴾

﴿داڑھی اور مونچھوں کے احکام کے بارے میں﴾

﴿داڑھی کا وجوب﴾

من جملہ ان رسوم کے ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا اس طرح کہ ایک مشت سے کم رہ جائے، یا مونچھیں بڑھانا، جو اس زمانہ میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ "بڑھاؤ ڈاڑھی کو اور کترواؤ مونچھوں کو"۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صیغہ امر سے دونوں حکم فرمائے اور امر حقیقۃً وجوب کے لیے ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام، پس ڈاڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں حرام فعل ہیں۔(۲)

---

(۱) عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انهكوا الشوارب واعفوا اللُّحي. (صحيح البخاري: ۸۷۵/۲، رقم: ۵۸۹۳، باب اعفاء اللحى، كتاب اللباس. صحيح مسلم: ۱۲۹/۱، رقم: ۲۵۹، باب خصال الفطرة، كتاب الطهارة، نسائي: ۲۳۴/۲، رقم: ۵۰۴۵، احفاء الشوارب، كتاب الزينة)

(۲) يحرم على الرجل قطع لحيته. (در مختار مع الشامي: ۵۸۳/۹، باب الاستبراء وغيره، كتاب الحظر والإباحة، زكريا، بذل المجهود ۱۳۶/۱، باب السواك من الفطرة)

الأمر للوجوب مالم تكن قرينة خلافية. (قواعد الفقه، ص: ۴۶، رقم: القاعدة: ۴۹، اشرفيه)

وجوب الشيئ يتضمن حرمة ضده يعني إذا وجب الشيئ يفهم في ضمن وجوبه أن ضد هذا الشيئ حرام. (كشف المبهم، ص: ۱۱۱)

﴿مونچھوں سے متعلق وعید﴾

اس سے زیادہ وضاحت دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں"۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے۔(۱)

﴿احکام شرعیہ کا استخفاف موجبِ کفر ہے﴾

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں، اور اس کو پسند کرتے ہیں اور ڈاڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ ڈاڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں، ان سب مجموعۂ امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان و نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ و رسول ﷺ کے بناویں۔(۲)

---

(۱) عن زيد بن أرقم أن رسول الله ﷺ قال: من لم يأخذ من شاربه فليس منا. (ترمذي: ۲/۱۰۵، رقم: ۲۷۶۱، باب ما جاء في قص الشارب، أبواب الأدب، سنن نسائي ۱/رقم: ۱۳، قص الشارب، كتاب الطهارة، مسند أحمد ۴/۳۶۲، رقم: ۱۹۲۶۳)

(۲) رجل قال لآخر احلق رأسك وقلم أظفارك فإن هذه سنة فقال لا أفعل وإن كان سنة، فهذا كفر لأنه لأنه قال على سبيل الإنكار والرد وكذا في سائر السنن خصوصا في سنة هي معروفة وثبوتها بالتواتر كالسواك ونحوه. (مجمع الأنهر: ۲/۵۰۷، كتاب السير والجهاد، مكتبة فقيه الأمت)
يكفر إن أراد به الاستخفاف بالشريعة إذا قيل هذا حكم الشرع فتجشأ عاليا وقال "أينك شريعت" فقد كفر. (فتاوى سراجيه، ص: ۳۱۰، باب ألفاظ الكفر، مكتبة اتحاد)
ما كان في كونه كفراً اختلاف فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط. (هنديه: ۲/۲۸۳، قبيل باب العاشر في البغاة، زكريا قديم)
قال عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه : في أثر طويل، طرفه: ولو تركتم سنة نبيكم لكفرتم. (أبو داود: ۱/۸۱، رقم: ۵۵۰، باب في التشديد في ترك الجماعة، كتاب الصلاة)

﴿داڑھی کا عقلاً ثبوت﴾

اور عقل بھی کہتی ہے کہ ڈاڑھی مردوں کے لیے ایسی ہے جیسے عورتوں کے لیے سر کے بال کہ دونوں باعثِ زینت ہیں۔(۱)

﴿عورتوں کے لیے سر کے بال کٹوانا﴾

جب عورتوں کا سر منڈانا بد صورتی میں داخل ہے تو مردوں کا ڈاڑھی منڈانا خوبصورتی کیسے ہے؟ کچھ بھی نہیں، رواج نے بصیرت پر پردہ ڈال دیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب تُرک بھی منڈاتے ہیں، ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اس کا وہی جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلافِ شرع ہو حجت نہیں، جو منڈاتا ہے بُرا کرتا ہے، خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو. بعض لوگ اپنے کو کم عمر ظاہر کرنے کو منڈاتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیلِ کمال کرنا موجبِ عار ہے۔ یہ بھی ایک لغو خیال ہے۔(۲)

---

(۱) قال الفقهاء: اللحية في وقتها جمال وفي حلقها تفويته على الكمال ومن تسبيح الملائكة: من زين الرجال باللحى وزين النساء بالذوائب (تفسير روح البيان ١/٢٢٥، تحت رقم الآية: ١٢٤، سورة البقرة، دار الكتب العلمية، بيروت، بنايه مع الهدايه ١٣/٧٩، كتاب الديات، نعيميه)

(۲) عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال: خالفوا المشركين وفروا اللُّحى... إلخ. (صحيح البخاري: ٢/٨٧٥، رقم: ٥٨٩٢، باب تقليم الاظفار، كتاب اللباس)

نهى رسول الله ﷺ أن تحلق المرأة رأسها. (ترمذي: ١/١٨٢، رقم: ٩١٤، باب ماجاء في كراهية الحلق للنساء، أبواب الحج)

عن علي رضي الله عنه ان النبي ﷺ بعث جيشا، إلى قوله: وقال للآخرين: لا طاعة في معصية، إنما الطاعة في المعروف. (مسند أحمد بن حنبل: ٢/٣٤٢، رقم: ٨٢٤، مسند علي بن أبي طالب، صحيح البخاري: ١/١٠٧٧، رقم: ٧٢٥٧، باب ماجاء في اجازة خبر الواحد الصدوق، كتاب اخبار الآحاد)

عمر چھپانا کفرانِ نعمت

عمر تو ایک خداوندی عطیہ ہے، جتنی زیادہ ہو نعمت ہے، اس کا چھپانا یہ بھی ایک قسم کا کفرانِ نعمت ہے اور بڑی عمر میں تو کمال حاصل کرنا زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوقین ہے جو اس عمر میں بھی کمال کی دھن میں لگا رہتا ہے۔

اور اگر چند بے عقلوں کے نزدیک یہ موجبِ عار ہے تو بہت سے کافروں کے نزدیک مسلمان ہونا موجبِ عار ہے، تو نَعُوْذُ بِاللّٰہ! کیا اسلام کو بھی جواب دے بیٹھیں گے۔ جیسے کفار کے عار سمجھنے سے مذہبِ اسلام کو ترک نہیں کرتے، فساق کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جاوے۔

یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔(۱)

سخت افسوس ہے کہ بعضے طالب علم عربی پڑھنے والے اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ان کی شان میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ: ”چار پائے بروئے کتابے چند۔“

ان لوگوں پر سب سے زیادہ وبال پڑتا ہے۔ اوّل تو اوروں سے زیادہ واقف، پھر اوروں کو نصیحت کریں، مسئلے بتائیں، خود بدعمل ہوں، عالم بے عمل کے حق میں کیا کیا وعیدیں قرآن وحدیث میں وارد ہیں، پھر ان کو دیکھ کر اور جاہل گمراہ ہوتے ہیں، ان کی گمراہی کا وبال انہی کے برابر ان پر پڑتا ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ جو شخص باعث ہوتا ہے کسی گناہ کا وہ بھی شریک اس کے وبال کا ہوتا ہے۔

میرے نزدیک مدرسین ومہتممینِ مدارسِ اسلامیہ پر واجب ہے کہ جو طالب علم ایسی حرکت کرے یا کوئی اور امرِ خلافِ وضع شرعی کرے، اگر توبہ کرے فبہا، ورنہ مدرسہ سے

---

(۱) سمعت أسماء بنت يزيد تقول: مرّ بنا رسول الله ﷺ ونحن في نسوة فسلّم علينا وقال: اياكن وكفر المنعمين إلى آخر الحديث (مسند أحمد ٦/٤٥٣، رقم: ٢٧٥٦١)

خارج کردینا چاہیے۔ایسے شخص کو مقتدائے قوم بنانا تمام مخلوق کو تباہ کرنا ہے:

بے ادب را علم و فن آموختن　　　دادنِ تیغ ست دستِ راہزن

اور یادرہے کہ نائی کو بھی جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بنائے جو شرعًا ممنوع ہو، خواہ ڈاڑھی کا ہو یا سر کا، کیوں کہ گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے۔اس کو چاہیے کہ انکار کرے۔(۱)

---

(۱) یاأیها الذین آمنوا لم تقولون مالاتفعلون کبر مقتاً عند اللهِ أن تقولوا مالا تفعلون. (سورہ صف، آیت:۱)

عن الأحوص بن حکیم عن أبیه قال: سأل رجل النبي صلى الله علیه وسلم عن الشر فقال لا تسئلوني عن الشر واسألوني عن الخیر، یقولها ثلاثا ثم قال: ألا إن شر الشر شراء العلماء وان خیر الخیر خیار العاماء (سنن دارمي:۱/۲۷۷، رقم الحدیث:۳۸۲، باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر الله، المقدمة)

وواضع العلم عند غیر أهله کمقلد الخنازیر الجوهر واللؤلؤ والذهب.إذا استاجر رجلاً ینحت له طیوراً أو بربطا ففعل... یأثم في الإعانة على المعصیة . (المحیط البرهاني: ۱۱/۳٤٦، رقم المسئلة: ۱۳۷۹۳، جدید، المجلس العلمي)

فصلِ پنجم

من جملہ ان رسوم کے ڈاڑھی کا خضاب کرنا ہے۔ حضرت ابنِ عباس ﷠ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے، جیسے کبوتر کا سینہ، ان لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی“۔ روایت کیا اس کو ابوداود اور نسائی نے۔(۱)

اور عقل بھی اس فعل کے قبح کو مقتضی ہے، کیوں کہ سیاہ خضاب کرکے اپنے بڑھاپے کو چھپاتا ہے اور دیکھنے والے کو دھوکا دیتا ہے اور فطرتِ الٰہی کو بدلنا چاہتا ہے اور یہ سب امور قبیح ہیں۔(۲) ابوداود میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”سفید بال مت نوچو، پس بلا شبہ وہ نور ہے مسلمان کا“ اور حدیث میں بعضے عورتوں پر لعنت آئی ہے جو اپنے سنگھار کے واسطے اپنی خلقی وضع کو بدلیں۔ اور اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: اَلْمُغَيِّرَاتُ لِخَلْقِ اللّٰهِ۔ یعنی جو بدلنے والیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرتی بنائی ہوئی ہیئت کو۔ سفید بال نوچنے کی ممانعت سے بڑھاپے کو چھپانے کی برائی اور دوسری حدیث سے قدرتی وضع کو بدلنے کی برائی معلوم ہوئی۔ سیاہ خضاب میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں اس لیے عقلاً بھی ممنوع ہوا۔(۳)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام لا يريحون رائحة الجنة. (ابو داود: ۲/۵۷۸، رقم: ۴۲۱۲، باب ماجاء في خضاب السواد، كتاب الترجل، نسائي: ۲/۲۳۶، رقم: ۵۰۷۵، النهي عن الخضاب السواد، كتاب الزينة)

(۲) عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: من غشنا فليس منا. (احمد بن حنبل: ۲/۴۱۷، رقم: ۹۳۹۶، مسند أبي هريرة)

(۳) عن عمر بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله ﷺ: لا تنتفوا الشيب ما من مسلم يشيب شيبة في الإسلام قال عن سفيان إلا كانت له نوراً يوم القيامة. (أبو داود: ۲/۷۸، رقم: ۴۲۰۲، باب في نتف الشيب، كتاب الترجل، ترمذي: ۲/۱۰۹، رقم: ۲۸۲۱، باب في النهي عن نتف الشيب)
عن عبد الله قال: لعن الله الواشمات والموتشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله... فقال مالي لا ألعن من لعن رسول الله ﷺ ومن هو في كتاب الله إلخ (صحيح البخاري: ۲/۷۲۵، رقم: ۴۸۸۶، سورة الحشر باب ما آتاكم الرسول فخذوه، كتاب التفسير)

﴿کالے خضاب سے متعلق تاویلاتِ رکیکہ﴾

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ وسمہ کا سیاہ خضاب اس سے مستثنیٰ ہے کہ حدیث میں مہندی اور نیل کے خضاب کی اجازت آئی ہے اور مہندی اور نیل سے رنگ سیاہ ہوجاتا ہے، مگر یہ امر لازم نہیں، کیوں کہ مہندی اور نیل کی ترکیبیں مختلف ہیں۔ بعضے اہلِ تجربہ کا قول ہے کہ اگر دونوں کو مخلوط کرلیں تو رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اگر دونوں کو جدا جدا لگادیں تو سرخ ہوتا ہے، بعض سے سیاہی ہوتی ہے، بعض سے نہیں۔ جب حدیث میں سیاہ خضاب سے مطلقاً ممانعت آئی ہے تو حنا اور نیل کا خضاب اسی ترکیب سے جائز ہوگا جس میں سیاہی نہ آوے، جیساکہ ظاہر ہے اور سیاہ خضاب کے ممنوع ہونے کی جو علت ہے، وہ تو وسمہ اور غیر وسمہ میں برابر ہے، علت کے اشتراک سے حکم کا اشتراک ضروری ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خضاب وہ ممنوع ہے جس میں نیل گوئی ہو، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبوتر کے سینے سے تشبیہ دی ہے اور کبوتر کا سینہ اسی رنگ کا ہوتا ہے، اور جو بالکل سیاہ ہو، جائز ہے۔ اس تقریر پر سخت تعجب ہوتا ہے، تشبیہ سے استدلال کیا، حالاں کہ تشبیہ میں ادنیٰ مشارکت بھی کافی ہوتی ہے۔ ممکن ہے گہرے رنگ ہونے میں تشبیہ دی ہو یا مطلق سیاہی میں ہو، اگرچہ اوصاف سیاہی کے متفاوت ہوں۔ محاورات میں برابر اس قسم کی تشبیہات استعمال کی جاتی ہیں اور حدیث میں جو لفظ "سواد" تصریحاً موجود ہے اس پر نظر نہ کی اور بلا ضرورت تاویل کی۔ غرض سواد میں تاویل کرنے سے تشبیہ میں توجیہ کرنا زیادہ اقرب ہے جیساکہ اہلِ علم پر پوشیدہ نہیں۔ دوسری علت ممانعت کی جو اوپر مذکور ہوئی، سیاہی میں زیادہ پائی جاتی ہے اور نیل گوئی میں کم، تو تعجب ہے کہ جس میں علت ادنیٰ درجہ کی پائی جاوے وہ ممنوع ہو اور جس میں اعلیٰ طریق پر پائی جاوے وہ جائز ہو، پھر یہ کہ ہم نہیں تسلیم کرتے کہ کبوتر کا سینہ نہایت گہرا سیاہ ہوتا ہے۔ غرض کوئی دلیل قوی اس کے جواز کی نہیں پائی

گئی۔ اگر کسی کو زیادہ تحقیق ہو حسبۃً للہ وہ اس رسالہ کے حاشیہ پر ثبت فرمائیں۔(۱)

﴿کالے خضاب کے مواقعِ مبیحہ﴾

البتہ اعدائے دین کے مقابلہ کے وقت بغرض ہیبت دلانے کے فقہاء نے جائز کہا ہے، سوممکن ہے کہ آیت {تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ} اور حدیث "اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ" کے عموم میں اس کو داخل کر لیا جائے۔(۲)

بعض لوگ امام ابو یوسفؒ کی روایت کو پیش کیا کرتے ہیں۔ سو بشرط ثبوت اس روایت کے اور ان کے رجوع نہ کرنے کے جواب یہ ہے کہ رسم المفتی میں یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ صاحبین میں اگر اختلاف ہو تو جس کے ساتھ امامِ اعظمؒ ہوں گے اس قول پر فتوی ہوگا، خصوصاً جبکہ وہ قول دلیلِ صریح صحیح سے مؤید بھی ہو، اس لیے امام ابو یوسفؒ کے قول پر عمل کرنا خلافِ اصولِ مقررہ مذہبِ حنفی ہے اور بوجہ موجود ہونے دلیل صحیح صریح کے خلافِ دیانت بھی ہے۔(۳)

البتہ اور رنگوں کا خضاب جائز ہے کہ اس میں اخفا پیری کا نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کے قول میں کچھ مناسب تاویل کر لینا چاہیے جس سے مخالفِ نص کا شبہ نہ رہے۔(۴)

---

(۱) قال العيني: اختلفوا فيما يصبغ فالجمهور أن الخصاب بالحمرة والصفرة دونه السواد، لما روى من الأخبار المشتملة على الوعيد. (الأبواب والتراجم:٦/٢٢٥، دار البشائر الاسلامية، لبنان)

(۲) ترهبون به عدو الله وعدوكم. سورة انفال، آيت:٦٠
أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الحرب خدعة. (مسند أحمد بن حنبل:٣/٢٢٤، رقم:١٣٣٤١، مسند أنس)

(۳) والحاصل أنه إذا اتفق أبو حنيفة رحمه الله وصاحباه على جواب لم يجز العدول عنه إلا لضرورة وكذا إذا وافقه أحدهما. (رسم المفتي، ص:١٢٤، مكتبة زكريا)

(۴) وأما الخصاب بالسواد فمن فعل ذلك من الغزاة ليكون أهيب في عين العدو، فهو محمود منه اتفق عليه المشائخ، ومن فعل ذلك ليزين نفسه للنساء وليحبب نفسه إليهن فهو مكروه وعليه عامة المشائخ، وبعضهم جوزوا ذلك من غير كراهة، وروي عن أبي يوسف أنه قال كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها. (تارتار خانيه:١٨/٢١٤، رقم:٢٨٥٥٥، زكريا جديد)

فصلِ ششم

داڑھی چڑھانے موڑنے سے متعلق مسائل

من جملہ ان رسوم کے ڈاڑھی چڑھانا ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "أعفوا اللحی" وارد ہے، جس کے معنی ہیں چھوڑ دو اور لٹکاؤ ڈاڑھی۔(۱)

چوں کہ امر حقیقۃً وجوب کے لیے ہوتا ہے پس نیچے کو چھوڑنا ڈاڑھی کا واجب ہوا اور اس واجب کا ترک حرام ہوا۔ ظاہر ہے کہ ڈاڑھی چڑھانے میں اس واجب کا ترک لازم آتا ہے، اس لیے وہ حرام ہوا۔(۲)

اور ابوداود کی حدیث میں ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے حضرت رویفع سے فرمایا کہ "شاید میرے بعد تمہاری عمر زیادہ ہو تو لوگوں کو خبر دے دینا کہ جو شخص ڈاڑھی میں گرہ لگاوے اور فلاں فلاں کام کرے، پس بلاشک محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں"۔ گرہ لگانے میں ڈاڑھی اپنی اصلی ہیئت سے بدلتی ہے اور اس میں بل پڑتا ہے۔ جہاں یہ امر پایا جائے گا وعید مطلق ہوگی۔ ڈاڑھی چڑھانے میں ہیئت کا بدلنا اور اس میں بل پڑنا ظاہر ہے۔ عقلاً بھی غور کیا

---

(۱) عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال: احفوا الشوارب واعفوا اللحی. (مسلم: ۱/۱۲۹، رقم: ۲۵۹، باب خصال الفطرۃ، کتاب الطهارۃ)

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ: انهكوا الشوارب واعفوا اللحی. (صحیح الصحیح البخاري: ۲/۸۷۵، رقم: ۵۸۹۳، باب اعفاء اللحی، کتاب اللباس)

(۲) الأمر للوجوب مالم تكن قرينة حلافة. (قواعد الفقه، ص: ۴۵/نعیمیه، رقم: ۴۹، أشرفیه)

مایتوصل به إلی الحرام حرام ولو بالقصد (الفقه الإسلامي وأدلته: ۴/۳۸۰، البیوع، هدی انٹرنیشنل)

جاوے تو وہ ہیئت تکبر کی ہے۔ تکبر اور اس کی ہئیتوں کا حرام ہونا قرآن وحدیث میں منصوص ہے۔ بہرحال عقلاً ونقلاً یہ عادت مذموم ہے۔ اس سے توبہ کرنا واجب ہے۔(١)

﴿فصلِ ہفتم﴾

﴿قزع کا شرعی حکم﴾

من جملہ ان رسوم کے سرپیچ میں سے کھلوانا، یا آگے سے بال لینا، جس کو عربی میں "قزع" کہتے ہیں۔ اور خود حدیث میں اس کی تفسیر آئی ہے کہ کہیں سے منڈا دیا جاوے اور کہیں سے چھوڑ دیا جاوے۔ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ "قزع" سے ممانعت فرماتے ہیں۔ بعضے یوں سمجھتے ہیں کہ بڑوں کے لیے بے شک ممنوع ہے، مگر بچوں کے لیے کیا حرج ہے، وہ غیر مکلف ہیں، یہ خیال بالکل باطل ہے، اگر بچے غیر مکلف ہیں تو گناہ گار نہ ہوں گے، مگر ان کے بزرگ تو غیر مکلف نہیں، ان کو گناہ ہوگا کہ بچوں کا ایسا سر کیوں بنوایا۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ اس کا کچھ سر منڈا ہے اور کچھ رہ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو منع فرمایا کہ "یا

---

(١) قال لي رسول الله ﷺ : يا رويفع لعل الحياة ستطول بك بعدي فأخبر الناس أنه من عقد لحيته أو تقلد وترا أو استنجى برجيع دابة أو عظم فان محمّداً منه بريئ. (ابو داود: ٦/١، رقم: ٣٦، باب ما ينهى عنه أن يستنجى به، كتاب الطهارات، مسند أحمد: ١٨/٤، رقم: ١٦٩٩٥، حديث رويفع بن ثابت الأنصاري)
قال الأكثرون: هو معالجتها حتى تتعقد وتتجعد وهذا مخالف للسنة التي تسريح اللحية وقيل: كانوا يعقدونها في الحرب زمن الجاهلية....، وقيل كان ذلك من دأب العجم أيضاً فنهوا عنه.
(بذل المجهود: ٢٨٧/١، تحت رقم الحديث: ٣٦، دار البشائر، جديد)
ولاتصعر خدّك للناس ولاتمش في الأرض مرحاً، إنك لن تخرق الأرض ولن تبلغ الأرض طولا
(سورة الاسراء، رقم الآية: ٣٧)
عن عبد الله عن النبي ﷺ قال: لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر إلخ. (صحيح مسلم: ١/ رقم: ٩١، باب تحريم ؟؟ وبيانه، كتاب الإيمان، وكذا في المسند لابن حنبل: ٣٩٩/١، رقم: ٣٧٨٨، مسند عبد الله بن مسعود)

تو سب منڈواؤ یا سب رہنے دو" روایت کیا اس کو ابوداود نے۔(۱)

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک تو خود اس فعل کا مذموم ہونا۔ دوسرے آپ ﷺ نے بچہ سمجھ کر خاموشی نہیں اختیار فرمائی، بلکہ اس کے والی وارثوں کو منع فرمایا، جس سے ثابت ہوا کہ بچوں کے لیے بھی اجازت نہیں۔

فصلِ ہشتم

اسبالِ ازار سے متعلق

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا لنگی پہننا یا بہت لمبی آستین بنانا یا بہت لانبا شملہ چھوڑنا۔ حدیث بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "نظرِ رحمت نہ فرماوے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف جو اپنی ازار کو اترانے کی راہ سے نیچے لٹکائے"۔ دوسری حدیث میں اس لٹکانے کی حد آئی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "جو ازار ٹخنوں

---

(۱) عن ابن عمر رضی الله عنه قال نهی رسول الله ﷺ عن القزع، والقزع أن يحلق رأس الصبي فيترك بعض شعره. (أبو داود: ۵۷۷/۲، رقم: ۴۱۹۳، نسائي: ۲۳۴/۲، رقم: ۵۰۵۰، باب في الذوابة، كتاب الترجل، مسند أحمد بن حنبل: ۲۰۳/۲، رقم: ۴۴۷۳، صحيح مسلم: ۲۰۳/۲، رقم: ۲۱۲۰، باب كراهية القزع، كتاب اللباس)

وليس هذا مختصاً بالصبي، بل إذا فعله كبير يكره له ذلك فذكر الصبي باعتبار العادة والغالبة. (بذل المجهود: ۲۲۰/۱۲، دار البشائر، تحت رقم الحديث: ۴۱۹۴)

ثواب حسنات الصبي قبل جريان القلم عليه له أو لأبويه؛ لأنه ليس للانسان إلا ماسعى وللأب ثواب التعليم إن علم. (تاتارخانیه: ۳۶۴/۱۸، رقم المسئلة: ۲۸۹۷۲، كتاب الكراهية، زكريا جديد)

والإثم على من البسهم لأنا أمرنا بحفظهم. (شامي: ۵۲۲/۹، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

عن ابن عمر رضي الله عنه أن النبي ﷺ رأى صبياً قد حلق بعض رأسه وترك بعضه فنهاهم عن ذلك فقال احلقوه كله أو اتركوه كله. (ابو داود: ۲۳۴/۲، رقم: ۵۰۴۸، الرخصة في حلق الراس، كتاب الزينة، بذل المجهود: ۲۲۰/۱۲، دار البشائر)

سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے" روایت کیا اس کو بخاری نے۔(۱)

تیسری حدیث میں دوسرے لباسوں میں بھی اس کا حرام ہونا مذکور ہے۔

﴿اسبال ازار کے ساتھ خاص نہیں﴾

ارشاد فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ "اسبال (یعنی دراز کرنا اور حد سے بڑھانا) ازار میں بھی ہوتا ہے اور کرتہ میں بھی اور عمامہ میں بھی۔ جو شخص ان میں سے کسی لباس کو تکبر کی راہ سے حد سے زیادہ بڑھائے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہ کریں گے قیامت کے روز" روایت کیا اس کو ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے۔(۲)

﴿بطور تکبر کپڑے کے کسی بھی حصہ میں اضافہ باعثِ وبال ہے﴾

اور اسی کی مؤید ایک اور حدیث ہے جس میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "جو شخص اپنے کپڑے کو اترا کر بڑھاوے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے روز نظرِ رحمت نہ فرماویں

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا ينظر الله يوم القيامة —إلى من جرّ ازاره بطراً. (صحيح البخاري: ۸٦١/٢، رقم: ٥٧٨٨، باب جرّ ثوبه خيلاء، كتاب اللباس، مسلم ١٩٤/٢، رقم: ٢٠٨٧، باب تحريم جرّ الثوب خيلاء، كتاب اللباس)

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: ما اسفل من الكعبين من الازار ففي النار. (صحيح البخاري: ٨٦١/٢، رقم: ٥٧٨٧، باب ما أسفل من الكعبين في النار، كتاب اللباس)

(٢) عن ابن عمر رضي الله عنه قال رسول الله ﷺ: الاسبال في الازار والقميص والعمامة من جرّ منها شيئاً خيلاء لا ينظر الله إليه يوم القيامة. (نسائي: ٢/٢٥٤، رقم: ٥٣٣٤، اسبال الازار، كتاب الزينة، ابو داود: ٥٦٦/٢، رقم: ٤٠٩٤، باب في قدر موضع الازار، كتاب اللباس، ابن ماجه، ص: ٢٥٦، رقم: ٣٥٧٦، باب طويل القميص كم هو. كتاب اللباس)

عن جابر بن سليم قال رأيت رجلا يصدر الناس عن رايه.. في حديث طويل... وارفع ازارك إلى نصف الساق، فإن أبيت فإلى الكعبين، وإياك واسبال الازار فإنها من المخيلة وإن الله لا يحب المخيلة... إلخ. (ابو اود: ٥٦٤/٢، رقم: ٤٠٨٤، باب ماجاء في اسبال الازار، كتاب اللباس)

وكذا الطيلسان والرداء والشملة أن لا يختص بالازار فقط. (بذل المجهود: ١٣٦/١٢، تحت رقم الحديث: ٤٠٩٤، دار البشائر)

گے"۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔ اس میں مطلقاً کپڑے کو فرمایا، جس میں تمام کپڑے آگئے، جس میں ازار کے بڑھانے کی حد تو حدیث میں آگئی ہے اور دوسری پوششوں کی نسبت علمائے محققین نے فرمایا ہے کہ آستین کا انگلیوں سے آگے بڑھانا اور شملہ کا نصف کمر سے نیچے ہونا، یہ سب اسبال ممنوع ہے۔(۱)

اسبال ہر صورت میں ممنوع ہے خواہ تکبر کی نیت ہو یا نہ ہو

بعض کج فہم یوں کہتے ہیں کہ حدیث میں تو اس کی ممانعت آئی ہے جو براہِ تکبر ہو، ہم تو تکبر نہیں کرتے، اسی لیے ہمارے لیے جائز ہے۔ سو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اوّل تو یہ کہنا غلط ہے کہ ہم تکبر نہیں کرتے، اچھا پھر کیوں کرتے ہیں؟ وضع مسنون کیوں اختیار نہیں کرتے ہو؟ اس کے اختیار کرنے میں دل کیوں تنگ ہوتا ہے؟ اونچے پائنچوں کو حقیر کیوں جانتے ہو؟ اگر یہ تکبر نہیں تو کیا ہے؟ دوسرے یہ کہ حدیث میں جو تکبر کی قید آئی ہے یہ کیا ضرور ہے کہ قید احترازی ہو، ممکن ہے کہ قید واقعی ہو، کیوں کہ اکثر لوگ اسی قصد سے کرتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے یہ قید ذکر فرمائی اور ممنوع ویسے بھی ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں ہے جو شروع فصلِ ہذا میں لکھی گئی ہے، جس میں ٹخنوں کی حد کا ذکر ہے، اس میں یہ قید تکبر کی

---

(۱) عن عبد الله بن عمر يقول: قال رسول الله ﷺ: من جرّ ثوبه من مخيلة لم ينظر الله إليه يوم القيامة فقلت لمحارب أذكر ازاره قال ماخص ازار أو لا قميصاً. (صحيح البخاري: ٢/٨٦١، رقم: ٥٧٩١، باب من جرّ ثوبه من الخيلاء، كتاب اللباس، صحيح مسلم: ٢/١٩٥، رقم: ٢٠٨٥، باب تحريم جرّ الثوب خيلاء، كتاب اللباس والزينة)

وكذا الطيلسان والرداء والشملة، أي لا يختص بالازار فقط. (بذل المجهود: ١٢/١٢٦، تحت رقم الحديث: ٤٠٩٤، دار البشائر)

الاسبال يتحقق في جميع هذه الاشياء. (حاشيه نسائي، رقم: الحاشيه: ٢/٢٥٤)

يكره ما زاد على الحاجة والمعتاد في اللباس من الطول والسعة. (شرح النووي على مسلم ٢/١٩٥، باب تحرم جرّ الثوب خيلاء)

مذکور نہیں، مطلقاً ارشاد ہوا ہے، جس سے یہ ثابت ہوا کہ خواہ تکبر ہو یا نہ ہو، ہر حال میں ممنوع ہے۔ہاں! تکبر میں ایک گناہ تکبر کا اور مل کر معصیت شدید ہو جاوے گی، یہ دوسری بات ہے اور بلا تکبر ایک ہی معصیت رہے گی تو سہی، براءت اور جواز کی تو صورت نہ نکلی۔ اگر کوئی کہے ہم مطلق کو بھی اسی مقیّد پر محمول کرلیں گے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ امر اصولِ فقہ حنفی میں بدلیل ثابت ہو چکا ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہا کرتا ہے۔ غرض کوئی گنجائش جواز کی نہیں۔(۱)

اسبال ہر وقت ممنوع ہے

بعض لوگ تقوی جتلانے کو نماز میں اوپر کرلیتے ہیں، سو نماز سے خارج بھی تو گناہ سے بچنا واجب ہے۔ اس حیلہ سے کیا ہوتا ہے۔ بعض لوگ پائنچے تو لمبے بناتے ہیں۔ مگر بوتام(۲) ٹخنوں سے اونچے لگا لیتے ہیں کہ ٹخنوں سے اوپر چوڑیاں پڑی رہتی ہیں۔ یاد رکھو کہ اصل گناہ تو کپڑا برباد کرنے کا ہے، خواہ ٹخنے ڈھکیں یا کھلے رہیں، اس سے کیا بچاؤ ہوا۔(۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ما اسفل من الكعبين من الإزار ففي النار. (صحيح البخاري: ۲/۸۶۱، رقم: ۵۷۸۷، باب ما اسفل من الكعبين)

المطلق يجري على اطلاقه (قواعد الفقه، ص: ۸۲/ رقم: ۳۳۱، نعيميه ديوبند)

فما نزل من الكعبين فهو ممنوع فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم وإلا فمنع تنزيه. (بذل المجهود: ۱۲/۱۱۳، تحت رقم الحديث: ۴۰۸۵، دار البشائر)

(۲) بوتام: بٹن، گھنڈی، تکمہ (فیروز اللغات، ص: ۳۲۱)

(۳) وذروا ظاهر الاثم وباطنه (انعام، رقم: ۱۲۰)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزارة بطراً. (صحيح البخاري: ۲/۸۶۱، رقم: ۳۶۶۵، باب من جرّ ثوبه خيلاء)

ولا تسرفوا انه لايحب المسرفين (اعراف: ۳۱)

ينبغي أن يكون الإزار فوق الكعبين إلى نصب الساق. (هنديه: ۵/۳۳۳، الباب التاسع في اللبس ما

گناہ پر تعاون بھی ممنوع ہے

اور یاد رہے کہ درزی کو بھی ایسا کپڑا سینا جائز نہیں، کیوں کہ گناہ کی اعانت گناہ ہے، صاف انکار کر دینا چاہیے، کچھ رزق ایسے ہی کپڑے سینے پر منحصر نہیں ہے۔(۱)

فصلِ نہم: تصاویر اور کتے کے بیان میں

من جملہ ان رسوم کے گھر میں تصویروں کا لگانا اور بلا ضرورت کتوں کا رکھنا ہے۔

حدیث میں ہے، ارشاد فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے: ”نہیں داخل ہوتے فرشتے (رحمت کے) جس گھر میں کتا یا تصویر ہو“۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ اور حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ ”سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک تصویر بنانے والے کو ہوگا“۔ اور حدیث میں ہے، فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ ”جو شخص بجز ان تین غرض کے کتا پالے: ۱۔ مویشی کی حفاظت ۲۔ شکار ۳۔ کھیت کی حفاظت، اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہے گا“ روایت کیا اس کو مسلم و بخاری نے۔ دوسری حدیث میں اس عالم کی قیراط کی مقدار احد پہاڑ کے برابر آئی ہے۔(۲)

یکرہ ومالا یکرہ، زکریا قدیم)

(۱) ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان. (سورہ مائدہ، آیت:۲)

خیاطاً امره أن يتخذ له ثوبا على زي الفساق يكره له أن يفعل لأنه سبب الشبه بالمجوس والفسقة. (شامي:۵٦٢/٩، كتاب الحظر والاباحة، زكريا)

ولو ان اسكافياً أمره انسان أن يتخذ له خفاً على زي المجوسي أو الفسقة أو خياطاً أمره انسان أن يخيط له قميصاً على زي الفساق يكره له أن بفعل ذلك ، كذا في المحيط. (البحر الرائق: ٣٧١/٨، كتاب الكراهية، فصل في البيع، زكريا)

(۲) عن سالم عن أبيه قال وعد النبي ﷺ جبرئيل فرات عليه حتى اشتد على النبي فخرج النبي ﷺ فلقيه فشكا إليه ما وجد فقال له أنا لا يدخل بيتاً فيه صورة ولا كلب. (صحيح البخاري:٨٨١/٢،

ان حدیثوں سے تصویر بنانا، تصویر رکھنا، بلاضرورت کتا پالنا سب کا حرام ہونا ثابت ہوگیا۔ اس زمانہ میں تہذیبِ جدید کے لوازم میں سے یہ دونوں امر ہوگئے۔ تصویر جزو مکان اور کتا داخلِ اہل وعیال سمجھا جاتا ہے۔ ذرا بھی دل کو انقباض اور روک نہیں، بے دھڑک دونوں چیزیں برتی جاتی ہیں۔

حکم شرعی میں عقلی کٹ حجتی ممنوع ہے

بعض لوگوں پر اس قدر عقل پرستی کا غلبہ ہے کہ کتے کے اوصاف حمیدہ بیان کر کے وجہ ممانعت دریافت کرتے ہیں، گویا در پردہ نَعُوْذُ بِاللهِ! اس حکم شرعی کے عبث اور لغو ہونے کے مدعی ہیں۔ اگر سچ مچ ان کے دلوں میں ایسا ہی خیال ہے تو تجدیدِ ایمان ضروری ہے۔ مسلمان بننے کے بعد احکامِ شریعت کی علت ڈھونڈنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حکامِ مجازی کے بہت سے قوانین واحکام کی علت سمجھ میں نہیں آتی اور پھر بے چوں وچرا ان کو مانتے ہیں،

رقم: ۵۹٦۰، باب لاتدخل الملائكة بيتا فيه صورة، مسلم: ۲/رقم ۲۱۴، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، كتاب اللباس والزينة)

==فقال سمعت عبد الله قال سمعت النبي ﷺ يقول إن أشد الناس عذابا عند الله المصورون. (صحيح البخاري: ۲/۸۸۰، رقم: ۵۹۵۰، باب عذاب المصورين يوم القيامة، كتاب اللباس)

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من اقتنى كلباً إلا كلب ماشية أو ضارٍ نقص من عمله كل يوم قيراطان. (صحيح البخاري: ۲/۸۲٤، رقم: ۵٤۸۰، ۵٤۸۱، باب من اقتنى كلباً ليس بكلب صيد أو ماشية، كتاب الصيد)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: من اتبع جنازة مسلم، ايمانا واحتسابا، وكان معه حتى يصلي عليها ويفرغ من دفنها فإنه يرجع من الأجر بقيراطين، كل قيراط مثل أحد، (بخاري ۱/رقم: ٤۷، باب اتباع الجنائز من الإيمان، كتاب الإيمان).

قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر.. سواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل مال. (شرح النووي على هامش صحيح صحيح مسلم: ۲/۱۹۹)

تو حاکمِ حقیقی کے احکام میں کیوں چوں وچرا کیا جاوے۔ اگر کوئی کہے کہ ہمارا دین تو عقل کے موافق ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ عقل کے موافق ضرور ہے، مگر ہر عقل کی رسائی تو وہاں تک ضروری نہیں۔ مثلاً: بہت سی چیزیں حسِ بصر سے دریافت کرنے کے قابل ہیں، مگر اندھوں کو تو ادراک نہیں ہو سکتا۔ یہ عقل والے کا کام ہے کہ علتِ احکام کو سمجھ لے، یہ عقل انبیا اور اولیائے کاملین وعلمائے راسخین کو عطا ہوئی ہے۔ عوام کی عقل میں اس قدر قوت نہیں اور کوئی سرٹیفکیٹ یا پاس حاصل کر لینے سے زمرۂ عوام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ پھر یہ کہ مراد اس سے دین کے اصول ہیں کہ وہ عقلی ہیں، یعنی جو قرآن وحدیث کو نہ مانتا ہو اس کو توحید ورسالت کی تعلیم دلیلِ عقلی سے ممکن ہے۔ رہ گئے فروع، مثلاً: فلاں چیز حرام کیوں ہے؟ فلاں چیز حلال کیوں ہے؟ اس کا عقلی ہونا بایں معنی ضروری نہیں، بلکہ اس میں دلیلِ شرعی سے مان لینا چاہیے۔(۱)

حکم شرعی کو بغیر حجت مان لینا واجب ہے

اور عقل کے موافق بھی یہی بات ہے کہ حاکم کو حاکم ماننے کے لیے جتنی حجتیں کر لی جاویں جب حاکم ہونا تسلیم کر لیا، پھر اس کے ہر ہر حکم میں حجتیں کرنا صریح بغاوت ہے۔ میں خیر خواہی سے عرض کرتا ہوں کہ ہر حکم کی علت ڈھونڈنا اور اس کے تسلیم میں علت کا انتظار کرنا بالکل الحاد کا پھاٹک ہے(۲)۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا۔

---

(۱) يكفر بوضع قلنسوة المجوسي على رأسه على الصحيح إلى قوله وبشد الزنار في وسطه إلا إذا فعل ذلك خديعة... إلخ (عالمگیری: ۲/۲۷۶، کوئٹہ)

من كفر بالله من بعد إيمانه إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان أي ساكن به لم يتغير عقيدته وفيه دليل على أن الركن اللازم للإيمان هو التصديق بالقلب... إلخ. (تفسير مظهري: ۵/۲۳۳، زکریا)

فإن التقليد هو الأخذ بقول الغير بغير معرفة دليله. (رسم المفتي: ۱۳۲، زکریا دیوبند)

(۲) الست بربكم قالوا بلى شهدنا... إلخ، وإنكار ذلك مكابرة فكيف يمكنهم أن يقولوا ذلك. (روح المعاني: ۶/۱۵۱)

غرض حکمِ شرعی کو بلاپرِ نقص و اعتراض مان لینا واجب ہے۔ ہاں! ماننے کے بعد تحقیقِ حکمت کے لیے بطورِ استفادہ کے غور کیا جاوے تو توجیہ بھی نکل آتی ہے۔ چنانچہ راقم ریل میں ایک بار سفر کر رہا تھا، ایک نوجوان کتا لیے ہوئے سوار تھے۔ اور انہوں نے کتے کے کمالات بیان کر کے یہی سوال کیا۔ میں نے عرض کیا کہ بے شک کتے میں یہ کمالات ہیں، مگر اس میں ایک عیب ایسا سخت ہے جس نے تمام کمالات پر خاک ڈال دی، اس لیے شرعاً خبیث قرار پایا۔ پوچھنے لگے: وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ "اس میں قومی ہمدردی نہیں ہے۔ اپنے ہم جنس کو دیکھ کر اس کی جو کیفیت ہوتی ہے سب کو معلوم ہے"۔ چوں کہ جواب صحیح تھا اور سائل کے مذاق کے موافق بھی۔ بس دم بخود ہو گئے، بلکہ خوش ہو کر موافقت بھی کر لی۔

﴿شرعی حکم کے ابطال کے لیے حیلہ روا نہیں﴾

بعض لوگ زبردستی کی ضرورتیں تراش لیتے ہیں کہ ہم نے حفاظتِ مکان کے لیے پالا ہے۔ صاحب اللہ تعالیٰ ارادہ اور نیت کو دیکھتے ہیں۔ جب خاص قصدِ تفریح سے پالتے ہیں تو ایسی تصنیعی ضرورت سے اجازت نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ کہ کتوں سے تو حفاظت وہ کرے جس کے پاس نوکر، دربان، پہرہ دار نہ ہو۔ جب ماشاء اللہ ایک ایک کام کے لیے متعدد نوکر ہیں، تو کتوں کی کون سی ضرورت رہ گئی۔ اسی طرح شکار کا پورا سامان بندوق، چھرہ جس کو میسر ہو وہ کتے کیوں پالے۔(۱)

وركن الردة اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد وجود الإيمان. (هنديه: ۲/۲۵۳، الباب التاسع في أحكام المرتدين، كوئته، اشرفيه)

(۱) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنما الأعمال بالنيات إلخ (بخاري: ۱/۱، رقم: ۱، باب كيف بدء والوحي) لأنه اقتنى النجاسة مع وجوب التجنب عنها من غير ضرورة وحاجة وجعلها وسيلة لرد السائل والضعيف. (مرقاة: ۸/۱۲۶، باب ذكر الكلب اشرفيه)

الحيل المحرمة: وهي الحيل التي تتخذ التوصل بها إلى محرم أو إلى ابطال الحقوق أو لتمويه

اسی طرح بعض لوگ تصویر کے مقدمہ میں معارضہ کرتے ہیں کہ ہم پوری تصویر نہیں بناتے اور نہ ہی رکھتے، بلکہ فقط صرف گردن تک ہوتی ہے اور جب تصویر میں ایسا عضو کم ہوجائے جس کے بغیر حیات ممکن نہیں تو ایسی تصویر جائز ہوتی ہے۔ ان حضرات نے بھی ناحق دخل در معقولات دیا۔ اصل یہ ہے کہ عضو کے کم ہوجانے سے حرمت اس لیے نہیں رہتی کہ وہ تصویر نہیں معلوم ہوتی، بلکہ جاڑ یا درخت وغیرہ معلوم ہونے لگتا ہے اور چہرہ تو تمام تصویر کی ناک ہے۔ جب یہ باقی ہے پس پوری تصویر کے قائم مقام ہے اور ہرگز اس کی اجازت نہیں ہوسکتی۔(۱)

﴿روپے، پیسے میں تصویر کا حکم﴾

بعض لوگ مانعین پر اعتراضاً کہتے ہیں کہ صاحب تم روپیہ گھر میں کیوں رکھتے ہو، اس میں بھی تو تصویر ہے۔ یہ طعن بھی نہایت بے جا ہے۔ بات یہ ہے کہ روپیہ تو ایک ضرورت کی چیز ہے، ضرورت میں تنگی کم ہوجاتی ہے۔ اور یہ لوگ محض زینت وآرایش کے شوق میں تصویر لگاتے ہیں، کجا یہ کجا وہ؟! بعض لوگ فوٹو کو حرمتِ تصویر سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں کہ اس میں خود تصویر اتر آئی ہے، کوئی بناتا نہیں۔ ماشاء اللہ کیا ہی غضب کا اجتہاد ہے۔ اس کا سامان جمع کرنا، صاحبِ تصویر کے رُوبرو اس کا رکھنا، یہ تصویر کشی نہیں تو کیا ہے؟(۲)

الباطل. (الموسوعة الفقهيه: ۱۸/۳۳۰، كويت)

(۱) المصور هو الذي يصور أشكال الحيوان فيحكيها بتخطيط لها وتشكيل. (مرقاة: ۸/۳۳۰، باب التصاوير، ملتان)

وكذا لا اعتبار بقطع اليدين والرجلين. (شامي: ۲/۴۱۸، زكريا)

(۲) ومعه سرة أو كيس فيه دنانير أو دراهم منها صور صغار فلا تكره لاستتارها. (شامي: ۲/۴۱۸، زكريا)

الضرورات تبيح المحظورات. (الأشباه والنظائر، ص: ۲۵۱، القاعدة الخامسة الضرر يزال. زكريا)

فلا فرق بينما كانت الصورة قد اتخذت بريشة المصور أو بآلات الفوتوغرافية. (تكمله فتح الملهم: ۴/۱۶۳، اشرفيه)

فصلِ دہم: غیروں کے مشابہت کے بارے میں

من جملہ ان رسوم کے غیر مذہب والوں کی وضع بنانا ہے، لباس میں یا طرزِ نشست وبرخاست میں، خورد ونوش میں یا کسی اور امر میں۔ حضرت ابنِ عمر ﷛ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ”جو شخص مشابہت اختیار کرے کسی قوم کے ساتھ پس وہ انہیں میں سے ہے“۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابوداود نے۔(۱)

کافروں کی کسی چیز میں مشابہت روا نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بدن پر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے ملاحظہ فرمائے۔ پس ارشاد فرمایا کہ: ”بے شک یہ کپڑے کافروں کے ہیں، ان کو مت پہنو“۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔(۲)

حضرت ابی ریحانہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس چیزوں کو منع فرمایا۔ من جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ فرمایا: ”کوئی اپنے کندھے پر حریر کا ٹکڑا لگانے لگے،

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم. (أبو داد: ۵۵۹/۲، رقم: ۴۰۳۱، باب في لبس الشهرة، كتاب اللباس، مسند أحمد بن حنبل: ۵۰/۲، رقم: ۵۱۱٤، مسند ابن عمر)

(۲) أن عبدالله بن عمرو بن العاص أخبره قال رأى رسول الله ﷺ: علي ثوبين معصفرين فقال: ان هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها. (صحيح مسلم: ۱۹۳/۲، رقم: ۲۰۷۷، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر، كتاب اللباس والزينة، نسائي: ۲۵۳/۲، رقم: ۵۲٦٦، ذكر النهي عن لبس المعصفر، كتاب الزينة)

مثل اہلِ عجم کے"۔ روایت کیا اس کو ابوداود نے۔(۱)

اور حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "یہود ونصاریٰ خضاب نہیں کرتے، تم ان کی مخالفت کرو"۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔(۲)

اور اس باب میں اس کثرت سے حدیثیں آئی ہیں کہ حصر دشوار ہے، ان سب حدیثوں سے صاف صاف تشبّہ بالکفار کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں لباس کی مشابہت کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں بال رنگنے نہ رنگنے کا حال مذکور ہے۔ ایک میں مطلق تشبّہ ممنوع ہے، جو اپنے اطلاق کی وجہ سے تمام امور کو شامل ہے۔(۳)

اس زمانہ میں بعض لوگوں کے دل کو یہ بات ہرگز نہیں لگتی۔ کوئی صاحب تو حدیثوں ہی کا انکار فرماتے ہیں کہ حدیث کا اعتبار ہی نہیں۔ غضب ہے، ظلم ہے۔ جس علم کا ایک ایک

---

(۱) عن أبي الحصين ..... هل أدركت قصص أبي ريحانة قلت لا. قال سمعته يقول نهى رسول الله ﷺ عن عشر عن الوشر والوشم والنتف وعن مكامعة الرجل الرجل بغير شعار، وعن مكامعة المرأة المرأة بغير شعار، وأن يجعل الرجل في أسفل ثيابه حريرا مثل الأعاجم أو يجعل على منكبيه حريرا مثل الأعاجم وعن النهبى وركوب النمور ولبوس الخاتم إلا لذى سلطان. (أبو داود: ۲/۵٦۱، رقم: ٤٠٤٩، باب من كرهه، كتاب اللباس، نسائي: ۲/۲۳۷، رقم: ۵۰۹۱، النتف، كتاب الزينة، مسند أحمد، رقم: ۱۷۲۰۹، حديث أبي ريحانة)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: ان اليهود والنصارى لا يصبغون فخالفوهم. (صحيح مسلم: ۲/۱۹۹، رقم: ۲۱۰۳، باب استحباب خضاب الشيب، كتاب اللباس، صحيح البخاري: ۱/رقم: ۳٤٦۲، باب ماذكر من بني اسرائيل، احاديث الأنبياء)

(۳) أن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله ﷺ... ان هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها. (صحيح مسلم: ۲/۱۹۳، رقم: ۲۰۷۷، باب النهي عن لبس إلخ، كتاب اللباس)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ قال: ليس منا من تشبه بغيرنا. (ترمذي: ۲/۹۹، رقم: ۲٦۹۵، باب ما جاء في كراهية اشارة اليد بالسلام، كتاب الاستيذان)

وقال القاري: من شبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره أو بالفساق أو بالفجار... فهو منهم أي في الاثم. (مرقاة: ۸/۲۵۵، كتاب اللباس، ملتان)

ٹکڑا مؤلف سے، بلکہ اس وقت کے راوی سے لے کر جناب رسول اللہ ﷺ تک بسندِ متصل وصحیح ثابت ہو اور ہر زمانہ میں ایک ایک راوی کے حالات، ولادت، وفات وسفر، شیوخ وتلامذہ وکیفیتِ تدین وصدق وقوتِ حافظہ، وصحتِ عقیدت وغیرہ سے کھود کرید ہوتی رہی ہو اور ذرا بھی کسی بات میں فرق یا شبہ پڑا، فوراً اس کو ترک کر دیا گیا جو فن ان تنقید وتحقیق سے مدوّن ہوا ہو، اس کا اعتبار نہ ہو اور تاریخ جس میں ہزاروں رطب ویابس بھرے ہوں، مورخ کے قیاسات واقعات قرار پا گئے ہوں، مورخین میں اس شدت وکثرت سے اختلاف ہو کہ تطبیق کی صورت ہی نہ بن سکے، نہ ان لوگوں کا ایمان دار اور سچا ہونا، نہ محدثین کی برابر قوت حافظہ کا ہونا ثابت ہوا ہو، اس کا ہر ہر جزو گویا جزو ایمان سمجھا جاوے، اس بے انصافی کی کوئی حد بھی ہے۔(۱)

بعض فرماتے ہیں کہ حدیث تشبّہ کی ضعیف ہے۔ اللہ اکبر! جن صاحبوں کو اتنی خبر نہ ہو کہ حدیثِ ضعیف کیا ہے، وہ حدیث پر ضعف کا حکم لگائیں۔ اچھا صاحب! ایک حدیث ضعیف ہی سہی، مگر یہ بے شمار حدیثیں کیا سب بلا دلیل ضعیف مان لی جائیں گی؟! پھر یہ مسئلہ تو قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً} وقال اللہ تعالیٰ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا} ان کی تفسیر اور شان نزول تو ذرا تحقیق فرمائیے اور خود حکمِ کاف کو جو تشبیہ کے لیے ہے ملاحظہ فرمائیے، تو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید سے یہ مسئلہ ثابت ہے، پھر کیا قرآن مجید کو بھی ضعیف کہہ دیا جائے

---

(۱) عن عبد اللہ بن المبارك يقول: الاسناد من الدين لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء (مسلم ۱/۱۲، مقدمة بيان أن الاسناد من الدين).
على أن حاجة التاريخ إلى معرفة أحوال ناقل الوقائع التاريخية أشد من حاجة الحديث إلى ذلك لأن الكذب والتساهل في التاريخ أكثر (علم الرجال وأهميته للمعلمي، ص: ۹۱، دار الرية رياض، تاريخ طبري ۱/۱۳، مقدمة، دار الكتب العلمية بيروت)

گا، خدا خیر کرے۔(۱)

بعض لوگ عقلی شبہات اس میں پیدا کرتے ہیں کہ صاحب اگر تشبّہ حرام ہے تو کھانا بھی مت کھاؤ، چہرہ پر سے ناک بھی اڑادو، کیوں کہ دوسری قوموں کے ساتھ اس میں بھی شرکت ہے۔ اس کی تو ایسی مثال ہے کوئی شخص زنا کے حرام ہونے پر یہ شبہ کرے کہ صاحب اگر یہ حرام ہے تو نکاح میں جو صحبت ہوتی ہے وہ بھی حرام ہونا چاہیے، کیوں کہ صورت فعل میں تو دونوں کو شرکت ہے۔(۲)

﴿تجربہ کا ثبوت﴾

بات یہ ہے کہ جس فن میں آدمی کو دخل نہ ہو اس میں گفتگو کر کے کیوں بے فائدہ اپنی بے قدری ظاہر کرے۔ یہ مسئلہ شرعی ہے، اہلِ شرع سے اس کی تحقیق کر لینا چاہیے کہ تشبّہ حرام کون سا ہے، اس کو سمجھ کر پھر جو کچھ کہنا ہو کہے۔(۳)

---

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۰۸، سورۃ آل عمران:۱۵٦.

(۲) فأن التشبه لهم لايكره في كل شيئ، بل في المذموم وفيما يقصد به التشبه كمائي البحر، وفي الشامي تحت قوله: لايكره في كل شيئ: فإنا نأكل ونشرب كما يفعلون إلخ، (در مختار مع الشامي ۲/۳۸٤، مطلب التشبه بأهل الكتاب، كتاب الصلاة، زكريا)

(۳) فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لاتعلمون (سورة النحل، رقم الآية:٤۳)

رافع بن خديج قال: قدم نبي الله ﷺ المدينة وهم يأبرون النخل يقولون يلقحون النخل فقال ما تصنعون؟ قالوا كنا نصنعه قال لعلكم لو لم تفعلوا كان خيرا قال فتركوه فنفضت أو فنقصت قال فذكروا ذلك له فقال إنما أنا بشر إذا أمرتكم بشيء من دينكم فخذوا به وإذا أمرتكم بشيء من رأي فإنما أنا بشر. (صحيح مسلم:۲/۲٦٤، رقم:۲۳٦۲، باب وجوب امتثال ماقاله شرعا، كتاب الفضائل)

قال هشام: رأيت على أبي يوسف نعلين مخصوفين بمسامير، فقلت أترى لهذا الحديد بأسا؟ قال: لا، قلت: سفيان وثور بن يزيد كرها ذلك، لأن فيه تشبها بالرهبان، فقال: كان رسول الله ﷺ يلبس النعال التي لها شعر وإنها من لباس الرهبان فقد أشار إلى أن صورة المشابهة بيما تعلق به صلاح العباد لايضر فإن الأرض مما لايمكن قطع المسافة البعيدة فيها إلا بهذا النوع، (شامي ۲/۳۸٤، مطلب في التشبه بأهل الكتاب، كتاب الصلاة، زكريا)

سواس کی تحقیق یہ ہے کہ جو امر بھی خود مذموم و ممنوع ہو، اس میں تو تشبّہ مطلقاً حرام ہے۔ مثلاً: پتلون جس میں ٹخنے ڈھکے ہوں۔

﴿تشبہ کے ساتھ دوسرا کوئی گناہ وبال کو اور بڑھائے گا﴾

اگر اس میں تشبّہ سے بھی قطع نظر کی جاوے تو بوجہ ٹخنے ڈھک جانے کے یہ ممنوع ہے، جیسا اوپر حدیث آچکی ہے اور اب چوں کہ اس میں تشبّہ بھی ہے، مضاعف گناہ ہو جاوے گا۔(۱)

﴿کسی قوم کا خاص شعار اپنانا منع ہے﴾

اور اگر وہ فعل فی نفسہٖ غیر مذموم اور مباح ہے تو اگر بقصدِ تشبّہ اس کو کیا جاوے یا کسی قوم کا عرفاً خاصہ ہو تو بھی ناجائز ہو گا۔(۲)

﴿مطلق تشبہ ممنوع نہیں﴾

اور اگر خود وہ فعل حلال ہے اور قصد تشبہ کا بھی نہیں، اور نہ کسی قوم کا خاصہ ہے تو درست ہے۔ قواعد واحکامِ شرعیہ کو ٹٹولنے سے اس قاعدہ کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ اب ناک کاٹنے اور کھانا چھوڑنے کا شبہ بالکل دفع ہو گیا اور جس جس تشبّہ حرام میں لوگ مبتلا ہو رہے ہے

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: ما اسفل من الكعبين من الإزار ففي النار. (بخاري: ۲/۸٦۱، رقم: ۵۷۸۷، باب ما اسفل من الكعبين في النار، كتاب اللباس)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم. (ابو داود: ۲/۵۵۹، رقم: ٤۰۳۱، باب في لبس الشهرة، كتاب اللباس، مسند أحمد ۲/۵۰، رقم: ۵۱۱٤، مسند عبد الله بن عمر)

قال المناوي و العلقمي: أي تزي في ظاهره يزيهم وسار لسيرتهم وهديهم في ملسبهم وبعض العالهم. (عون المعبود: ٤/۷۸، دار الكتب العلمية بيروت)

ہیں، نظرِ انصاف سے سب کا حال معلوم ہوگیا۔ اوّل تو جن چیزوں میں مشابہت اختیار کر رکھی ہے وہ ایک قوم کا عرفاً خاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے اہلِ وطن کو اس وضع میں دیکھ کر جمہور خلائق کو وحشت ہوتی ہے اور خاصہ کا ممنوع ہونا اوپر گذر ہی چکا اور اگر کھینچ تان کر کوئی شخص ان اوضاع کو خاصہ کے افراد سے نکال کر تمام ملک اور تمام قوموں میں عام و شائع قرار دے، گو یہ دعویٰ غلط ہے، ان اوضاع میں ایسا عموم و شیوع نہیں کہ عرفاً اس قوم کا خاصہ نہ سمجھا جائے، جو لوگ کسی حکومت پر ہیں یا اس قسم کی صحبت زیادہ رہتی ہے، بجز ان کے تمام ملک اور تمام قوم اپنی پرانی وضع لیے ہوئے ہیں۔ اگر فرضاً تسلیم بھی کر لیا جائے تو خاصہ نہ سہی، مگر جو شخص اس وضع کو اختیار کرتا ہے، چنانچہ اکثر اوقات بے ساختہ اقرار بھی کر لیتے ہیں کہ صاحب اس وضع سے لوگوں کی نظر میں وقعت اور ان پر ہیبت ہوتی ہے، کیوں کہ اہلِ حکومت کی وضع ہے، اس مصلحت سے یہ وضع اختیار کی گئی ہے۔ غرض اقرار بھی ہے اور قرائنِ قویہ سے بھی یہ یقینی ہے۔ جب قصد تشبّہ کا ہو حرام ہوگیا۔

﴿ممنوع حیلے تشبہ کو مشروع نہیں کرتے﴾

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ٹوپی ترکی پہن لی ہے، اب تو تشبّہ نہیں رہا۔ اوّل تو وہ ترکی ٹوپی بھی ہمارے ملک میں نیچریوں کا شعار ٹھہر گیا ہے۔ اس کا پہننا کون سا تعریف کا کام ہے۔ پھر یہ کہ اگر ٹوپی بدل دی تو چلو ٹوپی میں مشابہت نہ رہی، ایک گناہ ہلکا ہوا، باقی جتنے عددوں میں تشبّہ ہے اتنے گناہ اس پر رہے۔ اس میں براءت کی صورت کیا نکلی۔ اس طرح اور بھی لچر شبہات پیش کیا کرتے ہیں۔ جن کا جواب اصلِ مذکورہ کی تحقیق کے بعد ہر شخص سمجھ لے گا۔(۱)

---

(۱) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: إنما الأعمال بالنيات. (صحيح البخاري:۱/۲، رقم:۱)

ممنوع تشبہ عقلاً بھی منع ہے

اب دو دلیلیں ان حضرات کے مزاج کے موافق عرض کرتا ہوں: ایک نقلی جوان کے نزدیک بھی مسلّم ہے، دوسری عقلی جو بوجۂ عقل پرستی کے اس سے بھی زیادہ تسلیم کے قابل ہوگی۔ نقلی دلیل وہ جملہ ہے جس کو اپنے ہر لیکچر میں اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کے ضمن میں فرمایا جاتا ہے: لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الإِسْلَامِ۔ حد متوسط سے زیادہ اپنے نفس پر تشدد کرنے کی نہی اور نفی لفظ "رہبانیہ" سے کیوں فرمائی گئی؟ "رہبانیہ" کے کیا معنی ہیں؟ یہ لفظ "رہب" سے بنایا گیا ہے یا نہیں؟ اور رہب کس کو کہتے ہیں؟ درویش نصرانی کو کہتے ہیں یا نہیں؟ اگر یوں فرمادیتے اپنے نفس پر زیادہ تشدّد مت کرو جب بھی تو مطلب حاصل ہو جاتا، یہ کیوں فرمایا کہ اسلام میں راہب بننے کی اجازت نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ غلو اور تشدد کے مذموم ہونے کی علت بتلانا منظور ہے کہ اس میں راہبوں کی مشابہت ہوتی ہے، تو مسلمان ہو کر کیوں راہب بنتے ہو؟ اب بتلایئے تشبّہ کا حرام و مذموم ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟

دلیلِ عقلی یہ ہے کہ اگر کسی صاحب سے جو مسئلہ تشبّہ میں الجھ رہے ہوں، مخلی بالطبع ہونے کے وقت مجمعِ عام میں ایک زنانہ جوڑا پیش کر کے عرض کیا جائے کہ اس کو زیبِ بدن فرمالیجیے، تو یقین ہے کہ اگر ان کا قابو چلے تو مستدعی کی جان تک لینے میں دریغ نہ فرماویں۔

==الأمور بمقاصدها. (الأشباه والنظائر، ص: ۱۰۲، القاعد الثانية، زكريا)

والقواعد الأساسية يجب على مسلم أن يحتفظ بها في أمر لباسه ثم تركه حرا في الاعتبار مايراه من أنواع الملابس وليس هناك ما يمنع التطور في أنواع اللباس مادام الانسان يحتفظ بهذه المبادي. (تكمله فتح الملهم: ۷۶/۱۰، اشرفيه)

النهي عنها من أجل الشبه بالأعاجم فهو لمصلحة دينية لكن كان ذلك شعارهم حينئذ وهم كفار ثم لما يصر الآن يختص بشعارهم زال ذلك المعنى فتزول الكراهة. (تكمله فتح الملهم: ۸۱/۱۰، اشرفيه)

کیوں صاحب! تشبہ کا مسئلہ اگر کوئی باوقعت نہیں تو اس مقام پر عورت کے ساتھ تشبہ کی استدعا کرنے سے کیوں اس قدر غیظ وغضب نازل ہوا۔ جب ایک مسلمان کے ساتھ تشبہ ہونے سے تھوڑے فرق کی وجہ سے یہ ناگواری ہے تو کافروں کے ساتھ تشبہ کرنے سے تو بوجہ اختلاف دین زیادہ غیرت ہونی چاہیے۔ اور واضح رہے کہ حکمی وردی اس حکم سے مستثنیٰ ہے کہ وہ شعار منصب کا ہے اور اس کو تشبہ سے کوئی علاقہ نہیں۔(۱)

---

(۱) ویروی لا رهبانية في الإسلام. (شرح السنة للبغوي: ۳۷۱/۲، باب فضل القعود في المسجد الانتظار الصلاة، كتاب الصلاة، المكتب الاسلامي. نصاب الاحتساب ، ص:۳۰۷، الباب السادس والأربعون في الاحتساب في فعل البدع من الطاعات وترك السنن ، مكتبة الطالب الجامعي، مكة المكرمة)
فإن التشبه بهم لايكره في كل شيء بل في المذموم وفيما يقصد به التشبه (در مختار مع الشامي ۳۸٤/۲، زكريا)

﴿دوسرا باب﴾

ان رسوم میں جن کو عوام مباح سمجھتے ہیں اور اس میں بھی چند فصلیں ہیں

﴿فصلِ اوّل: بچہ کی پیدائش کی رسومات کے بارے میں﴾

من جملہ ان رسوم کے شادی کی اکثر بلکہ تمام رسمیں ہیں جو دنیا میں آنے کے وقت سے اپنے اصلی وطن کی روانگی کے وقت تک عمل میں لائی جاتی ہیں، اور جو بڑے بڑے ثقہ اور عاقل لوگوں میں طوفانِ عام کی طرح پھیل رہی ہیں، اور جن کی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس میں گناہ کی کون سی بات ہوتی ہے، مرد یا عورتیں جمع ہوتی ہیں، کچھ کھلانا پلانا ہوتا ہے، کچھ دینا دلانا ہوتا ہے، کوئی ناچ رنگ نہیں، پھر اس میں شرع کے خلاف ہی کیا ہے جس سے روکا جائے؟

حضرات! اس غلط گمان کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ رواج عام نے قوتِ نظریہ کو ضعیف کر دیا کہ چند امور جو ظاہرًا مباح ہیں ان کو دیکھ لیا اور جو ان کے اندر پنہانی اور اندرونی مفاسد اور خرابیاں ہیں وہاں تک نظر نہ پہنچ سکی۔ جیسا کوئی نادان بچہ مٹھائی کا ذائقہ ورنگ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ تو بڑی اچھی چیز ہے اور ان مضرتوں پر نظر نہیں کرتا جو اس میں مخفی ہیں اور جن کو ماں باپ سمجھتے ہیں اور اس لیے روکتے ہیں اور وہ ان خیر خواہوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے، حالاں کہ ان رسوم میں جو خرابیاں ہیں وہ زیادہ پوشیدہ اور مخفی نہیں ہیں، بلکہ اکثر لوگ ان خرابیوں کے مقر اور ان کی وجہ سے پریشان ہیں۔ مگر "مرگِ انبوہ" کے طور پر سب خوشی خوشی اس کو کرتے ہیں اور ناصح سے منقبض ہوتے ہیں۔ سو ان میں ایک رسم اولاد کے پیدا ہونے کے وقت کی ہے جس میں یہ مفاسد ہوتے ہیں: (۱)

---

(۱) ما يتوصل به إلى الحرام فهو حرام. (الفقه الاسلامي وأدلته: ۲۸۰/٤، الهدي/ انترنيشنل)

﴿پہلا بچہ میکہ میں ہو﴾

ا۔ یہ ضروریات سے سمجھا جاتا ہے کہ حتی الامکان پہلا بچہ باپ کے گھر ہونا چاہیے، جس میں بعض اوقات جب وہ عورت سسرال میں موجود ہو، قریب زمانہ میں باپ کے گھر بھیجنے کی پابندی میں یہ تمیز نہیں رہتی کہ آیا یہ سفر کے قابل بھی ہے یا نہیں، جس سے بعض اوقات کوئی بیماری لگ جاتی ہے، حمل کو نقصان پہنچتا ہے، مزاج میں ایسا تغیر واقع ہوتا ہے کہ اس کو اور بچہ کو مدت تک بھگتنا پڑتا ہے۔ بلکہ اہلِ تجربہ کا قول ہے کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانۂ حمل کی بد احتیاطیوں سے ہوتی ہیں۔ غرض دو جانوں کا اس میں نقصان پیش آتا ہے۔ پھر یہ کہ ایک امرِ غیر ضروری کی اس قدر پابندی کہ ٹلنے نہ پائے، اپنی طرف سے ایک جدید شریعت تصنیف کرنا ہے، بالخصوص جب کہ اس کے ساتھ یہ عقیدہ ہو کہ اس کے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہوگی یا ہماری بدنامی ہوگی۔ اعتقادِ نحوست تو شعبہ شرک کا ہے کہ غیر اللہ کو نافع یا ضار سمجھے، اسی واسطے اس کی صاف نفی آئی ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں۔

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔ اور بدنامی کا اندیشہ یہ شعبہ تکبر کا ہے، جس کا حرام ہونا قرآن وحدیث میں منصوص ہے۔ اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں اسی ننگ وناموس کی بدولت طوقِ گلو ہوگئی ہیں۔(۱)

==وكل ما أدى إلى ما لا يجوز، لا يجوز/(شامي: ۹/۵۱۹، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)
والوسيلة إلى الحرام حرام. (بدائع الصنائع: ۴/۲۹۱، كتاب الاستحسان، زكريا)

(۱) ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة. (سورة البقرة، رقم الآية: ۱۹۵)

قال ابن المنير: فيه أن المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها. (فتح الباري ۲/۳۹۶، ۳/۴۳۰، تحت رقم الحديث: ۸۵۲، اشرفيه)

عن ابن عمر رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا عدوى ولا طيرة والشوم في ثلاث في المرأة والدار والدابة. (صحيح البخاري: ۲/۸۵۶، رقم: ۵۷۵۳، باب الطيرة، كتاب الطب)

﴿بچہ کی پیدائش کے بعد ٹوٹکے کرنا موجب شرک ہے﴾

۲۔ بعض جگہ قبل پیدائش چھاج یا چھلنی میں کچھ اناج اور سوا پیسہ مشکل کشا کے نام کا رکھا جاتا ہے، یہ صریح شرک ہے۔(۱)

﴿بطور فخر یا جبراً لینادینا﴾

۳۔ بعد پیدائش کے گھر والے کے ساتھ کنبہ کی عورتیں بھی بطور نیوتہ کے کچھ جمع کرکے دائی کو دیتی ہیں اور ہاتھ میں نہیں دیتیں، بلکہ ٹھیکری میں ڈال دیتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے، یہ کون سا طریقہ دینے کا معقول ہے کہ ہاتھ کو چھوڑ کر ٹھیکری میں ڈالا جائے؟ اور اگر ٹھیکری میں نہ ڈالیں، ہاتھ میں دیں تب بھی غور کرنے کی بات ہے کہ ان دینے والوں کا مقصود اور نیت کیا ہے؟

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی اس وقت کی تو خبر نہیں کہ کیا مصلحت ہو، شاید بوجہ

==عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: الطيرة شرك وما منا إلا ولكن الله يذهبه بالتوكل (مسند أحمد ۱/۳۸۸، رقم: ۳۶۸۷)

من اعتقد أن شيئاً سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أي شركا جليا وقال القاضي: إنما سماها شركا لأنهم كانوا يرون مايتشاءمون به سببا مؤثرا في حصول المكروه. (مرقاة: ۹/۶-۷، باب في انفال والطيرة، الفصل الثاني، ملتان)

إن الله لا يحب كل مختال فخور (سورة لقمان، رقم الآية: ۱۸)

(۱) فلا تدعوا مع الله أحدا. (سورة الجن، الآية: ۱۸)

والمعنى أن الله تعالى يحب أن يوحد ولا يشرك به أحداً. (روح المعاني: ۱۶/۱۵۷، زكريا)

من اعتقد أن شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أي شركا جليا. (مرقاة: ۹/۶-۷، باب الفال والطيرة، ملتان)

قد اتفق أهل التوحيد على تحريم التطير ونفي تأثيره في حدوث الخير أو الشر لما في ذلك من الاشراك بالله في تدبير الأمور. (الموسوعة الفقهية: ۱۲/۱۸۳، كويت)

مسرتِ طبعی کے ہو کہ سب عزیزوں کا دل خوش ہوا، بطورِ انعام کے سب نے کچھ دے دیا۔ مگر اب تو یقینی بات ہے کہ خواہ مسرت ہو یا نہ ہو ضرور دینا ہوتا ہے۔ بعض عورتیں کنبہ کی نہایت مفلس اور نادار، مگر باصرار ان کو بلایا جاتا ہے، اگر نہ جاویں تو تمام عمر شکایت گائی جاوے اور اگر جاویں تو اُٹھنّی چونّی کا انتظام کر کے لے جاویں، نہیں تو بیبیوں میں سخت ذلت اور شرمندگی ہے۔ غرض جاؤ اور جبراً قہراً دے کر آؤ۔ کیسا صریح ظلم ہے کہ گھر بلا کر لوٹا جائے۔ بجائے مسرت کے بعضوں کو پورا جبر گزرتا ہے، مگر یہ امکان نہیں کہ ٹیکس نہ ادا کیا جائے۔ سرکاری مال گزاری میں اکثر مہینوں کی دیر ہو جاتی ہے، مگر اس میں ایک منٹ کا توقف نہیں ہوتا، بلکہ میعاد سے پہلے مہیا کر لینا واجب ہے۔ فرمایئے کہ اس طرح اور اس نیت سے مال کا خرچ کرنا یا لینے والے کو یا گھر والوں کو اس لینے دینے کا باعث بننا کہاں جائز ہے؟ کیوں کہ دینے والے کی نیت تو محض تعزّز و ترفّع ہے، جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ ''جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے گا قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا لباس پہناویں گے''(۱) یعنی جو کپڑا خاص شہرت کی نیت سے پہنا جاوے۔ معلوم ہوا کہ کوئی کام شہرت کی غرض سے کرنا جائز نہیں۔ یہاں تو خاص یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہیں گے کہ فلاں نے یہ دیا، ورنہ مطعون کریں گے کہ ایسے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ دینے والے کو تو یہ گناہ۔

اب لینے والے کو سنیے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ''کسی مسلمان کا مال حلال نہیں بدون اس کے دل کی خوشی کے'' جب ایک شخص نے جبرًا کراہیت سے دیا، لینے والے کو لینے کا گناہ

---

(۱) عن ابن عمر - قال فی حدیث شریك یرفعه - قال ''من لبس ثوب شهرة ألبسه الله یوم القیامة ثوبا مثله''. زاد عن أبی عوانة ''ثم تلهب فیه النار''. (أبو داود: ۲/۵۵۸، رقم: ٤٠٢٩، باب في لبس شهرة، کتاب اللباس، ابن ماجه، ص: ۲۵۷، رقم: ۳٦٠٦، باب من لبس شهرة من الثیاب، کتاب اللباس)
غرض اللابس ومقصده بهذ اللباس الشهره إما بإعتبار التفاخر والخیلاء أو بإعتبار التزهد. (بذل المجهود: ۱۲/۵۸، دار البشائر)

ہو اور دینے والا با وسعت ہے اور اس کو جبر بھی نہیں گذرا، مگر غرض تو اس کی بھی وہی ترفع اور افتخار ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے جو فخر کے لیے کھانا کھلاویں۔(۱)

﴿ریاکار کی دعوت قبول کرنا بھی ممنوع ہے﴾

غرض ایسے شخص کا کھانا یا اس کی چیز لینا بھی ممنوع ہے، کیوں کہ اس میں اس کی معصیت کی اعانت ہے اور اعانتِ معصیت خود معصیت ہے۔ غرض لینے والا بھی گناہ سے نہ بچا۔(۲)

اب گھر والوں کو لیجیے کہ وہی لوگ بلا بلا کر باعث اس معصیت کا ہوئے۔ غرض

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال قال رسول الله ﷺ: ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا ألا لا تظلموا أنه لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان: ۳۸۷/٤، رقم: ٥٤٩٢، دار الكتب العلمية)
كان ابن عباس يقول أن النبي ﷺ نهى عن طعام المتبارئين أن يؤكل (أبو داود ٥٢٧/٢، رقم: ٣٧٥٤، باب في طعام المتبارئين، أول كتاب الأطعمة)
لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (البحر الرائق: ٦٨/٥، فصل في التعزير، كتاب الحدود، زكريا، شامي: ١٠٦/٦، زكريا)

(۲) كان ابن عباس يقول: أن النبي ﷺ نهى عن طعام المتبارئين أن يؤكل. (أبو داود: ٥٢٧/٢، رقم: ٣٧٥٤، باب في طعام المتبارئين، أول كتاب الأطعمة)
ولا تعاونوا على الاثم والعدوان. (سورة مائدة، الآية: ٢)
وينهاهم الله عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم. (تفسير ابن كثير: ٤٥٣/٢، زكريا)
عن عمران بن حصين قال: نهى رسول الله ﷺ عن اجابة طعام الفاسقين. (المعجم الكبير للطبراني: ١٦٨/١٨، رقم: ٣٧٦، دار احياء التراث)
وكل ما أدى إلى ما لا يجوز، لا يجوز. (شامي: ٥١٩/٩، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)
المعروف بالعرف كالمشروط شرطاً. (قواعد الفقه، ص: ٨٢، نعيميه ديوبند، قاعده: ٣٣٤، شامي: ٦٩٦/٥، زكريا)

اچھا نوتہ پڑا کہ سب کو گناہ میں نوت دیا۔ اور رسمِ نوتہ کی اکثر تقریبات میں ادا کی جاتی ہے جس میں علاوہ مفاسد مذکورہ کے یہ خرابی ہے کہ حسبِ قاعدہ ''اَلْمَعْرُوْفُ كَالْمَشْرُوْطِ'' یہ تو طے ہوگیا کہ یہ قرض ہے اور بلا ضرورت قرض لینا ممنوع ہے، اور نوتہ میں کچھ ضرورت نہیں ہوتی۔

ثانیاً: وقت وسعت کے ادا کر دینا چاہیے۔ اگر نوتہ کا بدل کوئی شخص اگلے دن دینے لگے تو ممکن نہیں کہ کوئی شخص قبول کر لے۔ ثالثاً گنجائش ہو یا نہ ہو، مگر اس کا ادا کرنا لازم ہے، غرض تینوں حالتوں میں شریعت کی مخالفت کی جاتی ہے، اس لیے یہ رسم نوتہ کی جس طرح متعارف ہے جائز نہیں۔(۱)

کچھ اور رسومات

۴۔ پھر نائن گود میں کچھ اناج ڈال کر سارے کنبہ اور برادری میں بچہ کا سلام کہنے جاتی ہے اور وہاں سب عورتیں اس کو کچھ اناج دیتی ہیں۔ اس میں بھی وہی خیالات اور نیتیں ہیں جو نمبر (۳) میں مذکور ہوئی ہیں۔(۲)

۳۶ تہانبہ

۵۔ گھر پر سب کمینوں کو حق دیا جاتا ہے جس کو ''۳۶ تہانبہ'' کہتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ تو خدمت گذار ہیں، ان کو تو خواہ حق سمجھ کر یا انعام سمجھ کر دیا جائے تو مضایقہ نہیں، بلکہ

---

(۱) المعروف بالعرف كالمشروط شرطاً. (قواعد الفقه، ص:۸۲، نعیمیه دیوبند، قاعده: ۳۲٤، شامي:٥/٦٩٦، زكريا)
وما آتيتم من ربا ليربوا في أموال الناس فلا يربوا عند الله (سورة الروم، رقم الآية:۳۹)

(۲) ما يتوصل به إلى الحرام حرام. (الفقه الإسلامي وأدلته:٤/٢٨٠، الهدي انترنيشنل)
لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (البحر الرائق:٥/٦٨، زكريا)

مستحسن ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ اپنی گنجائش کا لحاظ رکھے۔ یہ نہیں کہ مطعون ہونے کے اندیشہ سے خواہی نخواہی قرض لے کر گو سودی ملے، اپنی زمین، باغ کو فروخت کرے، یا گروی رکھے گا، اگر ایسا کرے گا تو بوجہ ارتکابِ ریا و نمود کے یا بلا ضرورت قرض لے کر لوگوں کے مال تلف کرنے کے اور سود دینے کے جو کہ گناہ میں سود لینے کے برابر ہے یا تکبر وافتخار کے جو نصّاً حرام ہے یا اسراف کے، جس کی حرمت بھی منصوص ہے، ان وجوہ سے ضرور گنہگار ہوگا۔ خیر یہ تو خدمت گزاروں کے انعام میں گفتگو تھی۔(۱)

﴿جبراً کسی کا مال لینا جائز نہیں﴾

بعض کمین وہ ہیں جو کسی مصرف کے نہیں، نہ وہ کوئی خدمت کریں، نہ کسی کام آویں، نہ

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أن رسول الله ﷺ قال: إذا جاء خادم أحدكم بطعامه قد كفاه حرّه حرّه وعمله فإن لم يقعده معه لأكل، فليناوِلْه أكلة من طعامه. (مسند أحمد: ۴۰۶/۲، رقم: ۹۲۶۹، مسند أبي هريرة، صحيح البخاري: ۳۴۷/۱، رقم: ۲۵۵۷، باب إذا أتاه خادمه بطعامه، كتاب العتق، صحيح مسلم: ۵۲/۲، رقم: ۱۶۶۳، باب اطعام المملوك إلخ، كتاب الإيمان)

وفي هذا الحديث الحث على مكارم الأخلاق والمواساة في الطعام لا سيما في حق من صنعه أو حمله لأنه ولي حره ودخانه (شرح النووي على المسلم: ۵۲/۲)

وإنما كره ذلك (التباري) فما فيه من الرياء والمباهاة ولأنه داخل في جملة ما نهى عنه في أكل المال بالباطل. (بذل المجهود: ۴۸۲/۱۱، تحت رقم الحديث: ۳۷۵۴، دار البشائر)

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (البحر الرائق: ۶۸/۵، فصل في التعزير، كتاب الحدود، زكريا، شامي: ۱۰۶/۶، زكريا)

مايتوصل به إلى الحرام فهو حرام. (الفقه الإسلامي وأدلته: ۲۸۰/۴، الهدى انترنيشنل)

وأحل الله البيع وحرم الربوا. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۷۵)

ولاتبذر تبذيرا إن المبذرين كانوا إخوان الشاطين. (سورة الاسراء، رقم الآية: ۲۶-۲۷)

من أخذ أموال الناس يريد أداءها أدى الله عنه ومن أخذ يريد اتلافها اتلفه الله. (صحيح البخاري: ۳۶۱/۱، رقم: ۲۳۸۷، باب من أخذ أموال الناس يريد أداءها أو تلافها. كتاب الاستقراض)

اس سے کوئی ضرورت متعلق، مگر قرض خواہوں سے بڑھ کر تقاضا کرنے کو موجود اور خواہی نخواہی ان کو دینا ضرور، اس میں بھی جو خرابیاں اور وجوہ معصیت کے دینے والوں اور لینے والوں کے لیے جمع ہیں، ان کا بیان اوپر آچکا ہے، حاجتِ اعادہ نہیں۔(۱)

علاوہ بریں جب ان کا کوئی حق واجب نہیں، ان کو دینا محض احسان ہے اور احسان میں زبردستی حرام ہے۔ اور اس رسم کو جاری رکھنا تایید فعلِ حرام کی ہے اور حرام کی تایید بھی حرام ہے۔(۲)

دودھی دھلائی

۶۔ پھر دھیانیوں کو دودھی دھلائی کے عنوان سے کچھ دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی ضروری سمجھنا اور جبراً قہراً دینا یا اگر خوشی سے دیا تو ناموری اور سرخروئی کے لیے دینا سب ظلمتیں موجود ہیں اور کفار کے ساتھ تشبّہ جدا رہا جس سے اس میں بھی جواز کی

---

(۱) وقال عامة العلماء إن من ملك قوت يومه وما يستر به عورته يحرم عليه السوال وكذا الفقر القوي المكتسب يحرم عليه السوال. (هامش الصحيح البخاري:۱/۲۷۸)

عن النبي ﷺ قال: لا يحل لمسلم أن يأخذ مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان:٤/۳۸۷، رقم:۵٤۹۲، دار الكتب العلمية)

مايتوصل به إلى الحرام فهو حرام. (الفقه الإسلامي وأدلته:٤/۲۸۰، الهدى انتر نيشنل)

(۲) الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهية. (سعايه فيصل:۲/۲٦۵)

كل مباح يؤدى إلى زعم الجهال سنية امر أو وجوده فهو مكروه. (تنقيح الفتاوى الحاويه: ۲/۵۷٤، دار الكتب العلمية، بيروت)

وفيه ترك بعض الأمور المختارة والصبر على بعض المفاسد خوفاً من أن تترتب على ذلك مفسدة أعظم منه. (شرح النووي على صحيح مسلم:۲/۳٦۱)

عن عمرو بن يثربي قال خطبنا رسول الله ﷺ فقال: ألا ولا يحل لامرئ من مال أخيه شيئ إلا بطيب نفس منه. (مسند احمد:۵/۱۱۳، رقم:۲۱۰۸۲)

ماحرم فعله حرم طلبه (قواعد الفقه، قاعده:۲۹۲، ص:۷۷، نعيميه.

گنجائش نہیں ہو سکتی۔(۱)

﴿اچھوانی(۲) وغیرہ کے متعلق رسومات﴾

۷۔ اچھوانی پھر گوند اور پنجیری(۳) سارے کنبہ اور برادری میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس میں بھی اس قدر مفاسد اور نماز روزہ سے بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علت موجود ہے۔ بالخصوص پنجیری میں اناج کی ایسی بے قدری ہوتی ہے کہ الٰہی توبہ! تقریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے اور وہ کسی کے منہ تک بھی نہیں جاتی، پھر اناج کی ایسی بے ادبی کہیں جائز نہیں ہو سکتی۔(۴)

---

(۱) وفيه ترك بعض الأمور المختار والصبر بعض المفاسد خوفاً من أن تترتب على ذلك مفسدة أعظم منه. (حاشيه صحيح مسلم:۲/۳۲۱)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (شامي:۹/۵۱۹، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاوى:۲/۵۷۴، دار الكتاب العلمية، بيروت)

إن من أصر على أمر مندوب وجعل عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (طيبي:۲/۴۴۶، بحواله محموديه ۲/۲۲۰، زكريا)

(۲) ایک قسم کا حریرہ جو زچہ کو دیا جاتا ہے (فیروز اللغات، صگ ۷۲)

(۳) پنجیری: پانچ چیزوں مثلاً سوجی، گھی، گوند، میوہ، سونٹھ سے مرکب خشک بھر بھرا حلوہ۔ (فیروز اللغات، ص:۳۰۴)

(۴) قال رسول الله ﷺ: "لا يزيد في العمر إلا البر، ولا يرد القدر إلا الدعاء، وإن الرجل ليحرم الرزق بالذنب يصيبه". (ابن ماجه، ص:۲۹۰-۲۹۱، باب العقوبات، كتاب الفتن)

الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهية. (سعايه:۲/۲۶۵، فيصل)

عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها قال: أكرموا الخبز وإن كرامة الخبز أن لا ينتظر به فأكله وأكلنا. (مستدرك للحاكم:۴/۱۳۶، رقم:۷۱۴۵، كتاب الأطعمة، دار الكتب العلمية بيروت)

إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين، سورة اسراء:۲۷

﴿نائی کا اطلاعی خط﴾

۸۔ نائی اطلاعی خط لے کر بہو کی سسرال میں جاتا ہے اور وہاں اس کو کچھ انعام دیا جاتا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جو کام ایک پیسہ کے کارڈ میں نکل سکتا ہے، اس کے لیے خاص کر ایک آدمی کا جانا یہ کون سا امرِ معقول ہے۔ پھر خواہ سسرال میں کھانے کو میسر ہو یا نہ ہو مگر نائی صاحب کا قرض جو نَعُوْذُ بِاللّٰہ! خدا کے فرض سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے، ادا کرنا ضروری ہے، اور وہی ناموری کی نیت ہونا وغیرہ جو ظلمات ہیں وہ یہاں بھی رونق افروز ہیں، اس لیے یہ بھی جائز نہیں ہو سکتا۔(۱)

﴿سوا مہینہ نہانے کی رسمیں﴾

۹۔ پھر سوا مہینے کا چلّہ نہانے کے وقت، پھر سب عورتیں کنبہ کی جمع ہوتی ہیں اور کھانا وہاں ہی کھاتی ہیں اور رات کو کنبہ برادری میں دودھ چاول تقسیم ہوتے ہیں۔ بھلا صاحب! یہ زبردستی کھانے کی پخ(۲) لگانے کی کیا وجہ؟ دو قدم پر گھر، مگر کھانا کھائیں یہاں، وہی مثل "ماں نہ ماں میں تیرا مہمان"۔ ان کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت ناموری اور طعن و تشنیع سے بچنے کی، یہ دونوں وجہ اس کی ممانعت کے لیے کافی ہیں۔ اسی طرح دودھ چاول کی

---

(۱) إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين... إلخ. (سورة بني اسرائيل، الآية: ٢٦-٢٧)
وقال قتادة: التبذير: الانفاق في المعصية وفي غير الحق وفي الفساد. (تفسير ابن كثير ١٣٨/٤، زكريا، تحت رقم الآية: ٢٧، سورة بني اسرائيل)
والذين ينفقون أموالهم رئاء الناس... إلخ، سورة نساء، الآية: ٣٨
فإنه ذكر الممسكين المذمومين وهم البخلاء، ثم ذكر الباذلين المرائين الذين يقصدون بإعطائهم السمعة وأن يمدحوا بالكرم، ولا يريدون بذلك وجه الله. (تفسير ابن كثير: ٢٧٢/٢، زكريا، تحت رقم الآية: ٣٨، سورة نساء)

(۲) پخ لگانا: روک لگانا، جھگڑا لگانا، تکرار بیجا کرنا، شرط لگانا (فیروز اللغات، ص: ۲۸۶)

تقسیم یہ بھی محض لغو ہے۔ ایک بچے کے ساتھ تمام بزرگان مقطع کو شیر خوار بنانا ضرور کیا تھا۔
پس اس میں بھی وہی نام ونمود کا زہر اس رسم کے ممنوع ہونے کے لیے بس ہے۔(۱)

﴿نمازوں کا دیوالیہ﴾

۱۰۔ اس سوا مہینے تک زچہ کو نماز کی ہرگز توفیق نہیں ہوتی۔ بڑی بڑی پابندِ نماز بے پرواہی کرجاتی ہے۔ مسئلہ شرعیہ ہے کہ نفاس کے اقل درجہ کی کوئی حد نہیں، جس وقت خون بند ہوجاوے، فوراً غسل کرلے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کرکے نماز پڑھنا شروع کرے۔ ایک وقت کی فرض نماز بھی بلا عذر شرعی چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ "ایسا شخص دوزخ میں ہوگا، فرعون، ہامان اور قارون کے ساتھ"۔(۲)

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "من سمع الناس بعمله سمع الله به أسامع خلقه خلقه وحقره وصغره". (مسند أحمد: ۲/۱۶۳، رقم: ۶۵۰۹، مشكاة اشرفيه: ۴۵۴)
عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ: "ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه". (مسند أحمد: ۵/۷۳، رقم: ۲۰۹۷۱، مشكاة اشرفيه: ۱/۲۵۵)
عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: "من لبس ثوب شهرة ألبسه الله يوم القيامة ثوب مذلة".
(ابن ماجه: ۲۵۷، رقم: ۳۶۰۶، كتاب اللباس، باب من لبس شهرة من الثياب، أبو داود: ۲/۵۵۸، رقم: ۴۰۳۰، باب في لبس الشهرة، كتاب اللباس)
والذين ينفقون أموالهم رئاء الناس...، ثم ذكر الباذلين المرائين الذين يقصدون بإعطائهم السمعة وأن يمدحوا بالكرم، ولا يريدون بذلك وجه الله. (تفسير ابن كثير: ۲/۲۷۲، زكريا، تحت رقم الآية: ۳۸۰، سورة نساء)

(۲) ولا حد لا قله أي النفاس. (البحر الرائق: ۱/۳۸۰، كتاب الطهارت، زكريا)
وأقل النفاس لا حد له. (هدايه: ۱/۷۰، كتاب الطهارة، أشرفيه، بلال ديوبند ۱/۶۷)
وذكر شيخ الإسلام في مبسوطه اتفق أصحابنا على أن أقل النفاس ما يوجد فإنها كما ولدت إذا رأت الدم ساعة ثم انقطع الدم عنها فإنها تصوم وتصلي. (البحر الرائق: ۱/۳۸۰، زكريا)
عن أنس قال: كان رسول الله ﷺ "وقت للنفساء أربعين يوما، إلا أن ترى الطهر قبل ذلك". (ابن ماجه: ۱/۴۷، رقم: ۶۴۹، باب النفساء كم تجلس، كتاب الطهارة)

﴿چھوچھک(۱) کی رسمیں﴾

۱۱- پھر باپ کے گھر سے سسرال میں آنے کے لیے چھوچھک کی تیاری ہوتی ہے، جس میں حسبِ مقدور سب سسرال والوں کے جوڑے اور برادری کے لیے پنجیری اور لڑکی کے لیے زیور، برتن، جوڑے وغیرہ ہوتے ہیں۔ جب بہو چھوچھک لے کر سسرال میں آئی، وہاں سب عورتیں چھوچھک دیکھنے آتی ہیں اور ایک وقت کھانا کھاکر چلی جاتی ہیں۔ ان سب امور پر جو کچھ پابندی ہے کہ پابندیٔ فرائض سے بڑھ کر برتی جاتی ہے، اور وہی نیت نمائش وناموری کی ہونا وہ ظاہر ہے، جس میں حدودِ شرعیہ سے تجاوز اور تکبر وافتخار کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے، جس کے حرام ہونے میں آیات واحادیث بکثرت موجود ہیں۔(۲)

==وإن انقطع الدم قبل الأربعين و دخل وقت صلاة تنتظر إلى آخر الوقت ثم تغتسل في بقية الوقت وتصلي. (فتاوی تاتارخانیه:۱/۴۹٦، زکریا)

فتوضأ إن قدرت أو تيمم وتؤمي بصلاة ولا تؤخر. (الدر المختار مع الشامي:۱/۴۹٦، زكريا)

قال في البحر عن الظهيرة ولِمَ لم تصل تكون عاصية لربها. (الشامي:۱/۴۹٦، زكريا)

عن عبد الله بن عمرو عن النبي ﷺ: أنه ذكر الصلاة يوما فقال من حافظ عليها كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيامة ومن لم يحافظ عليها لم يكن له نور ولا برهان ولا نجاة وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبي بن خلف. (مسند أحمد بن حنبل: ۲/۱٦۸- ۱٦۹، رقم: ٦۵۷٦، مسند عبد الله بن عمرو)

(۱) چھوچھک: زچہ خانے کی ایک رسم، چھٹی (فیروز اللغات، ص:۵۵)

(۲) والتحقيق أنها إن كانت مما تندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وإن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة وإلا فهي من قسم المباح. (فتح الباري: ۴/۳٦۸، كتاب الصلاة، التراويح، باب من فضل من قام رمضان، أشرفيه: ۴/۲۹٦، شركة القدس، بيروت)

إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين. (سورة بني اسرائيل: ۲۷)

إن الله لا يحب كل مختال فخور (سورة لقمان: ۱۸)

﴿ولادت کے وقت مسنون آداب﴾

آدابِ مسنونہ تولّد کے وقت یہ ہیں کہ جب لڑکا پیدا ہو اس کو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی جائے اور کسی بزرگ متقی سے تھوڑا چھوہارا چبوا کر اس کے تالو کو لگا دیا جائے اور باقی تمام امور مذکورہ یا اذان کی مٹھائی، یہ سب فضول، غیر معقول اور مکروہ ہیں۔(۱)

==والذين ينفقون أموالهم رئاء الناس... ، ثم ذكر الباذلين المرائين الذين يقصدون بإعطائهم السمعة وأن يمدحوا بالكرم، ولا يريدون بذلك وجه الله. (تفسير ابن كثير: ۲/۲۷۲، زكريا، تحت رقم الآية: ۳۸، سورة نساء)

(۱) عن عبيد الله بن أبي رافع عن ابيه قال: رأيت رسول الله ﷺ أذن في أذن الحسن بن علي حين ولدته فاطمة بالصلاة. (ترمذي: ۱/۲۷۸، رقم: ۱۵۱٤، أبواب الأضاحي، باب الأذان في أذن المولود، أبوداود: ۲/۶۹۶، رقم: ۵۱۰۵، كتاب الأدب، باب في الصبي يولد فيؤمنون في أذنه)

وفي شرح السنة: روي أن عمر بن عبد العزيز - رضي الله عنه - كان يؤذن في اليمنى ويقيم في اليسرى إذا ولد الصبي. قلت: قد جاء في مسند أبي يعلى الموصلي، عن الحسين رضي الله عنه مرفوعا: "من ولد له ولد فأذن في أذنه اليمنى وأقام في أذنه اليسرى لم تضره أم الصبيان". (مرقاة المفاتيح: ۸/۸۱، كتاب الصيد والذبائح، مكتبة فيصل، ۸/۱۵۹، أشرفيه)

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: أول مولود ولد في الإسلام عبد الله بن الزبير أتوا به النبي ﷺ "فأخذ النبي ﷺ تمرة فلاكها، ثم أدخلها في فيه، فأول ما دخل بطنه ريق النبي ﷺ". (صحيح البخاري: ۱/۵۵۶، رقم: ۳۷۷۲، كتاب مناقب الأنصار)

فصلِ دوم: عقیقہ کی رسومات کے بارے میں

عقیقۂ مسنونہ

من جملہ ان کے وہ رسوم ہیں جو عقیقہ کے ساتھ برتی جاتی ہیں۔ اس روز لڑکے کے لیے دو بکرے لڑکی کے لیے ایک ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچا یا پکا تقسیم کردینا اور بالوں کے برابر چاندی وزن کرکے تقسیم کردینا، بس یہ سنت و مستحب ہے۔ باقی جو فضولیات اس میں تصنیف ہوئے ہیں ملاحظہ کے قابل ہیں۔(۱)

عقیقہ میں التزام مالا یلزم

۱۔ برادری اور کنبہ کے مرد جمع ہوکر بعد مُوتراشی بچہ کی کٹوری میں بطورِ نوتہ کے نقد ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ عرفاً صاحبِ خانہ کے ذمہ سمجھا جاتا ہے، جس کا ایسے ہی موقع پر ادا کرنا، وہی پابندی ہے کہ اگر پاس نہ ہو تو قرض لو، گو سودی ملے، جو سراسر تعدّیِ حدودِ شرعی سے ہے۔ اور وہی نیت ناموری اور طعن و الزام سے بچنے کی جو شعبہ تکبر حرام کا ہے۔ اور عجب بات یہ ہے کہ قرض کا قاعدہ یہ ہے کہ آدمی حاجت کے وقت لیتا ہے اور گنجائش کے وقت ادا کرتا ہے۔ یہ عجیب قرض ہے کہ خواہ حاجت ہو یا نہ ہو مقروض بنو، اور پھر جس وقت ادا کرنا چاہو ادا نہ کرسکو۔ اگر کوئی اگلے دن نوتہ کا روپیہ ادا کرنے کے لیے جائے،

---

(۱) أن أم كرز أخبرته، أنها سألت رسول الله ﷺ عن العقيقة، فقال: عن الغلام شاتان، وعن الجارية واحدة، لايضركم ذكرانا كن أم إناثا. هذا حديث صحيح. (ترمذي:۱/۲۷۸، رقم:۱۵۱۶، باب الأذان في أذن المولود، أبواب الأضاحي، أبو داود:۲/۳۹۲، رقم:۲۸۳۵، باب في العقيقة، كتاب الضحايا)

عن علي بن أبي طالب قال: عق رسول الله ﷺ عن الحسن بشاة، وقال: يا فاطمة، احلقي راسه، وتصدقي بزنة شعره فضة، قال: فوزنته فكان وزنه درهما أو بعض درهم. (ترمذي:۱/۲۷۸، رقم: ۱۵۱۹، باب العقيقة بشاة، أبواب الأضاحي)

توصاحب نوتہ ہرگز ہرگز نہ لے اور یہی کہے کہ ہم نے کیا آج لینے کے واسطے دیا تھا۔ ہمارے یہاں جب کوئی تقریب ہوگی تو دے دینا۔(۱)

﴿بلاضرورت شدیدہ قرض لینا﴾

سواحادیث میں جودَین کے باب میں وعیدیں آئی ہیں، اس سے مراد وہی قرض ہے جو بلا حاجت ہو، خواہ مخواہ بے ضرورت مقروض ہونا، بلاشک مرضی شارع کے خلاف ہے۔(۲)

﴿ہدیہ بہ نیت واپسی﴾

پھر ایک شخص ایک حق واجب سے سبکدوش ہونا چاہے اور اس کو کوئی شخص گراں بار

---

(۱) وما آتيتم من ربا ليربو في أموال الناس فلا يربوا عند الله (سورة الروم، رقم الآية: ۳۹)
والتحقيق أنها إن كانت مما تندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وأن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة وإلا فهي من قسم المباح. (فتح الباري: ۲۶۸/٤، كتاب الصلاة، التراويح، باب من فضل من قالم رمضان، أشرفيه، ۲۹٦/٤، شركة القدس، بيروت)
كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۵۷٤/۲، بيروت)
إن من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال. (محموديه: ۲۲۰/۵، بحواله طيبي: ٤٤٦/۲)
وَمَا آتَيْتُم مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللهِ، وقال: زيادة محرمة فى المعاملة او عطية مباحة من هدية او هبة يتوقع بها مزيد مكافاة. (تفسير مظهري: ۲٤۲/۷، سورۂ روم تحت آیت: ۳۹، زكريا)
(۲) عن أبي موسى الأشعري عن النبي ﷺ قال: ان أعظم الذنوب عند الله عز و جل ان يلقاه عبد بها بعد الكبائر التي نهى عنها ان يموت الرجل وعليه دين لا يدع قضاء. (مسند أحمد بن حنبل: ۳۹۲/٤، رقم: ۱۹٤۹۵، أبو داود: ۲/٤۷۵- ٤۷۷، رقم: ۳۳٤۲، باب في التشديد في الدين، كتاب البيوع والاجارات)
(والدين) ضمه ما اقبح الجنايات واشبع السيئات دليل على أنه منهما وهو دين لزمه باختياره ولم ينو أداءه.... وفيه التحذير عن كثرة التدين والتقصير في أدائه... وإنما هو بسبب عارض من تضييع حقوق الناس. (مرقاة المفاتيح: ۱٦/٦- ۱۷، باب الافلاس والانظار، باب الاحتكار، اشرفيه ديوبند)

رکھنے کی کوشش کرے تو یہ بھی امرِ مذموم ہے۔ سو اس نوتہ کی رسم میں یہ دونوں خرابیاں ہیں: ایک لینے والے کے واسطے، دوسری دینے والے کے واسطے۔(۱)

پیسوں کی جبراً وصولی

۲۔ دھیانیاں یہاں بھی وہی اپنا حق جو واقع میں ناحق ہوتا ہے لیتی ہیں، جس میں تشبہ بالکفار کے علاوہ یہ خرابیاں ہیں۔(۲)

دکھاوے کے لیے خرچ کرنا

الف۔ دینے والے کی نیت فاسد ہونا، کیوں کہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض اوقات گنجائش نہیں ہوتی اور دینا گراں گزرتا ہے، مگر صرف اس وجہ سے کہ نہ دینے میں طعن وخجالت ہوگی دینا پڑتا ہے۔ اسی کو ریاو نمود کہتے ہیں اور ریاو شہرت کے لیے مال خرچنا حرام ہے۔(۳)

---

(۱) وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللهِ، وقال: زيادة محرمة في المعاملة او عطية مباحة من هدية او هبة يتوقع بها مزيد مكافاة. (تفسير مظهري: ۲۴۲/۷، سورة روم تحت آيت: ۳۹، زكريا)

(۲) عن عمر بن يثربي قال خطبنا رسول الله ﷺ فقال ألا لا يحل لامرئ من مال أخيه شيئ إلا بطيب نفس منه. (مسند أحمد: ۱۱۳/۵، رقم: ۲۱۰۸۲)

الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة. (السعايه: ۲۶۵/۲، فيصل)

وقال القاري: من تشبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره أو بالفساق والفجار... فهو منهم (مرقاة: ۲۵۵/۸، كتاب اللباس، ملتان)

(۳) عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ قال الله عز وجل: أنا خير الشركاء من عمل لي عملا فأشرك فيه غيري فأنا منه بريء وهو للذي أشرك. (مسند أحمد: ۴۳۵/۲، رقم: ۹۶۱۹، مسند أبي هريرة)

ولا تبذر تبذيرا: وقال الآلوسي رحمه الله: نهى عن صرف المال إلى من لا يستحقه فإن التبذير إنفاق في غير موضعه... إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين... والصرف في المعاصي فإنهم كانوا ينحرون الإبل ويتيسا سرون عليها ويبذرون أموالهم في السمعة وسائر ما لا خير فيه من المناهي والملاحي أو القرين كما سبق أيضا. (روح المعاني: ۹۰/۹، زكريا، سورة الاسرى تحت آية: ۲۷، زكريا)

﴿تبرع میں جبر ممنوع ہے﴾

ب۔ لینے والے کی یہ خرابی کہ دینا فی ذاتہ تبرّع ہے اور تبرّعات میں شرعاً جبر حرام ہے۔ اور یہ بھی شرعاً جبر ہی ہے کہ وہ اگر نہ دے اس پر لعن وطعن ہو، بدنام ہو، خاندان بھر میں نکّو بنے۔ اور اگر خوشی سے بھی دے تب بھی شہرت اور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے جس کی ممانعت قرآن وحدیث میں صاف صاف مذکور ہے۔(۱)

﴿دیگر رسومات﴾

۳۔ پنجیری کی تقسیم کا فضیحت یہاں بھی ہے جس کا نامعقول ہونا اوپر مذکور ہوچکا ہے اور طلبِ شہرت وریا کی وجہ سے ممنوع ہونا بھی ظاہر ہے اور یہی خرابیاں اس رسم میں ہیں جو دانت نکلنے کے وقت شائع ہے کہ کنبہ میں گھونگھنیاں(۲) تقسیم ہوتی ہیں اور ان کا ناغہ ہوجانا فرض وواجب کے ناغہ ہوجانے سے بڑھ کر مذموم وعیب سمجھا جاتا ہے، اور اسی طرح وہ رسم جو دودھ چھوڑنے کے وقت رائج ہے، مبارکباد کے لیے عورتوں کا جمع ہونا اور خواہی نخواہی ان کی دعوت ضروری ہونا اور کھجوروں کا برادری میں تقسیم ہونا، غرض یہ سب ایک حالت میں ہیں۔(۳)

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ: "ألا لا تظلموا ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه". (مشكاة: ۱/ ۲۵۵، كتاب البيوع، زكريا، مسند أحمد: ۵/ ۷۲، رقم: ۲۰۹۷۱)

قال الخطابي: معناه من عمل عملا على غير إخلاص وإنما يريد أن يراه الناس ويسمعوه جوزي على ذلك بأن يشهره الله ويفضحه ويظهر ما كان يبطنه. (فتح الباري: ۱۱/ ۳۸٤، شركة القدس تحت حديث ٦٤٩٩)

(۲) گھونگھنی: ابلے ہوئے چنے، گیہوں وغیرہ (فیروز اللغات، ص: ۱۱۳۴)

(۳) ان من أصر على أمر مندوب أو جعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال. (طيبي: ۲/ ٤٤٦)

والذين ينفقون أموالهم رئاء الناس... ، ثم ذكر الباذلين المرائين الذين يقصدون باعطائهم السمعة وأن يمدحوا بالكرم، ولا يريدون بذلك وجه الله. (تفسير ابن كثير: ۲/ ۲۷۲، زكريا، تحت رقم الآية: ۳۸۰، سورة نساء)

إن الزائد الذي لايلق بحال المنفق اسراف. (فتح الباري: ۱۰/ ٤۷۱، كتاب الأدب)

﴿فصلِ سوم: رسوماتِ مکتب کے بارے میں﴾

﴿بچوں کے مدرسہ، مکتب جانے کی عمر﴾

من جملہ ان رسوم کے مکتب کی رسم ہے، جس طرح اہتمام والتزام کے ساتھ لوگوں میں شائع ہے، اس میں یہ خرابیاں ہیں:

۱۔ چار برس چار مہینہ چار دن کا اپنی طرف سے مقرر کرلینا جس کی کوئی اصل صحیح نہیں پائی گئی، جیساکہ خاتمہ "مجمع البحار" میں شیخ علی متقی کا فتوی اس کے بے اصل ہونے میں منقول ہے۔ پھر اس کا ایسا اہتمام اور اصرار کہ جس طرح ہو اس کے خلاف نہ ہونے پائے اور عوام تو اس امر کو شرعی سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے عقیدہ میں فساد اور شریعت کے احکام میں ایک حکم کا ازدیاد (زیادتی) وایجاد لازم آتا ہے۔(۱)

﴿شیرینی کی تقسیم﴾

۲۔ تقسیمِ شیرینی کا لازم سمجھنا، اس طرح کہ اس کے ترک کو موجبِ بدنامی واہانت سمجھیں، تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ محض ادائے شکر مقصود نہیں، ورنہ ادائے شکر کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں سے جس کو چاہتا بے تکلف اختیار کرلیتا۔ کبھی کھانا کھلا دیتا، کبھی غریب محتاجوں کو غلہ یا نقد کپڑا تقسیم کردیتا، کبھی کسی مسجد یا مدرسہ میں ادا کردیتا اور کبھی جب

---

(۱) كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاوى الحامديه: ۵۷۴/۲، مسألة أمتي اعلام بتحريم شرب الدخان، فوائدشتى من الحظر والإباحة، دار الكتب العلمية، بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (صحيح البخاري: ۳۷۱/۲، رقم: ۲۶۹۷، باب إذا اصطلحوا على صلح جور، كتاب الصلح)

گنجائش نہ ہوتی زبانی شکر یا ایک آدمی کا کھانا دے کر اس پر اکتفا کرتا، تمام عمر ایک رواج کی پابندی کرنا صرف رواج کی وجہ سے ہے کہ اس کے خلاف کرنے سے لوگ مطعون کریں گے تو اس میں بھی وہی خرابی رِیا و نمود و اشتہار و افتخار کی موجود ہے۔(۱)

﴿سونے چاندی کے قلم سے لکھنا﴾

۳۔ بعض مقدور والے چاندی کی قلم دوات سے چاندی کی تختی پر لکھا کر بچہ کو اس میں پڑھواتے ہیں، سو چاندی کا استعمال خود کرنا یا دوسرے کو کرانا خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، سب حرام ہے۔(۲)

﴿بچوں کو غیر مشروع لباس پہنانا﴾

۴۔ بعض لوگ اس وقت بچہ کو غیر مشروع لباس پہناتے ہیں، ریشمی یا زری یا کسم

---

(۱) من أصر على أمر مندوب أو جعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الاخلال. (طيبي:۲/۴٤٦)
من عمل عملا على غير إخلاص وإنما يريد أن يراه الناس ويسمعوه جوزي على ذلك بأن يشهره الله ويفضحه ويظهر ما كان يبطنه. (فتح الباري: ۱۱/۳۸٤، تحت رقم الحديث: ٦٤۹۹، شركة القدس)

(۲) عن حذيفة رضي الله عنه قال نهانا النبي ﷺ أن نشرب في آنية الذهب والفضة وأن نأكل فيها وعن لبس الحرير والديباج وأن نجلس عليه. (صحيح البخاري: ۲/۸٦۸، رقم: ۵۸۳۷، باب افتراش الحرير، كتاب اللباس)
النهي عن لبس الحرير ليس من أجل نجاسة عينه بل من أجل أنه ليس من لباس المتقين. (فتح الباري:۱۰/۳۵۸، أشرفيه، ۱۰/۳۳٦، شركة القدس)
يحرم الذهب والحرير على ذكور أمته بلا قيد الحرية والبلوغ والاثم على ملبسهم لأنا أمرنا بحفظهم. (نفع المفتي، ص:۹۵)
ويكره أن يكتب بالقلم المتخذ من الذهب والفضة أو دواة كذلك. (كتاب الفقه: ۲/۱۹، الفقه الإسلامي وأدلته: ۳/۵۳۸، تاتارخانيه: ۱۸/۱۲۳، زكريا)

وزعفران کا رنگا ہوا۔ ایک گناہ یہ ہوا۔(۱)

﴿جبراً کسی کا مال لینا یا مجبوراً دینا خلاف شرع ہے﴾

۵۔ کمینوں اور دھیانیوں کا اس میں بھی فرض سے بڑھ کر حق سمجھا جاتا ہے، جو مر مار کے جس طرح ہو ادا کرو، ورنہ نکو بنو۔ جبراً کسی کے مال لینے کی یا ریاءً کسی کو دینے کی برائی اوپر گزر چکی ہے، یہ بھی موقوفی کے قابل ہے۔(۲)

﴿بچہ جب بولنے لگے تو اسے کیا سکھائیں؟﴾

پس جب لڑکا بولنے لگے اس کو کلمہ سکھلاؤ، جیسا "مجمع البحار" اور "شرح شرعۃ الاسلام" اور ابن السنی میں منقول ہے۔ اور "شرح شرعۃ الاسلام" میں ان آیتوں کی تلقین کو زیادہ کیا ہے: {فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ} آخر سورہ مومنون تک۔

---

(۱) عن البراء بن عازب رضي الله عنه قال أمرنا النبي ﷺ بسبع ونهانا عن سبع أمرنا باتباع الجنائز وعيادة المريض وإجابة الداعي ونصر المظلوم وإبرار القسم ورد السلام وتشميت العاطس ونهانا عن آنية الفضة وخاتم الذهب والحرير والديباج والقسي والإستبرق. (صحيح البخاري: ١٦٦/١، رقم: ١٢٣٩، باب الأمر باتباع الجنائز، كتاب الجنائز)

وما يحرم للرجال يحرم على الصبيان والغلمان لأن النص يحرم الذهب والحرير على ذكور أمته بلا قيد الحرية والبلوغ والاثم على ملبسهم لأنا أمرنا بحفظهم. (نفع المفتي والسائل: ٩٥)

ويكره يلبس الصبي الحرير وكذا الحلي والقرط والخلخال. (تاتارخانيه: ١٠٩/١٨، زكريا)

عن عبد الرحمن بن يزيد، قال: كنا عند عبد الله فجاء ابن له عليه قميص حرير، فقال: "من كساك هذا؟" قال: أمي، قال: فشقه، قال: "قل لأمك تكسوك غير هذا". (المعجم الكبير للطبراني: ١٥٧/٩، رقم: ٨٧٨٧، دار النشر)

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال قال رسول الله ﷺ الا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفسه منه. رواه البيهقي في شعب الإيمان: ٣٨٧/٤، رقم: ٥٤٩٢، دار الكتب العلمية بيروت، مشكاة، ص: ٢٥٥)

{هُوَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ} تاآخر سورۂ حشر۔ اور ایک روایت میں اس کی تعلیم آئی ہے: {وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا} ابن السنی نے اس کا حضور رسول مقبول ﷺ کے معمولات شریف سے ہونا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔(۱)

﴿بزرگوں سے بچوں کی بسم اللہ خوانی﴾

اور کسی متبرک بزرگ کی خدمت میں اس کو لے جاکر بسم اللہ کہلاؤ اور اس نعمت کے شکریہ میں اگر دل چاہے بلا پابندی جو توفیق ہے خفیہ طور سے راہِ خدا میں کچھ خیر خیرات کردو(۲)، باقی سب پکھنڈ ہیں۔(۳)

---

(۱) عن إبراهيم قال كانوا يستحبون أول مايفصح أن يعلموه لا إله إلا الله سبع مرات فيكون ذلك أول أول مايتكلم به. (مصنف عبد الرزاق: ٣٣٤/٤، رقم: ٧٩٧٧، باب مايستحب للصبي أ يعلم إذا تكلم، كتاب العقيقة)

رواه ابن السني في عمل اليوم والليلة مرفوعاً عن عمرو بن شعيب هكذا، ص: ٢٥٤، رقم: ٤٢٣، باب مايلقن الصبي إذا أفصح الكلام، دار ارقم، بيروت.

وعن أنس كان رسول الله إذا أفصح الولد من بني عبد المطلب علمه هذه الآية، وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولد. (عمل اليوم والليلة، ص: ٢٥٤، رقم: ٤٢٤، باب مايلقن الصبي إذا أفصح، دار ارقم، بيروت).

(۲) قال سمعت السائب بن يزيد يقول ذهبت بي خالتي إلى النبي ﷺ فقالت يارسول الله إن ابن أختي وجع فمسح رأسي ودعا لي بالبركة ثم توضأ فشربت من وضوئه ثم قمت خلف ظهره فنظرت إلى خاتم النبوة بين كتفيه مثل زر الحجلة. (صحيح البخاري: ٣١/١، رقم: ١٩٠، كتاب الوضوء)

فيه الدلالة على مسح رأس الصغير. (عمدة القاري: ٤٤٢/٢، زكريا، ٧٩/٣، دار الفكر)

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ سبعة يظلهم الله في ظله يوم لاظل إلا ظله... ورجل تصدق بصدقته فاخفاها حتى لاتعلم يمينه ماتنفق شما له. إلخ (صحيح مسلم: ٣٣١/١، رقم: ١٣٦، باب اخفاء الصدقة، كتاب الزكاة)

(۳) پاکھنڈ: دغا، فریب، چھل، کپٹ، بناوٹ، دکھاوا، تصنع۔ (فیروز اللغات، ص: ۲۶۵)

﴿فصلِ چہارم: ختنہ کی رسومات کے بارے میں﴾

من جملہ ان کے وہ رسوم ہیں جو ختنہ میں عوام نے اضافہ کررکھے ہیں

﴿ختنہ کی دعوت﴾

۱۔ لوگوں کو آدمی اور خطوط بھیج کر بلانا اور جمع کرنا، جو بالکل خلافِ سنت ہے۔

مسندِ احمد میں حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو کسی نے ختنہ میں بلایا، آپ نے تشریف لے جانے سے انکار فرمایا۔ آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی، آپ نے جواب دیا کہ ہم لوگ عہدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کبھی ختنہ میں نہ جاتے تھے اور نہ اس کے لیے بلائے جاتے تھے۔(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں جس امر کا اعلان ضروری نہیں اس کے لیے لوگوں کو جمع کرنا، بلانا خلافِ سنت ہے۔ اس میں بہت سی رسمیں آگئیں جن کے لیے لمبے چوڑے اہتمام ہوتے ہیں۔

﴿سترِ عورت فرض ہے﴾

۲۔ بعض موقع پر لڑکا قریب بلوغ کے ہوتا ہے، جس کا بدن مستور دیکھنا بجز ختنہ کرنے والے کے دوسروں کو بلا ضرورت حرام ہے۔ سب بے تکلف دیکھتے ہیں اور گنہگار ہوتے ہیں۔ اور ان گناہوں کا باعث بلانے والا ہوتا ہے۔(۲)

---

(۱) عن الحسن، قال: دعي عثمان بن أبي العاص إلى ختان، فأبى أن يجيب، فقيل له، فقال: إنا كنا لا نأتي الختان على عهد رسول الله ﷺ ولا ندعى له. (مسند إمام أحمد بن حنبل: ۲۱۷/۴، رقم: ۱۷۹۰۸)

(۲) والغلام الذي بلغ حد الشهوة كالبالغ كذا في الغياثية .... ويجوز النظر إلى الفرج للخاتن والقابلة وللطبيب عند المعالجة ويغض بصره ما استطاع كذا في السراجية. (هنديه: ۳۳۰/۵، قديم زكريا)

وما أدى إلى المحذور فهو محذور. (فتح الباري: ۴۷۰/۱۰، شركة القدس)

نوتہ ممنوع ہے

۳۔ کٹوری میں نوتہ پڑنے کا فضیحہ یہاں بھی ہے جس کی خرابیاں اسی باب کی فصلِ اول ودوم میں مذکور ہو چکی ہیں۔(۱)

بھات(۲) کا حکم

۴۔ بچہ کی نانہال کی طرف سے کچھ نقد وپارچہ دیا جاتا ہے جس کو عرف عام میں "بھات" کہتے ہیں، جس کی اصل فاسد ہے کہ کفارِ ہند اولادِ دختری کو میراث نہیں دیتے تھے۔ جاہل مسلمانوں نے ان کی دیکھا دیکھی یہ شیوہ اختیار کیا اور اگر فرضًا ان کی تقلید نہیں کی خود ہی یہ رسم ایجاد کی ہو تب بھی بری رسم ہے۔(۳)

کسی حق دار کا حق جس کو اللہ ورسول ﷺ نے مقرر فرمایا ہو اس کو نہ دینا اور بلا طیبِ خاطر ذی حق کے اس سے خود منتفع ہونا عقلاً وشرعًا ہر طرح سے برا ہے۔ غرض جب دختر کو میراث سے اس طرح محروم کیا تو طفل تسلی کے طور پر اس کا تدارک یہ اختراع کیا گیا کہ

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال قال رسول الله ﷺ: ألا لاتظلموا ألا لايحل مال أمرئ إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان: ۳۸۷/٤، رقم: ۵٤۹۳، مشكاة: ۲۵۵/۱)
الوسيلة إلى الحرام حرام (بدائع الصنائع: ۲۹۱/٤، زكريا)

(۲) بھات: جو سامان بطور امداد بھائی کی طرف سے بہن کے ہاں کسی تقریب میں بھیجا جائے (فیروز اللغات، ص: ۲۲۸)

(۳) عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ: من فر من ميراث وراثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة. (ابن ماجه، ص: ۱۹٤، رقم: ۲۷۰۳، باب الحيف في الوصية، كتاب الوصايا)
عن عائشة رضي الله عنه قالت: قال رسول الله ﷺ: من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد. (صحيح البخاري: ۳۷۱/۱، رقم: ۲٦۹۷، باب إذا اصطلحوا على صلح جور، كتاب الصلح)
لأن القول والفعل لاتقبل مالم توافق السنة. (إرشاد الطالبين: ۲/۸)

مختلف موقعوں اور تقریبوں میں ان کو کچھ دے دیا جایا کرے۔ گویا ان کا حق جو ہمارے ذمے تھا وہ اس بہانہ سے ادا ہو گیا۔ سو ظاہر ہے کہ اس طرح دینے دلانے سے ہرگز ان کا وہ حق ادا نہیں ہو سکتا، کیوں کہ ادائے حق کی شرعاً دو صورتیں ہیں: یا تو عین حق پہنچے جیسے کسی کا ایک روپیہ چاہتا ہو، روپیہ ہی دے دیا، ایک من غلہ چاہیے تھا، غلہ ہی دے دیا، یا دوسری صورت یہ ہے کہ عین حق کی دوسری شے ادا کی گئی ہو، سو یہ معاوضہ ہے۔ اس میں معاوضہ کی تمام شرائط جن کی رعایت شرعاً واجب ہے، موجود ہونا ضروری ہے جو کہ کتبِ فقہ کی کتاب البیع میں مذکور ہیں اور اگر دونوں صورتیں نہ ہوں تو اصل حق ذمے رہتا ہے۔ مثلاً: کسی شخص کے ذمے کسی کا روپیہ آتا ہو اور وہ اس کی دعوت کر کے اس میں ایک روپیہ کی شیرینی یا طعام کھلادے، ہر شخص جانتا ہے کہ اس سے وہ روپیہ ادا نہ ہوگا، بلکہ بدستور واجب رہے گا۔ ظاہر ہے کہ "بھات" میں جو دیا جاتا ہے وہ نہ عینِ حق ہے اور نہ اس میں معاوضہ کی شرائط جمع ہیں، یوں ہی من سمجھوتی ہے۔(۱)

غرض وجہ اس ایجاد کی یا تو رسمِ کفار کا اتباع ہے کہ وہ بھی حرام ہے اور یا بنا اس کی ظلم ہے کہ وہ بھی حرام ہے۔ دو خرابیاں تو اس کی یہ ہیں۔

ختنہ کے موقع پر چند خربیاں

تیسری خرابی اس میں یہ ہے کہ خواہ اس موقع پر ننہال والوں کے پاس ہو یا نہ ہو، ہزار جتن کرو، سودی قرض لو، کوئی چیز گروی رکھو، جس میں آج کل یا تو نقد سود دینا پڑتا ہے یا پیداوار

---

(۱) لأن القول والفعل لاتقبل مالم توافق السنة (رشاد الطالبين: ۲/۸)

ولاتبخسوا الناس اشيائهم (سورة الهود، رقم الآية: ۸۵) وقال الطبري: ولاتنقصوا الناس حقوقهم التي يجب عليكم (تفسير طبري: ۹۸/۷، تحت رقم الآية: ۸۵، سورة الهود، دار الكتب العلمية، بيروت)

اس جائیداد کا مرتہن لیتا ہے کہ وہ بھی سود ہی ہے۔ گوزمینداروں کے فرقے نے اس کو حلال سمجھ لیا ہے۔ (رسالہ صفائی معاملات میں بفضلہ تعالیٰ سب شبہات ان کے متعلق رفع کر دیے گئے ہیں) بہر حال سود کی پروانہیں رہتی۔ غرض کچھ ہو، مگر یہاں کا سامان ضرور ہو۔

اب فرمائیے! جب ایک امر غیر ضروری بلکہ معصیت کا اہتمام ایسے زور شور سے ہو کہ فرائض وواجبات کا بھی وہ اہتمام نہ ہو تو یہ تعدی حدود شرعیہ سے ہے یا نہیں؟ (۱)

چوتھی خرابی یہ ہے کہ نیت اس میں بھی وہی شہرت اور تفاخر کی ہے جس کا حرام ہونا بار بار مذکور ہو چکا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اپنے عزیزوں سے سلوک کرنا عبادت ہے۔ جواب یہ ہے کہ صلہ رحمی وسلوک منظور ہوتا تو بلا پابندئ رسم جب ان کو حاجت ہوتی ہے، ان کی خدمت کرتے، اب تو عزیزوں پر خواہ فاقے گزر جائیں خبر بھی نہیں لیتے۔ اپنے نام ونمود کے لیے تاویلِ صلہ رحمی سوجھنے لگی۔ (۲)

ختنہ کے موقع پر ناچ گانا

۵۔ بعض شہروں میں یہ آفت ہے کہ اس تقریب میں یا مخصوص غسلِ صحت کے روز

---

(۱) وإن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة. (فتح الباري: ۳۱۸/٤، أشرفيه، ۲۹٦/٤، شركة القدس)

عن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال قال رسول الله ﷺ: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. (مسند أحمد: ۲۲۵/۵، رقم: ۲۱۹۵۷، مسند الأنصار)

لأن المرتهن لا يجوز له الانتفاع. (بدائع الصنائع: ۲۱۰/۵، زكريا، شامي: ۸۳/۱۰، زكريا)

رساله صفائي معاملات، ص: ٦٤ تا ۱۰۵، إدارة المعارف، كراتشي.

والوسيلة إلى الحرام فهو حرام. (بدائع الصنائع: ۲۹۱/٤، كتاب الاستحسان، زكريا)

(۲) عن جندب رضي الله عنه قال النبي ﷺ: من سمّع سمّع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري: ۹٦۲/۲، رقم: ٦٤۹۹، باب الرياء والسمعة)

عن ابن عباس رضي الله عنه يقول: أن النبي ﷺ نهى عن طعام المتبارئين أن يؤكل. (أبو داود: ۵۱۷/۲، رقم: ۳۷۵٤، باب في طعام المتبارئين، كتاب الأطعمة)

خوب راگ باجہ ہوتا ہے، اور کہیں ناچ ہوتا ہے، کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں، جن کا مذموم ہونا اوّل میں لکھا گیا ہے، اور جس کے مفاسد ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب مذکور ہوں گے۔ غرض ان خرافات و معاصی کو موقوف کرنا چاہیے۔(۱)

جب بچہ میں قوت برداشت کی دیکھی جائے، چپکے سے نائی کو بلا کر ختنہ کرادیں۔ جب اچھا ہو جائے غسل کرادیں۔ اگر گنجائش ہو اور بار بھی نہ ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت و نمود اور طعن و بدنامی کا بھی خیال نہ ہو، شکریہ میں دو چار اعزہ واحباب یا دو چار مساکین کو ماحضر کھلادے۔ اللہ اللہ خیر صلاح۔(۲)

﴿فصلِ پنجم: منگنی کی رسومات کے بارے میں﴾

من جملہ ان رسوم کے منگنی کی رسوم ہے، جس کو "قیامتِ کبریٰ" یعنی شادی کی تمہید ہونے کی وجہ سے "قیامتِ صغریٰ" کہنا زیبا ہے۔ اس میں یہ واقعات ہوتے ہیں:

۱۔ جب منگنی ہوتی ہے تو خط لے کر نائی آتا ہے۔ لڑکی والے کی طرف سے شکرانہ بنا کر حجام کے رُوبرو رکھا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی غیر لازم امر کا اپنے ذمے لازم کر لینا ہے کہ فرض وواجب ٹل جاوے، مگر یہ نہ ٹلے۔ ممکن ہے کہ کسی کے گھر میں اس وقت دال روٹی ہو، مگر جہاں سے ہو شکرانہ کرو، ورنہ منگنی مشکوک ہوگئی، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، اور التزام مالا یلزم اور تعدی حدودِ شرعیہ کا ہونا مذکور ہو چکا ہے، ایک تو یہ امر خلافِ شرع ہوا۔ پھر اس بے

(۱) واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام. (شامي: ۵٦٦/۹، زكريا)
وينهى عن الفحشاء والمنكر. (سورة النحل، رقم الآية: ۹۰)

(۲) إن كان قويا يطيق الم الختان ختن وإلا فلا وهو اشبه بالفقه. (مجمع الأنهر: ٤٩١/٤، ٤٩١/٤، مكتبه فقيه الأمت)
العبرة بطاقته وهو الأشبه أي بالفقه، زيلعي، وهذه من صيغ التصحيح. (شامي: ٤٨١/۱۰، زكريا)
وما أحدث من الخير مالا يخالف شيئاً من ذلك فليس بمذموم. (مرقاة: ۳۳۸/۱، فيصل)

بیہودہ امر کے لیے اگر سامان موجود نہ ہو تو قرض لینا جس کا بلا ضرورت لینا ممنوع اور ایسے ہی قرض پر وعید آئی ہے، گو قلیل ہی قرض ہو، دوسرا امر خلافِ شرع یہ ہوا۔(۱)

مجبوری اور دکھاوے کی غرض سے کوئی عمل کرنا

۲۔ حجام کو کھانا کھلا کر خوان میں سو روپیہ یا جس قدر لڑکی والے نے دیے ہوں، ڈال دیتا ہے، لڑکے والا اس میں سے ایک یا دو روپیہ اٹھا کر باقی واپس کر دیتا ہے اور یہ روپیہ اپنے کمینوں(۲) کو تقسیم کر دیتا ہے۔ بھلا یہ سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک یا دو روپیہ لینا دینا منظور ہے تو خواہ مخواہ سو روپیہ کو کیوں کر تکلیف دی اور اس رسم کے پورا کرنے کے واسطے بعض اوقات بلکہ اکثر سودی روپیہ لینا پڑتا ہے جو حدیث میں موجبِ لعنت ہے۔ اور اگر قرض بھی نہ لیا تو بھی بجز افتخار اور اظہارِ عظمت اس میں کون سی مصلحتِ عقلی ہے، جب یہ عادت سب کو معلوم ہو گئی کہ ایک دو سے زیادہ نہ لیا جاوے گا تو پھر سو کیا ہزار روپیہ میں بھی وہ عظمت اور شان نہیں رہی۔ عظمت تو جب ہوتی جب دیکھنے والے یہ سمجھتے کہ تمام روپیہ نذر کیا گیا ہے، اب تو بجز تمسخر اور بازیچۂ طفلان کے اور کچھ نہیں۔ مگر لوگ کرتے ہیں اسی تفاخر اور عظمت کے دکھلانے کو اور افسوس کہ بڑے بڑے عقلاء جو اوروں کو عقل سکھاویں، اس رسم دشمنِ عقل میں گرفتار ہیں۔ غرض اس میں بھی اصل وضع کے اعتبار سے ریا کا گناہ ہونا ظاہر ہے اور

---

(۱) المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها. (فتح الباري: ۲/۳۳۸، كتاب الأذان، باب الأنفال والأنصراف عن اليمين والشمال. أشرفيه، ۲/۳۹۶، شركة القدس)

عن أبي موسى عن النبي قال: إن أعظم الذنوب عند الله عز وجل أن يلقاه عبد بها بعد الكبائر التي نهى عنها أن يموت الرجل وعليه دين لا يدع قضاء. (مسند أحمد: ۴/۳۹۲، رقم: ۱۹۴۹۵، ابو داود: ۲/۴۷۵، رقم: ۳۳۴۲، باب في التشديد في الدين، كتاب البيوع والاجارات)

وفيه التحذير عن كثرة التدين والتقصير في أدائه. (مرقاة: ۶/۱۰۷، باب الإفلاس والانظار، كتاب الاحتكار، أشرفيه)

(۲) کمینہ: نوکر چاکر، نیچ ذات کے لوگ (فیروز اللغات، ص: ۱۰۳۲)

اوپر مذکور بھی ہو چکا ہے اور فعلِ لایعنی کا مذموم ہونا بھی، حدیث میں ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو ترک کر دے"۔ غرض افعال لایعنی بھی مرضی شارعؑ کے خلاف ہیں۔ اور اگر سودی روپیہ لیا گیا تو اس کی وعید سب ہی جانتے ہیں۔ غرض اتنی خرابیاں اس رسم میں موجود ہیں۔(۱)

﴿لین دین میں دکھاوا﴾

۳۔ پھر لڑکی والا حجام کو ایک جوڑا مع کچھ نقد روپیہ کے دیتا ہے اور یہاں بھی وہی دل لگی کہ دینا منظور ہے ایک یا دو اور دکھلاویں سو واقعی رواج عجب چیز ہے کہ کیسی ہی عقل کے خلاف کوئی بات ہو، مگر عقلاء بھی اس کو کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ اس کی

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو أنه سمع رسول الله ﷺ يقول من سمع الناس بعمله سمع الله به أسامع خلقه وحقره، وصغره. (مسند أحمد: ۱۶۲/۲، رقم: ۶۵۰۹، مسند عبد الله بن عمرو، مشكاة، ص: ۴۵۴، أشرفيه)

الذين ينفقون أموالهم رياء الناس... (سورة النساء، رقم الآية: ۳۸)

ثم ذكر الباذلين المرائين الذين يقصدرن بإعطائهم السمعة وأن يمدحوا بالكرم، ولا يريدون بذلك وجه الله. (تفسير ابن كثير: ۲۷۲/۲، زكريا)

سمعت رجلا من قريش يقال له: أبو عبد الله: كان يجالس جعفر بن ربيعة، قال: سمعت أبا بردة الأشعري، يحدث، عن أبيه، عن النبي ﷺ قال: إن أعظم الذنوب عند الله عز وجل، أن يلقاه عبد بها بعد الكبائر التي نهى عنها، أن يموت الرجل وعليه دين لا يدع قضاء (مسند أحمد: ۳۹۲/۴، رقم: ۱۹۴۹۵، أبو داود: ۴۷۴/۲، رقم: ۳۳۴۲)

وفيه التحذير عن كثرة التدين والتقصير في أدائه. (مرقاة: ۱۰۷/۶، باب الافلاس والانظار، كتاب الاحتكار، أشرفيه)

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، أن رسول الله ﷺ قال: كلوا، واشربوا، وتصدقوا، والبسوا، غير مخيلة، ولا سرف، وقال يزيد مرة: في غير إسراف، ولا مخيلة. (مسند أحمد: ۱۸۱/۲، رقم: ۶۶۹۵، مسند عبد الله بن عمرو)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي ﷺ: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (ترمذي: ۵۸/۲، رقم: ۲۳۶۷، باب أبواب الزهد)

خرابیاں ابھی مذکور ہوچکی ہیں۔ (۱)

﴿گانا بجانا اور عورتوں کا اجتماع﴾

۴۔ جب حجام کی واپسی کے قبل عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ڈومنیاں گاتی ہیں، عورتوں کے جمع ہونے اور ڈومنیوں کے گانے کی خرابیاں اور ان خرابیوں کی وجہ سے اس کا خلافِ شرع ہونا "قیامتِ کبریٰ" میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (۲)

﴿برائی کا موجد برابر کا شریک﴾

۵۔ جب حجام پہنچتا ہے اپنا جوڑا مع روپیوں کے گھر میں بھیج دیتا ہے۔ وہ جوڑا تمام برادری میں گھر گھر دکھلاکر حجام کو دے دیا جاتا ہے۔ غور فرمایئے! جہاں ہر ہر قدم پر معائنہ وملاحظہ کی پیچ ہو، کہاں تک نیت درست رہ سکتی ہے۔ بالیقین جوڑا بنانے کے وقت ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ ایسا بناؤ کہ کوئی نام نہ رکھے۔ رِیا بھی ہوئی اسراف بھی ہوا، جن کا گناہ قرآن و

---

(۱) يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (البقرة:الآية:٢٦٤)

أي لا تبطلوها مشابهين الذي ينفق أي الذي يبطل إنفاقه بالرياء -إلى قوله- إما على أنه علة لينفق لأجل زيادتهم... انفاقا رياء الناس ليس بشيء. (روح المعاني:٣/٥٥، زكريا)

المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها. (فتح الباري: ٢/ ٣٣٨، كتاب الأذان، اشرفيه،٢/٣٩٦، شركة القدس)

(٢) استماع صوت الملاهي كالضرب بالقصيب وغير ذلك حرام من الملاهي وقد قال عليه السلام الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها من الكفر. (تاتارخانيه:١٨/١٨٩، رقم: ٢٨٤٦٦، زكريا جديد)

يكره اللعب والغناء وعمل الشعوذة والنظر إلى ذلك. (تاتارخانيه:١٨/١٨٨، رقم:٢٨٤٦٢، زكريا)

قال ابن مسعود: قال رسول الله ﷺ: إن صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت النبات في الماء. (تاتارخانيه:١٨/١٩٠، رقم:٢٨٤٧٤، زكريا جديد)

حدیث میں منصوص ہے۔ اور مصیبت یہ ہے کہ بعض اوقات اس اہتمام پر بھی دیکھنے والوں کو پسند نہیں آتا۔ وہی مثل ہے کہ "مرغی اپنی جان سے گئی اور کھانے والے کی ڈاڑھ بھی گرم نہ ہوئی"۔ اور بعض عالی دماغ دیکھنے والے اس میں خوب عیب نکالتے ہیں اور بدنام کرتے ہیں، تو یہ غیبت کا گناہ ان کو ہوا اور اس کا باعث وہی جوڑا ہے، اس لیے بنانے والا بھی اس گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ غرض بنانے والے کے پاس رِیا اور اسراف اور غیبت تین دولتوں کا ذخیرہ جمع ہوا، اور یہ دیکھنے والے غیبت کا سرمایہ لے بیٹھے، بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عیب بھی نہ نکالا تو رِیا کے گناہ سے بھی بچنا مشکل ہے، کیوں کہ ان کی تعریف کرنے والوں ہی نے تو رِیا کرائی۔ اور لوگ ایسے موقع میں جوڑا نہ دیکھتے اور تعریف نہ کرتے تو کرنے والوں کی کیوں نیت بگڑتی۔ بہر حال اچھا دائرہ ہے کہ کوئی بھی اس کے محیط سے خارج نہیں۔(۱)

﴿ریاء، اسراف اور نوتہ﴾

۶۔ کچھ عرصے کے بعد لڑکی والے کی طرف سے کچھ مٹھائی مع انگشتری اور رومال کسی قدر روپے کہ جس کو عرف میں "نشانی" کہتے ہیں بھیجی جاتی ہیں اور یہ روپیہ بطور نوتا کے جمع کر کے بھیجا جاتا ہے۔ یہاں بھی وہی رِیا اور اسراف کی علت موجود ہے اور نوتا کی خرابیاں کچھ بیان بھی ہو چکی ہیں اور کچھ عنقریب "قیامتِ کبریٰ" میں مع جواب شبہِ عوام کے بیان ہوں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔(۲)

---

(۱) والذين ينفقون أموالهم رئاء الناس... ، ثم ذكر الباذلين المرائين الذين يقصدون باعطائهم السمعة وأن يمدحوا بالكرم، ولا يريدون بذلك وجه الله. (تفسير ابن كثير: ۲/۲۷۲، زكريا)
إن كل من ابتدع شيئاً من الشر كان عليه مثل وزر كل من اقتدى به في ذلك. (شرح مسلم على الصحيح مسلم: ۱/۶۰، باب اثم من سن القتل، كتاب القسامة)
ولا يغتب بعضكم بعضا، أي لا يذكر بعضكم بعضا بما يكرهه في غيبته. (روح المعاني: ۲۶/۲۳۷، زكريا)
(۲) والذين ينفقون أموالهم رياء الناس. (سورة النساء: ۳۸)

﴿کسی پر جبر کرنا جائز نہیں﴾

۷۔ جو حجام اور کہار(۱) اس شیرینی کو لے کر آتے ہیں تو حجام کو جوڑا اور کہاروں کو پگڑیاں اور کچھ نقد دے کر رخصت کردیا جاتا ہے اور شیرینی کو کنبہ کی عمر رسیدہ عورتیں جمع ہو کر ساری برادری میں گھر گھر تقسیم کرتی ہیں اور اسی کے گھر کھانا کھاتی ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ ان کہاروں کی کوئی اُجرت معین نہیں کی جاتی، نہ ان کا لحاظ ہوتا ہے کہ یہ خوشی سے جاتے ہیں کہ ان پر جبر ہو رہا ہے۔ اکثر اوقات جانے والے اپنے کسی کاروبار یا اپنی بیماری یا کسی بیوی بچہ کی بیماری کا عذر پیش کرتے ہیں، مگر یہ بھیجنے والے اگر کچھ قابو دار ہوئے تو خود، ورنہ دوسرے قابو دار بھائی سے ان کی کفش کاری(۲) کرا کے جبراً و قہراً بھیجتے ہیں اور اس موقع پر اکثر ان لوگوں سے جبراً کام لیا جاتا ہے جو کہ بالکل ظلم اور معصیت ہے۔

==ثم ذكر الباذلين المرائين الذين يقصدون باعطائهما السمعة إلخ. (تفسير ابن كثير: ۲/۲۷۲)
وما آتيتم من ربا ليربوا في أموال الناس فلا يربوا عند الله. (سورة الروم: ۳۹)
(الربا) زيادة محرمة في المعاملة أو عطية مباحة من هدية أو هبة يتوقع بها مزيد مكافأة. (تفسير مظري: ۷/۲٤۲، سورة الروم، زكريا)
عن عبد الله بن عمرو أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "من سمع الناس بعمله سمع الله به أسامع خلقه وحقره وصغره". (مشكاة، ص: ٤٥٤، اشرفيه)
ولا تبذر تبذيراً. (سورة بني إسرائيل، الآية: ۲٦)
نهي عن صرف المال إلى من لا يستحقه فإن التبذير انفاقا في غير موضعه ماخوذ من تفريق البذر والقائه في الأرض كيف ماكان من غير تعهد لمواقعه. (تفسير روح المعاني: ۹/۹۰)
عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ: كلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا غير مخيلة ولا سرف. (مسند امام احمد: ۲/۱۸۱، رقم: ٦٦٩٥)

(۱) کہار: پانی لانے والے، ڈولی یا پالکی اٹھا کر چلنے والا، حمال، برتن مانجھنے والا (فیروز اللغات، ص: ۱۰۴۹)
(۲) کفش کاری: جوتے مارنا، سزا دینا (فیروز اللغات، ص: ۱۰۱۷)

اور دنیا میں بھی اکثر ظلم کا وبال پڑتا ہے۔(۱)

اور آخرت میں جزا بالمثل موجود ہے اور اجرت کا مجہول ہونا یہ دوسرا امر خلافِ شرع ہے۔(۲)

یہ تو اس کمیشن کی روانگی کے پھول کھلے۔ آگے تقسیم کا موجبِ رِیا ہونا محتاجِ بیان نہیں۔ پھر تقسیم میں جو انہماک ہوتا ہے اکثر نمازیں بانٹنے والیوں کی اُڑ جاتی ہیں اور وقت کا تنگ ہوجانا تو ضروری بات ہے، ایک امر خلافِ شرع یہ ہوا۔(۳)

﴿شیرینی کی تقسیم اور اس کی خرابیاں﴾

اور جن کے گھر یہ حصے جاتے ہیں ان کے نخرے اور بلا عذرِ شرعی ہدیہ کا واپس کردینا محض کسی دنیوی رنج کی بنا پر یہ خود ایک امر شرع کے خلاف ہے، بلکہ قبول کرنا بھی اس رسم ریائی کی اعانت اور ترویج ہے، اس لیے یہ بھی شرعاً پسند نہیں ہے۔ ایک خلاف یہ ہوا۔

غرض یہ سب خرافات واجب الترک ہیں۔ بس ایک کارڈ سے یا زبانی گفتگو سے پیغام

---

(۱) عن أبي الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: ألا لاتظلموا ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفسه منه. (مشكاة، ص:۲۵۵، أشرفيه)

عن ابن عمران النبي ﷺ قال: الظلم ظلمات يوم القيامة. (صحيح البخاري: ۳۳٦/۱، رقم: ۲٤٤۷، باب الظلم ظلمات يوم القيامة، كتاب المظالم، مشكاة، ص:٤۳٤، أشرفيه)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ نهى عن استيجار الأجير حتى يبين له أجره (مسند أحمد ۵۹/۳، رقم: ۱۱۵٦۵)

(۲) ومن جاء بالسنة فلايجزي إلا مثلها، وهم لايظلمون. (سورة انعام: ۱٦۰)

ولايصح حتى تكون المنافع معلومة والاجرة معلومة. (هدايه: ۲۹۳/۳)

(۳) فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراؤن ويمنعون الماعون (سورة الماعون، رقم الآية: ٤تا۷)

نکاح کا ادا ہوسکتا ہے۔ جانبِ ثانی اپنے طور پر ضروری امور کی تحقیق کر کے جب اطمینان ہوجائے ایک کارڈ سے یا زبانی وعدہ کر سکتا ہے، لیجیے منگنی ہوگئی۔ اگر استحکام کے لیے یہ رسمیں برتی جاتی ہیں تو اوّل کسی مصلحت کے واسطے معاصی کا ارتکاب جائز نہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ان قصوں کے بھی جہاں مرضی نہیں ہوتی ہے جواب دے دیتے ہیں، کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔(۱)

فصلِ ششم

شادی کے رسومات کے بارے میں

من جملہ ان رسوم کے "قیامتِ کبریٰ" کی رسم ہے، جس کو عرف میں "شادی" کہتے ہیں۔ اور واقع میں "بربادی" کہنا لائق ہے اور بربادی بھی کیسی، دنیا کی بھی اور دین کی بھی۔ اس کا لقب "قیامتِ کبریٰ" رکھا گیا۔ اس کے ہولناک واقعات یہ ہیں:

۱۔ سب سے پہلے برادری کے مرد جمع ہوکر لڑکی والے کی طرف سے خط تعینِ تاریخ شادی کا لکھ کر نائی کو دے کر رخصت کرتے ہیں۔ یہ رسم ایسی ضروری ہے کہ چاہے برسات ہو، راہ میں ندی نالے پڑتے ہوں، جس میں حجام صاحب کے بالکل رخصت ہونے کا بھی احتمال ہو، غرض کچھ بھی ہو، مگر یہ ممکن نہیں کہ ڈاک کے خط پر اکتفا کریں یا حجام سے زیادہ کوئی معتبر آدمی جاتا ہو، اس کے ہاتھ بھیج دیں۔ بتلایئے! شریعت نے جس چیز کو ضروری نہیں ٹھہرایا اس کو اس قدر ضروری سمجھنا کہ شریعت کے ضروری بتلائے ہوئے امور سے زیادہ اس کا

---

(۱) من قصد بعمله الجاه و المنزلة عند الناس و لم يرد به وجه الله فإن الله يجعله حديثاً عند الناس أراد نيل المنزلة عندهم و لا ثواب له في الآخرة. (حاشيه صحيح البخاري:۹۶۲/۲، رقم الحاشيه:۵)
والتحقيق أنها إن كانت مما تندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وإن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة وإلا فهي من قسم المباح (فتح الباري:۲۹۶/٤، شركة القدس)

اہتمام کرنا، انصاف کیجیے! شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں؟ اور جب مقابلہ ہے تو واجب الترک ہے یا نہیں؟(۱)

مشورہ کے نام پر لوگوں کی بھیڑ

اسی طرح مردوں کا اجتماع ضرور ہونا، اس میں یہی التماس مذکور ہے۔ اگر کہا جاوے کہ مشورہ کے لیے جمع کیا جاتا ہے تو بالکل غلط ہے۔ وہ بے چارے تو خود پوچھتے ہیں کہ کون تاریخ لکھیں، جو پہلے سے گھر میں خاص مشورہ کرکے معین کر چکے ہیں وہ بتلا دیتے ہیں اور وہ لوگ لکھ دیتے ہیں۔ اور اگر مشورہ ہی کرنا ہے تو جس طرح اور امور میں مشورہ ہوتا ہے کہ ایک دو عاقل مصلحت اندیش سے رائے لے لی، بس کفایت ہوئی، گھر گھر سے آدمیوں کو بٹورنا یا ضرور ہے، پھر اکثر لوگ نہیں آسکتے۔ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بجائے اپنے بھیج دیتے ہیں اور وہ مشورہ میں کیا تیر چلاویں گے، کچھ بھی نہیں۔ یہ نفس کی تاویلیں ہیں۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ صاحب یوں ہی رواج چلا آتا ہے۔

اسی رواج کا عقلاً و نقلاً مذموم ہونا اور واجب الترک ہونا بیان ہو رہا ہے۔ غرض اس رسم کے سب اجزاء خلافِ شرع ہیں۔(۲)

---

(۱) إن من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال. (طيبي:۲/٤٤٦)
كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنة أمر أو وجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاوى:۲/٥٧٤، فوائد شتى من الحظر والإباحة، دار الكتب العلمية بيروت)
عن عائشة أن رسول الله ﷺ من أحدث في أمرنا ماليس منه فهو رد. (ابن ماجه:۳، رقم:١٤، باب تعظيم حديث رسول الله، مقدمه)

(۲) والتحقيق أنها إن كانت مما تندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وأن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة وإلا فهي من قسم المباح. (فتح الباري:٤/٢٩٦، شركة القدس) الاصرار إلى المندوب يبلغه إلى حد الكراهة. (سعايه:۲/٢٦٥، فيصل)

لال خط

پھر اس میں ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ سرخ ہی خط ہو اور اس پر گوٹا بھی لپٹا ہوا ہو۔ یہ بھی اس التزامِ مالا یلزم کی فہرست میں داخل ہے، جس کا خلافِ شرع ہونا ثابت اور مذکور ہو چکا ہے۔(۱)

ابٹن کے لیے عورتوں کا جمع ہونا اور مختلف رسوم کی انجام دہی

۲۔ گھر میں برادری اور کنبہ کی عورتیں جمع ہو کر لڑکی کو علیحدہ مکان میں معتکف کر دیتی ہیں، جس کو "مائیوں بٹھلانا" کہتے ہیں۔ اور اس کے آداب یہ ہیں کہ اس کو چوکی پر بٹھلا کر اس کے داہنے ہاتھ پر بٹنا رکھتے ہیں اور اس کی گود میں کچھ کھیل بتاشے رکھتے ہیں اور کچھ کھیل بتاشے حاضرین میں تقسیم ہوتے ہیں۔ اور اسی تاریخ سے برابر لڑکی کے بٹنا ملا جاتا ہے اور کثیر تعداد میں پینڈیاں(۲) برادری میں تقسیم ہوتی ہیں۔ یہ رسم بھی مرکب چند خرافات سے ہے:

اوّل تو اس کے علیحدہ بٹھلانے کو ضروری سمجھنا، خواہ گرمی ہو، حبس ہو، گو جالینوس و بقراط بھی کہیں کہ اس کو کوئی بیماری ہو جائے گی، مگر کچھ ہی ہو، فرض قضا نہ ہو۔ وہی غیر ضروری کو ضروری سمجھنا یہاں بھی جلوہ افروز ہے، اور اگر احتمال اس کے بیمار ہونے کا ہو تو دوسرا گناہ کسی مسلمان کو ضرر پہنچانے کا ہوگا، جس میں ماشاء اللہ ساری برادری شریک ہے۔ دوسرے بلا ضرورت چوکی پر بٹھلانا، اس کی کیا ضرورت ہے، کیا فرش پر اگر بٹنا ملا جاوے گا، تو بدن میں

---

(۱) المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها. (فتح الباري: ۲/۳۳۸، كتاب الأذان، أشرفيه، ۲/۳۹۶، شركة القدس)
إن من أصرّ على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال. (طيبي: ۲/۴۴۶)

(۲) پینڈی: لڈو جو میوے گھی اور کھانڈ سے بنائے جاتے ہیں (فیروز اللغات، ص: ۳۳۲)

صفائی نہ آوے گی؟ اس میں بھی التزامِ مالا یلزم جس کا خلافِ شرع ہونا بار بار مرقوم ہو چکا ہے۔(۱)

تیسرے داہنے ہاتھ پر بٹنا رکھنا اور گود میں کھیل بتاشے بھرنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے اور اگر ایسا ہے تو شرک ہے اور شرک کا خلافِ شرع ہونا کون مسلمان نہیں جانتا، ورنہ التزام مالا یلزم تو ضرور ہے۔

اسی طرح بتاشوں کی تقسیم کی پابندی، یہ سب التزام مالا یلزم اور سب ریا و افتخار ہے، جیسا کہ ظاہر ہے۔(۲)

﴿عورتوں کے لیے زیب وزینت کا حکم﴾

چوتھے عورتوں کا ضرور جمع ہونا، جو ان سارے فسادوں کا جڑ ہے جیسا کہ اب عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوتا ہے۔ اگر بمصلحت بدن کی صفائی اور نرمی کے بٹنا ملنے کی ضرورت ہو تو اس کا مضایقہ نہیں، مگر معمولی طور سے بلا قید کسی رسم کے مل دو، بس فراغت ہوئی۔ اس

---

(۱) عن عائشة قالت: قال النبي ﷺ: من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد. (صحيح البخاري: ۳۷۱/۱، رقم: ۲۶۹۷)

و كل مباح يؤدي إليه (السنية أو الوجوب) فمكروه (شامي مع الدر: ۵۹۸/۲، مطلب في سجدة الشكر، كتاب الصلاة، زكريا)

ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة، والاقناع عن المندوب يكون مكروها كامتناع المريض عن التداوي مع قدرته عليه. (الموسوعة الفقهية: ۲۴۰/۶، الامتناع، كويت)

وما أدى إلى المحذور فهو محذور. (فتح الباري: ۵۰۰/۱۰، أشرفيه، ص: ۴۷۰، شركة القدس)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال النبي ﷺ: لاعدوى ولا صفر ولا هامة. (صحيح البخاري: ۸۵۷/۲، رقم: ۵۷۰۷، باب الجذام، كتاب الطب)

إن الشرك لظلم عظيم. (سورة لقمان، الآية: ۱۳)

عن عبد الله بن عمرو أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "من سمع الناس بعمله سمع الله به أسامع خلقه وحقره وصغره". (مسند أحمد: ۱۶۲/۲، رقم: ۶۵۰۹، مشكاة اشرفيه: ۴۵۴)

کا اس قدر طومار کیوں باندھا جاوے۔(۱)

التزام مالا یلزم

۳۔ جب حجام خط لے کر دولہا کے گھر گیا تو وہاں برادری کی عورتیں جمع ہو کر دو خوان شکرانے کے بناتے ہیں جس میں ایک نائی کا، دوسرا ڈومنیوں کا ہوتا ہے۔ نائی کا خوان باہر بھیجا جاتا ہے اور ساری برادری کے مرد جمع ہو کر نائی کو شکرانہ کھلاتے ہیں، یعنی اس کھاتے کا منہ تکا کرتے ہیں اور ڈومنیاں دروازہ پر بیٹھ کر گالیاں گاتی ہیں۔ اس میں بھی خوان بنانا اسی التزام مالا یلزم میں داخل اور خلافِ شرع ہے۔(۲)

گانے کی اجرت

دوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ ڈومنیوں کو ان کے گانے کی اُجرت دینا حرام لکھا ہے۔(۳)

گالم گلوج اور اس کا اجتماع

پھر گانا بھی گالیاں، جو خود موجبِ گناہ ہیں۔ اور حدیث میں اس کو علاماتِ نفاق فرمایا

---

(۱) عن عبد الله عن النبي صلى قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (ترمذي: ۱/۲۲۲، ۱/۲۲۲، رقم: ۱۱۷۳، باب: أبواب الرضاع)

وأما التحمير ونحوه فيجوز بإذن الزوج وفي داخل البيت. (الفقه الإسلامي وأدلته: ۳/۵۸۰، الترجل والتخنث، كتاب الحظر والإباحة، الهدى انٹرنیشنل)

إلا لبعولتهن: فإنهم المقصودون بالزينة. (تفسير مظهري: ۶/۲۷۹، سورة النور تحت رقم الآية: ۳۱)

(۲) لأن القول والعمل لا تقبل مالم توافق السنة (ارشاد الطالبین، ص: ۲۸)

عن بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر (مسلم: ۱/۵۸، رقم: ٦٤، باب سباب المسلم، كتاب الإيمان)

(۳) لا تصح الإجارة لعسب التيس ولا لأجل المعاصي مثل الغناء. (در مختار: ۹/۷۹، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

ہے، یہ تیسرا گناہ ہوا جس میں سب سننے والے شریک ہیں، کیوں کہ جو شخص گناہ کے مجمع میں شریک ہے وہ بھی گناہ گار ہوتا ہے۔ چوتھے مردوں کے اجتماع کا ضروری سمجھنا جو کہ التزامِ مالا یلزم میں داخل ہے۔ معلوم نہیں نائی کے شکرانہ کھانے میں اتنے بزرگوں کو کیا مدد کرنی پڑتی ہے، بس کچھ بھی نہیں، بقول شخصے اوپر سے یوں ہی ہوتی آئی ہے۔(۱)

﴿ریاکاری خلاف شرع ہے﴾

۴۔ نائی شکرانہ کھا کر مطابق ہدایت اپنے آقا کے ایک یا دو روپیہ خوان میں ڈال دیتا ہے اور یہ روپیہ دولہا کے حجام اور ڈومنیوں میں نصفا نصف تقسیم ہوتا ہے۔ اور دوسرا خوان بجنسہٖ ڈومنیاں اپنے گھر لے جاتی ہیں۔ پھر برادری کی عورتوں کے لیے شکرانہ بنا کر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی ریا و شہرت والتزامِ مالا یلزم موجود ہے، اس لیے بالکل شرع کے خلاف ہے۔(۲)

﴿حجام کا جوڑا﴾

۵۔ صبح کو برادری کے مرد جمع ہو کر خط کا جواب لکھتے ہیں اور ایک جوڑا حجام کو نہایت بیش

---

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو قال: قال رسول اللہ ﷺ أربع من كن فيه كان منافقا خالصاً ومن كانت فيه خلة منهن كانت فيه خلة من نفاق حتى يدعها، إذا حدث كذب وإذا عاهد غدر، وإذا وعد أخلف، وإذا خاصم فجر (مسلم ۱/۵۶، رقم: ۵۸، باب بيان خصال المنافق، الإيمان)

استماع صوة الملاهي كالضرب بالقصيب وغيره ذلك حرام من الملاهي وقد قال عليه السلام: الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها من الكفر. (تاتار خانيه: ۱۸/۱۸۹، رقم: ۲۸۴۶۶، زكريا جديد)

(۲) يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. (سورة بقرة، آية: ۲۶۴)

عن محمود بن لبيد ان رسول اللہ ﷺ قال: ان أخوف ما أخاف عليكم الشرك الأصغر قالوا وما الشرك الأصغر يا رسول اللہ قال الرياء. (مسند أحمد: ۵/۴۲۸، رقم: ۲۳۶۳۰)

قیمت مع ایک کثیر رقم کے یعنی سو دو سو روپیہ کے دیتے ہیں۔ وہی تمسخر جو اوّل ہوا تھا یہاں بھی ہوتا ہے کہ دکھلائے جاتے ہیں سو اور لیے جاتے ہیں ایک دو۔(۱)

پھر اس ریا و حرکت لایعنی کے علاوہ احیاناً اس رسم کو پورا کرنے کو سودی قرض کی ضرورت پڑنا، یہ جداگانہ گناہ ہے جس کا ذکر مفصل اوپر آچکا ہے۔(۲)

﴿عورتوں کا اجتماع اور جوڑے کی نمائش﴾

۶۔ اب نائی رخصت ہو کر دلہن والوں کے گھر پہنچتا ہے۔ وہاں برادری کی عورتیں پہلے سے جمع ہوتی ہیں۔ حجام اپنا جوڑا گھر میں دکھلانے کے لیے دیتا ہے اور پھر ساری برادری میں گھر گھر دکھلایا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی عورتوں کی جمعیت اور جوڑا دکھلانے میں ریا و نمود کی خرابی ظاہر ہے۔(۳)

۷۔ اس تاریخ سے دولہا کے بٹنا ملا جاتا ہے اور تاریخِ معینہ شادی تک کنبہ کی عورتیں جمع ہو کر دولہا کے گھر بَری کی اور دلہن کے گھر جہیز کی تیاری کرتی ہیں۔ اور اس درمیان میں جو مہمان فریقین کے گھر آتے ہیں ان کا آنے کا کرایہ دیا جاتا ہے۔ اس میں وہی عورتوں کی جمعیت اور التزامِ مالا یلزم تو ہے ہی اور کرایہ کا اپنے پاس سے دینا خواہ دل چاہے یا نہ چاہے

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "من سمع الناس بعمله سمع الله به أسامع خلقه خلقه وحقره وصغره". (مسند أحمد: ۱۶۲/۲، رقم: ۶۵۰۹، مشكاة اشرفيه: ٤٥٤)

(۲) وأحل الله البيع وحرم الربا. (سورة بقرة: ۲۷۵)

وكل ما أدى إلى مالا يجوز لا يجوز. (شامي: ۵۱۹/۹، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

(۳) عن عبد الله عن النبي ﷺ قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (ترمذي: ۲۲۲/۱، رقم: ۱۱۷۳، باب الرضاع)

والذين ينفقون أموالهم رياء الناس. (سورة نساء، آية: ۳۸)

ثم ذكر الباذلين المرائين الذين يقصدون بإعطائهم السمعة وأن يمدحوا بالكرم، ولا يريدون بذلك وجه الله. (تفسير ابن كثير: ۲۷۲/۲، زكريا، تحت رقم الآية: ۳۸، سورة نساء)

محض نمود، اظہارِ شان کے لیے یہ مزید برآں ہے۔ اسی طرح آنے والوں کا یہ سمجھنا کہ ان کے ذمے واجب ہے، یہ ایک قسم کا جبر ہے۔ رِیا و جبر دونوں کا خلافِ شرع ہونا ظاہر ہے۔(۱)

﴿بَری اور جہیز﴾

اور اس سے بڑھ کر قصہ بَری و جہیز کا ہے جو شادی کے اعظم ارکان سے ہیں اور ہر چند کہ دونوں امر یعنی یہ بَری یا ساچق(۲) جو در حقیقت زوج یا اہلِ زوج کی طرف سے زوجہ یا اہلِ زوجہ کو ہدیہ ہے اور جہیز جو اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے، فی نفسہٖ امرِ مباح بلکہ مستحسن ہے(۳)، مگر جس طور سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہوگئی ہیں، جن کا

---

(۱) لأن الجهلة يعتقدونها سنة أو واجبة وكل مباح يؤدي إليه فمكروه الظاهر أنها تحريمة لأنه يدخل في الدين ماليس منه. (شامي مع الدر المختار:۲/۵۹۸، زكريا)
عن عبد الله عن النبي ﷺ قال: ان المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (ترمذي:۱/ رقم:۱۱۷۳، باب:أبواب الرضاع)
عن السائب بن يزيد عن أبيه عن النبي ﷺ قال: "لا يأخذ أحدكم عصا أخيه لاعبا جادا فمن أخذ عصا أخيه فليردها إليه". (مشكاة المصابيح:۲۵۵، أشرفيه)
عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ: "ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه". (مشكاة المصابيح:۲۵۵، أشرفيه)

(۲) ساچق: برات سے ایک روز پہلے کی رقم جس میں دلہا کے یہاں سے دلہن کے گھر مختلف سامان بھیجا جاتا ہے (فیروز اللغات، ص:۷۶۲)

(۳) عن جابر بن عبد الله قال خرجنا مع رسول الله -ﷺ- حتى جئنا امرأة من الأنصار -إلى قوله- لا تنكحان أبدا إلا ولهما مال. (سنن أبي داود: ۲/۴۰، رقم: ۲۸۹۱، باب ماجاء في ميراث الصلب، الفرائض، ترمذي: ۲/ ۲۹، رقم: ۲۰۹۲، باب ما جاء في ميراث البنات، مسند أحمد: ۳/۳۵۲، رقم: ۱۴۸۵۸)
عن عائشة قالت: "لما بعث أهل مكة في فداء أسرائهم بعثت زينب في فداء أبي العاص بمال وبعثت فيه بقلادة لها كانت عند خديجة أدخلتها بها على أبي العاص. (أبو داود: ۲/۳۶۷، رقم: ۲۶۹۲، باب في فداء الاسير، كتاب الجهاد)

خلاصہ یہ ہے کہ نہ اب ہدیہ مقصود رہا، نہ صلہ رحمی، بلکہ ناموری اور شہرت اور پابندیٔ رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بَری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے۔

بَری بھی بڑی دھوم دھام اور تکلف سے جاتی ہے اور اس میں اشیاء بھی معیّن ہیں، برتن بھی خاص طرح کے ضروری سمجھے جاتے ہیں، اس کا عام طور پر نظارہ بھی ہوتا ہے، موقع بھی معیّن ہوتا ہے۔ اگر ہدیہ مقصود ہوتا تو کیف ما اتّفق جب میسر آتا اور جو میسر آتا بلا پابندی کسی رسم کے اور بلا اعلان کے محض محبت سے بھیج دیا جاتا۔ اسی طرح جہیز کا اسباب بھی معیّن ہے کہ فلاں فلاں چیز ضروری ہو اور تمام برادری اور بعض جگہ اپنا کنبہ اور گھر والے اس کو دیکھیں اور دن بھی وہی خاص ہو۔(۱)

﴿جبری لین دین﴾

اگر صلہ رحمی کے لیے کوئی شخص قرض کا بار نہیں اُٹھاتا، لیکن ان دونوں رسموں کے پورا کرنے کو اکثر اوقات مقروض بھی ہوتے ہیں، گو سود ہی دینا پڑے اور گو حویلی اور باغ ہی فروخت یا گروی ہو جاوے۔ پس اس میں التزامِ مالا یلزم اور نمائش اور شہرت اور اسراف وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں، اس لیے یہ بطریقِ متعارف فہرستِ ممنوعات میں داخل ہو گیا۔(۲)

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "من سمع الناس بعمله سمع الله به أسامع خلقه خلقه وحقره وصغره". (مسند أحمد: ۱۶۲/۲، رقم: ٦٥٠٩، مشكاة اشرفيه: ٤٥٤)
المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها. (فتح الباري: ۳۹٦/۲، شركة القدس)

(۲) عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "إن أعظم الذنوب عند الله أن يلقاه يلقاه بها عبد بعد الكبائر التي نهى الله عنها أن يموت رجل وعليه دين لا يدع له قضاء". (ابو داود: ٤٧٤/۲، ٤٧٥، رقم: ۳۳٤۲، باب في التشديد في الدين، كتاب البيوع)
وفيه التحذير عن كثرة التدين والتقصير في أدائه. (مرقاة: ۱۷/٦، باب الأفلاس والانظار، أشرفيه)
وأحل الله البيع وحرم الربوا. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۷٥)

﴿بے ثبوت رسمیں﴾

۸۔ برات سے ایک دن قبل دولہا والوں کا حجام مہندی لے کر اور دلہن والوں کا حجام نوشہ کا جوڑا لے کر اپنے اپنے مقام سے چلتے ہیں اور یہ "منڈھے (۱) کا دن" کہلاتا ہے۔ دولہا دولہا کے یہاں اس تاریخ پر برادری کی عورتیں جمع ہو کر دلہن کا چولھا تیار کرتی ہیں اور ان کو سلائی میں کھیلیں اور بتاشے دیے جاتے ہیں اور تمام کمینوں کو ایک ایک کام پر ایک ایک پروت دیا جاتا ہے، اس میں بھی وہی التزامِ مالا یلزم ہے اور نیز عورتوں کی جمعیت جو کہ مبنی مفاسد بے شمار کا ہے۔ ان تقریبات میں عورتیں چند موقعوں پر جمع ہوتی ہیں (۲)، چنانچہ کچھ مواقع مذکور ہو چکے ہیں اور کچھ باقی ہیں، آئندہ مذکور ہوں گے۔ اس اجتماع میں جو جو خرابیاں ہیں ان کا شمار نہیں ہے۔ تمثیلاً بعض کا بیان ہوتا ہے

﴿اسرافِ بیجا﴾

جب برادری میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ فلاں گھر فلاں تقریب ہے، ہر ہر بی بی کو نئے جوڑا قیمتی کی فکر ہوتی ہے۔ کبھی خاوند سے فرمائش ہوتی ہے۔ کبھی خود بزاز کو دروازہ پر بلا کر اس سے ادھار لیا جاتا ہے یا سودی قرض لے کر اس سے خریدا جاتا ہے، شوہر کو اگر وسعت نہیں ہوتی تب بھی اس کا عذر قبول نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ جوڑا محض ریا و تفاخر کے لیے بنتا ہے، تو ایک گناہ تو یہ ہوا، پھر اس غرض سے مال خرچ کرنا اسراف ہے، یہ دوسرا گناہ ہوا۔ خاوند پر

---

(۱) منڈھا: دن سائبان یا شامیانہ جو ہندوؤں میں شادی کے روز بطور رسم تانا جاتا ہے الخ (فیروز اللغات، ص: ۱۰۹۳)

(۲) قال الطيبي: إن من أصر على أمر مندوب، وجعله عزما، ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر. (مرقاة: ۳۵۳/۲، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، اشرفيه)

عن عبد الله عن النبي ﷺ قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (ترمذي: ۲۲۲/۱، رقم: ۱۱۷۳، باب الرضاع)

اس کی وسعت سے زیادہ بلا ضرورت فرمائش کرنا اس کو ایذا پہنچانا ہے، یہ تیسرا گناہ ہوا۔ بزاز کو بلا کر بلا ضرورت اس نامحرم سے باتیں کرنا، بلکہ اکثر تھان لینے دینے کے واسطے ہاتھ آدھا آدھا جس میں چھلے، چوڑی، مہندی سب ہی کچھ ہوتا ہے باہر نکال دینا کس قدر غیرت وعفّت کے خلاف ہے، یہ چوتھا گناہ ہوا۔ پھر اگر سودی لیا تو سود دینا پڑا، یہ پانچواں گناہ ہے۔

اگر خاوند کی نیت ان بے جا فرمائشوں سے بگڑ گئی اور حرام آمدنی پر اس کی نظر پہنچی، کسی کا حق تلف کیا، رشوت لی اور یہ فرمائشیں پوری کی گئیں، اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ حلال آمدنی سے یہ بے جا فرمائشیں پوری نہیں ہوتیں، تو اس گناہ کا باعث یہ بی بی ہوئی اور گناہ کا باعث بننا بھی گناہ ہے، یہ چھٹا گناہ ہوا اکثر ایسے جوڑے کے لیے گوٹا، ٹھپا، مصالح بھی لیا جاتا ہے اور بوجہ بے علمی یا بے پروائی کے اس کی بیع میں اکثر سود لازم آجاتا ہے، کیوں کہ چاندی سونے کی خرید وفروخت کے مسائل بہت نازک ہیں۔ چنانچہ رسالہ صفائی معاملات میں اس کے مسائل بھی بیان کیے ہیں۔ بہرحال یہ ساتواں گناہ ہوا۔(۱)

---

(۱) والذين ينفقون أموالهم رياء الناس إلخ. (سورة النساء، رقم الآية: ۳۸)

وأحل الله البيع وحرم الربٰو. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۷۵)

عن نافع عن بن عمر قال قال رسول الله ﷺ الاقتصاد في النفقة نصف المعيشة والتودد إلى الناس نصف العقل وحسن السؤال نصف العلم. (المعجم الأوسط للطبراني: ۵/۱۸، رقم: ۶۷۴۴، دار الفكر للنشر والتوزيع)

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِينِ (سورة الاسراء، رقم الآية: ۲۶)

عن عبد الله بن عمر عن رسول الله ﷺ قال يا معشر النساء تصدقن وأكثرن الاستغفار — إلى قوله — قال تكثرن اللعن وتكفرن العشير إلخ (مسلم: ۱/۶۰، رقم: ۸۰، باب نقصان الإيمان بنقص الطاعات، كتاب الإيمان)

وأما النظر إلى الأجنبيات فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن ... وإن غلب على ظنه أنه يشتهي فهو حرام. (هندية: ۵/۳۲۹، زكريا قديم)

ولا يحل له أن يمس وجهها ولا كفها وإن كان يأمن الشهوة. (هندية: ۵/۳۲۹، زكريا قديم)

وما كان سبب لمحظور فهو محظور (شامي ۹/۵۰۴، زكريا)

ويشترط (في الصرف) عدم التأجيل والخيار و (التماثل) أي التساوي وزنا (والتقابض بالراجم لا بالتخلية) قبل الافتراق (در مختار: ۵/۲۵۷، باب الصرف، كراتشي)

﴿عورتوں کا جوڑوں سے متعلق نظریہ﴾

پھر غضب یہ ہے کہ ایک شادی کے لیے جو جوڑا بنا وہ دوسری شادی کے لیے کافی نہیں، اس کے لیے پھر دوسرا جوڑا چاہیے، ورنہ عورتیں نام رکھیں گی، یہی گناہ پھر دوبارہ جمع ہوں گے۔ گناہ کا بار بار کرنا ایک قسم کا اصرار ہے جو خود مستقل گناہ ہے، یہ آٹھواں گناہ ہوا۔(۱)

﴿مانگی ہوئی چیز کو اپنی ظاہر کرنا﴾

یہ تو پوشاک کی تیاری تھی، اب زیور کی فکر ہوئی، اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو مانگا تانگا پہنا جاتا ہے۔ اور اس کی عاریت ہونے کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے اور اس کو اپنی ہی ملکیت ظاہر کیا جاتا ہے، یہ ایک قسم کا خداع وکذب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''جو شخص بہ تکلف اپنی آسودگی ظاہر کرے ایسی چیز سے جو اس کی نہیں ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے دو کپڑے جھوٹ اور فریب کے پہن لیے''(۲)۔ یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ

---

(۱) وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا○اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا○. (سورۃ الاسراء:۲۶)

نهى عن صرف المال إلى من لا يستحقه فإن التبذير انفاقا في غير موضعه. (روح المعاني: ۹/۹۰، سورۃ الاسراء، تحت رقم الآیۃ:۲۶، زکریا)

عن عبد اللّٰہ بن عمرو أنه سمع رسول اللّٰہ ﷺ يقول: ''من سمع الناس بعمله سمع الله به أسامع خلقه وحقره وصغره''. (مسند أحمد:۲/۱۶۲، رقم:۶۵۰۹، مشکاۃ:۴۵٤، أشرفيه)

والاصرار على الصغيرة وادامتها يأخذ حكم الكبيرة. (الموسوعة الفقهية:٤/۱۸۹، كويت)

ففي الاحتساب على البدع في الأنكحة... الثامن المقصود منه المراءاة بالثياب الجميلة تزيينا وأنها للطاعة معصية والمعصية أولى. (نصاب الاحتساب، الباب الستون، ص:۳۸۷، مكتبة الطالب الجامعي مكة المكرمة)

(۲) عن أسماء أن امرأة قالت يا رسول الله إن لي ضرة فهل علي جناح إن تشبعت من زوجي غير الذي يعطيني فقال رسول الله ﷺ المتشبع بما لم يعط كلابس ثوبي زور. (صحيح البخاري:۲/۷۸۵، رقم:۵۲۱۹، باب المتشبع عالم نيل وماينهى في افتخار الضرة، كتاب النكاح)

لپیٹ لیا، یہ نواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر زیور بھی ایسا پہنا جاتا ہے جس کی جھنکار دور تک جاوے، تاکہ محفل میں جاتے ہی سب کی نگاہیں ان ہی کے نظارہ میں مشغول ہوجائیں، بجتا زیور پہننا خود ممنوع ہے۔ حدیث میں ہے ہر باجے کے ساتھ شیطان ہے، یہ دسواں گناہ ہوا۔ (۱)

﴿ڈولی کی رسوم﴾

اب سواری کا وقت آیا تو نوکر کو ڈولی لانے کا حکم ہوا یا صاحبِ تقریب کے یہاں سے ڈولی آئی، تو بی بی کو غسل کی فکر پڑی، کچھ کھلی پانی کی تیاری میں دیر ہوئی، کچھ نیت غسل کے باندھنے میں دیر ہوئی۔ غرض اس دیر دیر میں نماز جاتی رہی، تب بھی کچھ پروا نہیں اور کسی کام ضروری میں حرج ہوجائے تب بھی کچھ مضایقہ نہیں، اور اکثر ان بھلے مانسوں کو غسل کے روز یہی مصیبت پیش آتی ہے۔ اگر نماز قضا ہوگئی تو گیارہواں گناہ ہوا۔ (۲)

---

(۱) عن عمر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن مع كل جرس شيطانا. (أبو دواد: ۲/۵۸۱، رقم: ۴۲۳۰، باب ماجاء في الجلاجل، أول كتاب الخاتم)
ضرب الملاهي كالضرب بالقصيب وغيره حرام لأنه من الملاهي. (نصاب الاحتساب، ص: ۳۲۹، الباب الحادي والخمسون، مكتبة الطالب الجامعي مكة المكرمة)

(۲) عن سمرة بن جندب رضي الله عنه عن النبي ﷺ في الرؤيا قال أما الذي يثلغ رأسه بالحجر فإنه يأخذ القرآن فيرفضه وينام عن الصلاة المكتوبة. (صحيح البخاري: ۱/۱۵۳، رقم: ۱۱۴۳، باب عقد الشيطان على قافية الرأس، كتاب التهجد بالليل)
عن ثابت بن الضحاك عن النبي ﷺ قال من حلف بملة غير الإسلام كاذبا فهو كما قال ومن قتل نفسه بشيء عذب به في نار جهنم ولعن المؤمن كقتله ومن رمى مؤمنا بكفر فهو كقتله. (صحيح البخاري: ۲/۹۰۱، رقم: ۶۱۰۵، باب من كفر أخاه بغير تاويل فهو كما قال: كتاب الأدب)
عن علي رضي الله عنه قال: قال لي رسول الله ﷺ: لاتبرز فخذك ولاتنظر إلى فخذ حي ولا ميت. (مسند أحمد: ۱/۱۴۶، رقم: ۱۲۴۹، مسند علي)
عن أبي موسى: عن النبي ﷺ قال "إذا استعطرت المرأة فمرت على القوم ليجدوا ريحها فهي كذا وكذا" قال قولا شديدا. (أبو داود: ۲/۵۷۵، رقم: ۴۱۷۳، باب المرأة تتطيب للخروج، أول كتاب الترجل، ترمذي: ۲/ رقم: ۲۷۸۶، باب ماجاء في كراهية خروج المرأة متعطرة، أبواب الأدب)

اب کہار(۱) دروازے پر پکار رہے ہیں۔ بی بی اندر سے ان ہی کو گالیاں اور کوسنے سنا رہی ہیں۔ بلا وجہ کسی غریب کو دور دبک کرنا یا گالی سنا دینا صریح ظلم ہے، یہ بارہواں گناہ ہوا۔

اب خدا خدا کر کے بی بی تیار ہوئیں، کہاروں کو ہٹا کر سوار ہوئیں، بعض عورتیں ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں کہ ڈولی کے اندر سے پلا لٹک رہا ہے یا کسی طرف سے پردہ ہی کھل رہا ہے یا عطر و پھلیل اس قدر ملا ہے کہ راستہ میں خوش بو مہکتی جاتی ہے، یہ نامحرموں کے روبرو اظہارِ زینت ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ "جو عورت گھر سے عطر لگا کر نکلے (یعنی اس طرح کہ دوسروں کو بھی خوش بو پہنچے) تو وہ ایسی ویسی ہے"۔ یہ تیرہواں گناہ ہے۔

اشارہ سے سلام اور سلام کا طریقہ

اب منزلِ مقصود پر پہنچیں، کہار ڈولی دروازے میں رکھ الگ ہوئے، اور یہ بے دھڑک اتر کر گھر میں داخل ہوئیں، یہ احتمال ہی نہیں کہ شاید گھر میں نامحرم مرد پہلے سے ہو اور بار بار ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر نامحرم کا سامنا ہو جاتا ہے۔
مگر عورتوں کو تمیز نہیں ہے کہ اوّل گھر میں تحقیق کر لیا کریں، شبہ قوی کے موقع پر تحقیق نہ کرنا، یہ چودہواں گناہ ہوا(۲)۔
اب گھر میں پہنچیں، حاضرین کو سلام کیا، خوب ہوا، بعضوں نے تو زبان کو تکلیف ہی

---

(۱) کہار: ڈولی یا پالکی اٹھا کر چلنے والا، حمال (فیروز اللغات، ص:۱۰۴۹)

(۲) عن أبي سعيد الخدري عن أبيه أن رسول الله ﷺ قال: لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل ولا المرأة إلى عورة المرأة. (صحيح مسلم: ۱/۱۵٤، رقم: ۳۳۸، الحيض)
وفيه دليل على من لم يتوق الشبهة في كسبه ومعاشه فقد عرض نفسه للطعن فيه وفي هذا إشارة على المحافظة على أمور الدين ومراعاة المروءة (فتح الباري: ۱/۱۵٤، تحت رقم: ٥٤، باب فضل من استبرأ لدينه، كتاب الإيمان، شركة القدس)

نہیں دی، فقط ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا، بس سلام ہوگیا، جس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے۔ (۱)
(۱) بعضوں نے لفظِ سلام بھی کہا تو صرف سلام، یہ بھی سنت کے خلاف ہے، السلام علیکم کہنا چاہیے، اب جواب ملاحظہ فرمائیے: "جیتی رہو"، "ٹھنڈی رہو"، "سہاگن رہو"، "بھائی جیے"، "میاں جیے"، "بچہ جیے"۔ غرض کنبہ بھر کی فہرست شمار کرنا آسان اور وعلیکم السلام جو سب کو جامع ہے مشکل، یہ مخالفت سنت کی ہمیشہ ہمیشہ کو کرنا پندرہواں گناہ ہوا۔ (۲)

﴿غیبت، تفاخر، ریاء وغیرہ کا حکم﴾

اب مجلس جمی تو شغلِ اعظم یہ ہوا کہ غپیں (۳) شروع ہوئیں، جو حرامِ قطعی اور سخت ممنوع ہے، یہ سولہواں گناہ ہوا۔ باتوں کے درمیان میں ہر بی بی اس کوشش میں ہے کہ میری پوشاک اور زیور پر سب کی نظر پڑ جانا چاہیے۔ ہاتھ پاؤں سے، زبان سے، غرض تمام بدن سے اس کا اظہار ہوتا ہے، جو صریح رِیاء ہے اور جس کا حرام ہونا سب کو معلوم ہے، یہ سترھواں گناہ ہوا۔ اور جس طرح ہر ہر بی بی دوسروں کو اپنا مایۂ افتخار دکھاتی ہے اسی طرح دوسری کی مجموعی حالت دیکھنے کی بھی کوشش کرتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو اپنے سے کم پایا تو اس کو حقیر اور ذلیل سمجھا اور اپنے کو بڑا، یہ تکبر اور گناہ ہے، یہ اٹھارھواں گناہ ہوا۔ اور اگر دوسری کو اپنے سے بڑھا ہوا پایا تو حسد اور ناشکری اور حرص اختیار کی، یہ تینوں گناہ ہیں، یہ انیسواں

---

(۱) عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، أن رسول الله ﷺ قال: ليس منا من تشبه بغيرنا، لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى، فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع، وتسليم النصارى الإشارة بالأكف. (ترمذي: ۲/۹۹، رقم: ۲۶۹۵)

(۲) ويكره السلام بالسبابة. (تاتارخانيه: ۱۸/۷۹، رقم: ۲۸۰۹۶، زكريا جديد)
ويقول الراد عليكم السلام لأن مع كل واحد حافظين كراما كاتبين. (تاتارخانيه: ۱۸/۷۷، رقم: ۲۸۰۸۷، زكريا جديد)

(۳) غپ: شیخی کی بات، جھوٹی بات (فیروز اللغات ص: ۹۱۰)

اور بیسواں اور اکیسواں گناہ ہوا۔ اکثر اس طوفان اور بے ہودہ مشغولی میں نمازیں اُڑ جاتی ہیں، ورنہ وقت تو تنگ ضرور ہو جاتا ہے، یہ بائیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر ایک دوسرے کو دیکھ کر یا ایک دوسرے سے سن کر ان رسوم خرافات کی تعلیم بھی پاتی ہیں، اور اس تعلیم و تعلّم کا سلسلہ بلا کسی نصاب و سبق کے اس ملاقات ہی کی بدولت قائم ہے۔ معاصی کی تعلیم و تعلّم دونوں گناہ ہیں، یہ تیئیسواں گناہ ہوا۔ (۱)

﴿بے پردگی کا منظر﴾

یہ بھی ایک دستور ہے کہ ایسے موقع پر جو سقا پانی لاتا ہے، اس سے پردہ کرنے کے لیے بند مکان میں عورتیں نہیں جاتیں، بلکہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ تو منہ پر نقاب ڈال کر چلا آ،

---

(۱) ولا يغتب بعضكم بعضا أيحب أحدكم أن يأكل لحم أخيه ميتا. (سورة حجرات، رقم الآية: ۱۲)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: أنذركم فضول الكلام بحسب أحدكم أن يبلغ حاجته (مجمع الزوائد: ۱۰/۲۰۳، رقم: ۱۸۱۸۲، باب التوكل، مكتبة القدسي القاهرة)

والكلام المحرم يجب الصمت عنه، وفضول الكلام ينبغي الصمت عنها (الموسوعة الفقهية، ص: ۲۲۷، بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانا. (صحيح مسلم: ۲/۳۱۶، رقم: ۲۵۶۳، باب تحريم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوها)

عن سمرة بن جندب رضي الله عنه عن النبي ﷺ في الرؤيا قال أما الذي يثلغ رأسه بالحجر فإنه يأخذ القرآن فيرفضه وينام عن الصلاة المكتوبة. (صحيح البخاري: ۱/۱۵۳، رقم: ۱۱۴۳، باب عقد الشيطان على قافية الرأس، كتاب التهجد بالليل)

عن المنذر بن جرير عن أبيه قال: كنا عند رسول الله ﷺ في صدر النهار... إلى قوله: فقال رسول الله ﷺ: من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيء. (صحيح مسلم: ۱/۳۲۷، رقم: ۱۰۱۷، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة، كتاب الزكاة)

اور کسی کو دیکھنا مت۔ اب آگے اس کا ایمان جانے چاہے دزدیدہ نظر سے تمام مجمع کو دیکھ لے تو کسی کو کچھ غیرت نہیں۔ ایسے منظر پر قصداً بیٹھنا کہ نامحرم دیکھ سکے، حرام ہے، یہ چوبیسواں گناہ ہوا۔ (۱)

اب کھانے کے وقت جس قدر طوفان مچتا ہے کہ ایک ایک بی بی چار چار طفیلیوں کو ہم راہِ رکاب لاتی ہیں اور ان کو خوب بھر بھر دیتی ہیں اور گھر والے کے مال یا آبرو جانے کی کچھ پروا نہیں کرتیں، یہ پچیسواں گناہ ہوا۔ اب بعد فراغت جب گھر جانے کو ہوتی ہیں کہاروں کی آواز سن کر یاجوج ماجوج کی طرح وہ تموّج ہوتا ہے کہ ایک پر دوسری اور دوسری پر تیسری، غرض سب دروازہ کو جا لپٹتی ہیں کہ پہلے میں سوار ہوں۔ کہار بھی اکثر اوقات ہٹنے نہیں پاتے، اچھی طرح سامنا ہوتا ہے، یہ چھبیسواں گناہ ہوا۔ پھر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو بلا دلیل کسی کو تہمت لگانا بلکہ بعض اوقات اس پر تشدّد کرنا اکثر شادیوں میں پیش آتا ہے، یہ ستائیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر تقریب والے گھر کے مرد بے احتیاطی اور جلدی میں بالکل دروازے میں گھر کے رُوبرو آ کھڑے ہوتے ہیں، اور بہتوں پر نگاہ پڑتی ہے، ان کو دیکھ کر کسی نے منہ پھیر لیا۔ کوئی کسی کی آڑ میں آگئی، کسی نے ذرا سر نیچے کر لیا، بس یہ پردہ ہو گیا۔ اچھی خاصی رُوبرو بیٹھی رہتی ہیں، یہ اٹھائیسواں گناہ ہوا۔ (۲)

---

(۱) وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى (سورة الاحزاب، رقم الآية: ۳۳)
وقال بن كثير: التبرج انها تلقي الخمار على رأسها ولا تشده فيواري قلائدها وقرطها وعنقها ويبدو ذلك كله منها (تفسير ابن كثير ٥/٦٩، تحت رقم الآية: ۳۳، سورة الأحزاب، زكريا).
وأما النظر إلى الأجنبيات.. يكره بغير حاجة. (تاتارخانيه: ۱۸/۹۵، رقم: ۲۸۱٤٥، زكريا جديد)

(۲) عن عبد الله بن عمر قال رسول الله - ﷺ - "من دعى فلم يجب فقد عصى الله ورسوله ومن دخل على غير دعوة دخل سارقا وخرج مغيرا". (أبو داود: ۲/٥۲٥، رقم: ۳۷٤۱، باب ما جاء في إجابة الدعوة، كتاب الأطعمة)
لا يجوز للضيف أن يعطى من ذلك انسانا دخل عليهم لطلب انسان أو حاجة أخرى. (تاتارخانيه: ۱۸/۱۷۷، رقم: ۲۸٤۱٦، زكريا قديم)

﴿دولہا اور بارات نمائی﴾

پھر دولہا کی زیارت، بارات کے تماشے کو دیکھنا فرض اور تبرک سمجھتی ہیں۔ جس طرح عورت کو اپنا بدن غیر مرد کو دکھلانا جائز نہیں، اسی طرح بلا ضرورت غیر مرد کو دیکھنا بھی بوجہ احتمالِ فتنہ کے ممنوع ہے، یہ انتیسواں گناہ ہوا۔ پھر واپسی پر دولت خانہ کے بعد کئی روز تک آنے والے بیبیوں اور اہلِ تقریب کی کارروائیوں میں جو عیب نکالے جاتے ہیں اور کیڑے ڈالے جاتے ہیں، یہ تیسواں گناہ ہوا۔ اور اسی طرح کی اور بہت سی خرابیاں اور گناہ کی باتیں اس مجمعِ مستورات میں جمع ہیں، جو عاقل دین دار کو مشاہدہ اور تامل سے بے تکلف معلوم ہو سکتی ہیں، اس لیے میری رائے یہ ہے کہ "ام المفاسد" پہ جمع ہونا اس کا انسداد سب سے زیادہ ضروری ہے۔ (۱)

== عن أبي بكرة ذكر النبي ﷺ عقد على بعيره — إلى قوله- قال رسول الله ﷺ : فإن دماء كم وأموالكم وأعراضكم بينكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهر كم هذا إلخ. (صحيح البخاري: ١٦/١، رقم: ٦٧، باب قول النبي: رب مبلغ اوعى من سامع، كتاب العلم)

عن عمرو قال: أن رسول الله ﷺ لعن الناظر و المنظور إليه (مراسيل أبي داؤد ملحق بابي داؤد، ص:١٩، رقم: ١٤٧٣)

(۱) نظر المرأة إلى الرجل الأجنبي... إذا كانت المرأة تعلم يقينا أنها لو نظرت إلى بعض ما ذكرنا في الرجل لا يقع في قلبها شهوة فأما إذا علمت أنه يقع في قلبها شهوة أو شكت.. قال : فليجتنب بجهده على ما يأتي بيانه هو الحرمة وهو الصحيح في الفصلين جميعا. (تاتار خانيه: ٩٠/١٨، رقم: ٢٨١٣٠، زكريا جديد)

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا ينظر الرجل إلى عورة ولا المرأة إلى عورة المرأة إلخ. (صحيح مسلم: ١٥٤/١، رقم: ٣٣٨، الحيض)

عن عمرو قال أن رسول الله ﷺ لعن الناظر و المنظور إليه. (مراسيل أبي داود، ص: ١٩، رقم: ١٤٧٣)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز (شامي ٥١٩/٩، زكريا)

﴿جوڑے کی رسم﴾

۹۔ حجام آراندہ جوڑے کو بروقت پہنچانے پر کچھ انعام دیتے ہیں اور پھر یہ جوڑا نائن لے کر ساری برادری میں گھر گھر دکھلانے جاتی ہیں اور اس رات کو برادری کی عورتیں جمع ہو کر کھانا کھاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جوڑا دکھلانے کا منشا بجز ریا اور کچھ بھی نہیں اور عورتوں کے جمع ہونے کی برکات ابھی مذکور ہو چکی ہیں، غرض اس موقع پر بھی معاصی کا خوب اجتماع ہے۔ (۱)

﴿کفار و فساق کا تشبہ﴾

۱۰۔ علی الصباح دولہا کو غسل دے کر شاہانہ جوڑا پہناتے ہیں اور پرانا جوڑا مع جوتے کے حجام کو دیا جاتا ہے اور چوٹی سہرا کا حق کمینوں کو دیا جاتا ہے۔ اکثر اس جوڑے میں خلافِ شرع بھی لباس ہوتا ہے اور سہرا چونکہ کفار کی رسم ہے اس لیے اس حق کا نام چوٹی سہرا سے مقرر کرنا بے شک مذموم، اور تائید رسم کفار کی ہے، یہ بھی خلافِ شرع ہے۔ (۲)

﴿نامحرم کو دیکھنے کا گناہ اور سہرے کی رسم﴾

۱۱۔ اب نوشہ (۳) کو گھر میں بلا کر چوکی پر کھڑا کر کے دھیانیاں سہرا باندھ کر اپنا حق لیتی

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو انه سمع رسول الله ﷺ يقول: "من سمع الناس بعمله سمع الله به أسامع خلقه وحقره وصغره". (مسند أحمد: ۱/۴۵۵، رقم: ۶۵۰۹، مشكاة: ۴۵۴، أشرفيه)
عن عبد الله عن النبي ﷺ قال: المرأة عورة إذا خرجت استشرفها الشيطان. (ترمذي: ۱/۲۲۲، رقم: ۱۱۷۳، باب الرضاع)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم. (أبو داود: ۲/۵۵۹، رقم: ۴۰۳۱، باب في لبس الشهرة، كتاب اللباس، مسند أحمد: ۱/۴۵۵، رقم: ۵۱۱۴)
قال الطيبي: هذا عام في الخلق، والخلق والشعار، وقبيله: من تشبه بقوم أي من شبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير. (مرقاة المفاتيح: ۸/۲۵۵، كتاب اللباس، اشرفيه)

(۳) نوشہ: دلہا (فیروز اللغات، ص: ۱۳۸۶)

ہیں اور کنبہ کی عورتیں کچھ ٹکے نوشہ کے سر پر پھیر کر کمینان حاضرین کو دے دیتی ہیں۔

نوشہ کے گھر میں جانے کے وقت کوئی احتیاط نہیں رہتی۔ بڑی بڑی گہری پردہ والیاں آرائش زیبائش کیے ہوئے اس کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو اس کی شرم کا وقت ہے، یہ کسی کو نہ دیکھے گا۔ بھلا ہی غضب کی بات نہیں۔ اوّل تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ نہ دیکھے گا۔ مختلف طبائع کے لڑکے ہوتے ہیں جن میں اکثر تو آج کل شریر ہی ہیں۔

پھر اگر اس نے نہ بھی دیکھا تو تم کیوں اس کو دیکھ رہی ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ "لعنت کرے اللہ تعالیٰ دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھے"۔ غرض اس موقع پر دولہا اور عورتیں سب گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں، پھر سہرا باندھنا، یہ دوسرا امر خلافِ شرع ہوا، کیوں کہ یہ رسم کفار کی ہے۔

حدیث میں ہے کہ "جو تشبہ کرے کسی قوم کے ساتھ وہ ان ہی میں سے ہے"۔

پھر لڑ جھگڑ کر اپنا حق لینا، اوّل تو ویسے بھی کسی پر جبر کرنا حرام ہے، اور بالخصوص ایک معصیت کا ارتکاب کرکے اس پر کچھ لینا بالکل گند در گند ہے۔ اور نوشا کے سر پر سے پیسوں کا اتارنا یہ بھی ایک ٹوٹکا ہے، جس کی نسبت حدیث میں ہے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔ غرض یہ بھی سر تا سر خلافِ شرع امور کا مجموعہ ہے۔(۱)

---

(۱) عن عمرو قال أن رسول الله ﷺ لعن الناظر والمنظور إليه. (مراسيل أبي داود ملحق بسننه، ص:۱۹، رقم:۴۷۳)

عن بن عمر قال قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم. (أبو داود:۲/۵۵۹، رقم:۴۰۳۱، باب في لبس الشهرة، كتاب اللباس، مسند أحمد:۲/۵۰، رقم:۵۱۱۴)

من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار.. فهو منهم في الاثم. (مرقاة المفاتيح:۸/۲۵۵، كتاب اللباس، الفصل الثاني، اشرفيه)

عن النبي ﷺ قال: لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه. (شعب الايمان:۴/۳۸۷، رقم:۵۴۹۲، دار الكتب العلمية بيروت)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (شامي:۹/۵۱۹، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

﴿برات کی رسمیں﴾

۱۲۔ اب برات روانہ ہوجاتی ہے۔ یہ برات بھی شادی کا رکنِ اعظم سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے لیے کبھی دولہا والے کبھی دُلہن والے بڑے بڑے اصرار اور تکرار کرتے ہیں۔ غرض اس سے ناموری اور تفاخر ہے اور عجب نہیں کہ کسی وقت میں جب کہ راستوں میں امن نہ تھا، اکثر راہ زنوں اور قزاقوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا، بہ مصلحتِ حفاظت دولہا و دلہن واسباب زیور وغیرہ کے برات لے جانے کی رسم ایجاد ہوئی اور اسی وجہ سے گھر پیچھے ایک آدمی برات میں ضرور جاتا تھا، مگر اب تو نہ وہ ضرورت باقی رہی اور نہ کوئی مصلحت صرف افتخار واشتہار رہ گیا، پھر اکثر اس میں ایسا بھی کرتے ہیں کہ بلائے پچاس اور جا پہنچے سو۔ اوّل تو بے بلائے اس طرح کسی کے گھر جانا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”جو شخص دعوت میں بے بلائے جائے وہ گیا تو چور ہوکر، اور نکلا لٹیرا ہوکر“۔ یعنی ایسا گناہ ہوتا ہے جیسے چوری اور لوٹ مار کا، پھر دوسرے شخص کی اس میں بے آبروئی بھی ہوجاتی ہے۔ کسی کو رسوا کرنا، یہ دوسرا گناہ ہوا۔ پھر ان امور کی وجہ سے اکثر جانبین میں ایسی ضدا ضدی اور بے لطفی ہوتی ہے کہ عمر بھر اس کا اثر قلوب میں باقی رہتا ہے، چوں کہ نا اتفاقی حرام ہے، اس لیے اس کے اسباب بھی حرام ہوں گے۔ اس لیے یہ فضول رسوم ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ (۱)

== عن عبد الله عن رسول الله ﷺ قال: الطيرة شرك الطيرة شرك ثلاثا وما منا إلا ولكن الله يذهبه بالتوكل. (أبو داود: ۵۴٦/۲، رقم: ۳۹۱۰، باب في الطيرة، كتاب الطب)

وقال علي القاري: أي لاعتقادهم أن الطيرة تجلب لهم نفعا أو تدفع عنهم ضراً. (مرقاة المفاتيح: ٦/۹، باب الفال والطيرة، كتاب الطب والرقى، أشرفيه)

(۱) عن عبد الله بن عمر قال رسول الله ﷺ ”من دعي فلم يجب فقد عصى الله ورسوله ومن دخل على غير دعوة دخل سارقا وخرج مغيرا“. (أبو داود: ۵۲۵/۲، رقم: ۳۷٤۱، باب ما جاء في إجابة الدعوة، كتاب الأطعمة)

راہ میں جو گاڑی بانوں پر جہالت سوار ہوتی ہے اور گاڑیوں کو بے سُدھ بلا ضرورت بھگانا شروع کرتے ہیں اس میں سینکڑوں خطرناک واردات ہوجاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے مہلکہ خطرہ میں پڑنا بلا ضرورت کسی طرح جائز نہیں اور کوئی شخص گھوڑ دوڑ کا شبہ نہ کرے کہ اگر اس میں قمار نہ ہو تو وہ اس وقت جائز ہے، حالاں کہ اس میں بھی خطرہ ہے۔ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اوّل تو گھوڑ دوڑ میں جس قدر سوار ہیں سب ماہر ہیں۔ اس میں یہ احتمال کم ہے اور یہاں بہلیوں کے سواسب اناڑی، یہاں احتمال ضرر کا غالب ہے۔ دوسرے وہاں ضرورت تعلیم و فن کی ہے یہاں بجز مفاخرات کے اور کیا ضرورت ہے؟ (۱)

﴿روانگی سے قبل دولہے کا مزار پر جانا﴾

۱۴۳۔ دولہا اس شہر کے کسی مشہور متبرک مزار پر جاکر کچھ نقد چڑھاکر شاملِ برات

== عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال الخيل لرجل أجر ولرجل ستر وعلى رجل وزر — إلى قوله- ورجل ربطها فخرا ورياء ونواء لأهل الإسلام فهي على ذلك وزر. (صحيح البخاري:۱/۳۱۹، رقم:۲۳۷۱، باب شرب الناس والدواب والأنهار، باب في الشرب)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ المسلم أخو المسلم، لا يظلمه ولا يخذله، ولا يحقره التقوى هاهنا. (مسلم شريف:۲/۳۱۷، رقم:۲۵٦٤، باب تحريم ظلم المسلم، كتاب البر والصلة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: إن الرحم شجنة من الرحمن، فقال الله: من وصلك وصلته، ومن قطعك قطعته. (صحيح البخاري: ۲/۸۸۵، رقم: ۵۹۸۸، باب من وصل وصله الله، كتاب الأدب)

والوسيلة إلى الحرام حرام. (بدائع الصنائع:٤/۲۹۱، كتاب الاستحسان، زكريا)

(۱) ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة. (سورة البقرة، رقم:۱۹۵)

عن بن عباس رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التحريش بين البهائم، (ترمذي:۱/۳۰۰، رقم:۱۷۰۸، أبواب الجهاد، باب كراهية التحريش بين البهائم)

عن عمر بن الخطاب قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول إنما الإعمال بالنيات وإنما لكل امرئ مانوى إلخ. (صحيح البخاري:۱/۱، رقم:۱، كيف كان بدء الوحي)

الأمور بمقاصدها. (الأشباه والنظائر، ص:۱۲۲، زكريا)

ہوجاتا ہے۔ اس میں جو عقیدہ جاہلوں کا ہے وہ یقینی شرک تک پہنچا ہوا ہے۔ اگر کوئی فہیم اس بدعقیدے سے پاک بھی ہو تب بھی اس رسم سے چوں کہ ان فاسد الاعتقاد لوگوں کے فعل کی تائید وترویج ہوتی ہے اس لیے سب کو بچنا چاہیے۔(۱)

﴿جبراً وصولی﴾

۱۴۔ حجام آرندہ مہندی کو بروقت پہنچانے مہندی کے وہ مقدار انعام دیتا ہے کہ جس مقدار انعام پر دولہا والا اس مقدار خرچ کا اندازہ کرلیتا ہے جو اس فرد کو کمینان میں دینا پڑتا ہے، یعنی یہ فرد اس انعام سے آٹھ حصہ زیادہ ہوتا ہے۔ یہ زبردستی کا ٹیکس ہے کہ پہلے سے نوٹس دیا جاتا ہے کہ ہم تم سے اتنا روپیہ دلوائیں گے۔ چوں کہ اس طرح جبراً دلوانا حرام ہے۔ اس لیے اس کی تمہید اور اطلاع کے لیے اصطلاح مقرر کرنا بھی اسی کے حکم میں ہے، کیوں کہ معصیت کا عزم بھی معصیت ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الطيرة شرك إلخ (أبو داود: ۲/۵٤٦، ۲/۵٤٦، رقم: ۳۹۱۰)

وقال القاري: أي لاعتقادهم أن الطيرة تجلب لهم نفعا أو تدفع عنهم ضرا، (مرقاة: ۹/٦، باب الفال والطيرة، كتاب الطب، أشرفية)

والتحقيق أنها إن كانت مما تندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وإن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة وإلا فهي من قسم المباح. (فتح الباري: ٤/۲۹٦، كتاب الصوم، التراويح، باب من فضل من قالم رمضان، أشرفيه)

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه عن النبي ﷺ قال: ألا لاتظلموا ألا لايحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان: ٤/۳۸۷، رقم: ۵٤۹۲، دار الكتب العلمية، مشكاة: ۲٦۱، أشرفيه)

من عزم المعصية ووطن نفسه عليها اثم في اعتقاده وعزمه... إلاصرار والعزم معصية. (مرقاة المفاتيح: ۱/۱۳۵، باب الوسوة، كتاب الايمان، أشرفيه)

﴿مہندی کے التزامات﴾

۱۵۔ کچھ مہندی دلہن کے لگائی جاتی ہے اور باقی تقسیم ہوجاتی ہے۔ یہ دونوں امر بھی خواہ مخواہ التزامِ مالایلزم ہیں، اس طرح کہ اس کے خلاف کو عیب سمجھتے ہیں۔ پس صریح تعدی حدودِ شرعیہ ہے۔ (۱)

﴿عورتوں کا جمگھٹ﴾

۱۶۔ برات آنے کے دن دلہن کے گھر عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ اس مجمع کے ظلمات ونحوستیں اوپر عرض کرچکا ہوں۔ (۲)

﴿ہر کام میں رسم﴾

۱۷۔ ہر کام پر پروت تقسیم ہوتے ہیں۔ مثلاً: نائی نے دیگ کے لیے چولہا کھود کر پروت مانگا تو اس کو ایک خوان میں اناج اور اس پر گڑ کی ایک بھیلی رکھ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر خفیف کام پر بھی جرمانہ ہوتا ہے۔ خدمت گزاروں کو دینا بہت اچھی بات ہے، مگر اس ڈھونگ کی کوئی ضرورت ہے؟ اس کا جو حق الخدمت سمجھا جائے اس کو ایک دفعہ دے دیا جاوے۔ اس کی بنا بھی وہی تشہیر ہے۔ پس علاوہ اس کے اس کو اُجرتِ خدمت تو کہہ نہیں سکتے، کیوں کہ اُجرت کے لیے شرعاً تعینِ مقدار ضروری ہے، اور یہاں ہرگز ایسا تعیّن نہیں ہے کہ پاؤ سیر کا بھی فرق نہ ہونے پائے۔ پس لابد انعام واحسان ہوگا، اس میں اس طرح

---

(۱) كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروها. (سباحة الفكر، ص:۷۲، بحواله محموديه:۵/۲۲۵، زكريا)

(۲) عن عبد الله عن النبي ﷺ قال: المرأة عورة إذا خرجت استشرفها الشيطان. (ترمذي:۱/رقم: ۱۱۷۳، باب الرضاع)

زبردستی لینا حرام ہے اور جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ اور اگر اس کو اُجرت کہا جائے تو بوجہ مجہول ہونے کے اجارہ فاسد ہے اور اجارہ فاسدہ حرام ہے۔ (۱)

﴿مسلمان کو رسوا کرنا﴾

۱۸۔ برات پہنچنے پر گاڑیوں کو گھاس دانہ اور مانگے کی گاڑیوں کو گھی اور گڑ بھی دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر اکثر گاڑی بان ایسا طوفان برپا کرتے ہیں کہ گھر والا بے آبرو ہو جاتا ہے اور باعث اس کے وہی برات لانے والے ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ امرِ مذموم کا سبب بننا بھی امرِ مذموم ہے۔ (۲)

﴿بری کی خرافات﴾

۱۹۔ برات ایک جگہ قیام کرتی ہے اور طرفین کی برادری کے سامنے بَری کھولی جاتی ہے۔ اب وقت آیا ہے اس معصیت رِیا و افتخار کے ظہور کا جو اصل مقصود تھا اور اسی سبب

---

(۱) كم من مباح يصير بالالتزام من غبر لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروها. (سباحة الفكر، ص:۷۲، بحواله محمودیه:۵/۲۲۵، زکریا)

والتحقيق أنها إن كانت مما تندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وأن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة وإلا فهي من قسم المباح. (فتح الباري:۴/۲۹۶، كتاب الصوم، التراويح، باب من فضل من قام رمضان، أشرفيه، دار البيان العربي)

وشرطها: كون الأجرة والمنفعة معلومتين؛ لأن جهالتهما تفضى إلى المنازعة (درمختار مع الشامي:۹/۹، رشيديه)

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ... المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره التقوى ههنا ويشير إلى صدره ثلاث مرات بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه. (صحيح مسلم:۲/۳۱۷، رقم: ۲۵۶۴، باب تحريم ظلم المسلم، كتاب البر والصلة)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي (شامي:۲/۱۶، زكريا)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (شامي:۹/۵۱۹، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

سے یہ رسم ممنوع ہے۔(۱)

﴿بری کے موقع پر بے پردگی﴾

۲۰۔ جس میں بعض اشیاء تو بہت ضروری ہیں: شاہانہ جوڑا، انگوٹھی، پاؤں کا زیور، سہاگ پوڑا، عطروتیل، مسّی، سرمہ دانی، کنگھی، پان، کھیلیں اور باقی غیر ضروری جس قدر جوڑے بَری میں ہوتے ہیں اتنی ہی مٹکیاں ہوتی ہیں۔ ان سب مہملات کا التزامِ مالایلزم ہونا ظاہر ہے جس کا خلافِ شرع ہونا بارہا مرقوم ہوچکا ہے۔ اور رِیا و نمود تو سب رسموں کی جان ہے، اس کو تو کہنے کی حاجت ہی کیا۔

۲۱۔ اس بَری کو لے جانے کے واسطے دلہن کی طرف سے کمین خوان لے کر آتے ہیں اور ایک ایک آدمی ایک ایک چیز سر پر لے جاتے ہیں۔ دیکھئے اس رِیا کا اور اچھی طرح ظہور ہوا، گو وہ ایک ہی آدمی کے لے جانے کا بوجھ، مگر لے جائے اس کو ایک قافلہ، تاکہ سلسلہ دراز معلوم ہو، کھلا تکاثر و تفاخر ہے۔

۲۲۔ تمام مرد کنبہ کے بَری کے ساتھ جاتے ہیں اور بَری زنانہ مکان میں پہنچادی جاتی ہے۔ اس موقع پر اکثر بے احتیاطی ہوتی ہے کہ مرد بھی گھر میں چلے جاتے ہیں اور مستورات کو بالکل بے حجابانہ سامنا ہوتا ہے۔ نہیں معلوم کہ اس روز تمام گناہ اور بے غیرتی کی باتیں کس طرح حلال اور عین تہذیب ہوجاتی ہیں۔(۲)

---

(۱) عن جندب يقول: قال النبي ﷺ من سمّع سمّع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري:۲/رقم:٦٤٩٩، باب الرياء والسمعة، كتاب الرقاق)
الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة. (سعايه:۲/۲٦٥، فيصل)

(۲) عن أبي سعيد الخدري عن أبيه أن رسول الله ﷺ قال: لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل ولا المرأة إلى عورة المرأة. (صحيح مسلم:۱/١٥٤، رقم:۳۳۸، الحيض)
عن عمرو قال: أن رسول الله لعن الناظر والمنظور إليه. (مراسيل أبي داود، ص:۱۹، رقم:٤٧٣)
الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة. (سعايه:۲/۲٦٥، فيصل)

۲۳۔ اس بَری میں شاہانہ جوڑا اور بعض چیزیں رکھ کر باقی چیزیں واپس ہوجاتی ہیں جس کو دولہا والا بجنسہٖ صندوق میں رکھ لیتا ہے، جب واپس لینا تھا تو خواہ مخواہ بھیجنے کی کیوں تکلیف کی، بس وہی نمود شہرت، جب واپس آنا یقینی ہے تب تو عقلاء کے نزدیک کوئی شان کی بات بھی نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی کی مانگ لایا ہو۔

پھر گھر آکر واپس کردے گا، اور اکثر ایسا واقع بھی ہوتا ہے۔ تمام لغویات شرع کے بھی خلاف اور عقل کے بھی خلاف، پھر لوگ ان پر خوش ہیں۔

۲۴۔ بَری کے خوان میں دُلہن والوں کی طرف سے ایک یا سوا روپیہ ڈالا جاتا ہے جس کو بَری کی چنگیر کہتے ہیں۔ اور وہ دولہا کے نائی کا حق ہوتا ہے۔ اس کے بعد ڈومنی ایک ڈوری لے کر دولہا کے پاس جاتی ہے اور خفیف انعام دو آنے یا چار آنے دیا جاتا ہے، اس میں بھی وہی التزامِ مالایلزم اور جبر فی التبرع سرتاسر ہے۔ اور معلوم نہیں کہ ڈومنی صاحبہ کا کیا استحقاق ہے اور یہ ڈوری کیا واہیات ہے۔ (۱)

﴿نکاح کے وقت کی خرافات﴾

۲۵۔ برات والے نکاح کے واسطے بلائے جاتے ہیں، خیر غنیمت ہے، خطا معاف ہوئی۔ ان خرافات میں اکثر اس قدر دیر لگتی ہے کہ اکثر تو تمام شب اسی کی نذر ہوجاتی ہے۔ پھر بدخوابی سے کوئی بیمار ہوگیا، کسی کا سوئے ہضم ہوگیا، کوئی غلبۂ خواب سے ایسا سویا کہ صبح کی نماز ندارد ہوگئی۔ ایک رونا ہو تو رویا جاوے، یہاں تو سر سے پاؤں تک رونا ہی رونا بھرا ہے، اللہ

---

(۱) عن علي بن حسين عن أبيه قال: قال رسول الله ﷺ: من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه (مسند (مسند أحمد: ۱/۲۰۱، رقم: ۱۷۳۷)

وكل مباح يؤدي إليه (السنية والوجوب) فمكروه (در مختار مع الشامي: ۲/ ۵۹۸، كتاب الصلاة، زكريا)

تعالیٰ رحم فرمائے۔(۱)

﴿بیر گھڑی﴾

۲۶۔ سب سے پہلے سقا پانی لے کر آتا ہے، اس کو سوا روپیہ بیر گھڑی کے نام سے دیا جاتا ہے، گو دل نہ چاہے، مگر زکوٰۃ سے بڑھ کر فرض ہے کہ ضرور دو۔ غضب ہے کہ اوّل تو تبرّعات میں جبر جو محض حرام ہے اور جبر کے کیا یہی معنی ہیں کہ لاٹھی ڈنڈا مار کر کسی سے کچھ لے لیا جاوے، بلکہ یہ بھی جبر ہے کہ اگر نہ دیں گے تو بدنام ہوں گے۔ پھر لینے والے خود مانگ کر جھگڑ جھگڑ کر لیتے ہیں، اور وہ بے چارہ اپنے ننگ وناموس کے لیے دیتا ہے، یہ سب جبر حرام ہے۔ پھر یہ بیر گھڑی تو ہندوانہ لعنت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے یہ رسم سیکھی ہے، یہ رسم دوسری ظلمت ہوئی۔

۲۷۔ اس کے بعد ڈوم شربت گھولنے کے واسطے آتا ہے جس کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے اور شکر شربت کی دُلہن والوں کے یہاں سے آتی ہے۔ یہاں بھی وہی جبرِ تبرعات موجود ہے۔ پر یہ ڈوم صاحب کس مصرف کے ہیں۔ بے شک شربت گھولنے کے لیے بہت ہی موزوں ہیں۔ کیوں کہ آلاتِ نشاط بجاتے بجاتے ہاتھ میں مادۂ سرور پیدا ہو گیا ہو گا، تو شربت مل جانے سے پینے والوں کو سرور زیادہ ہو گا۔(۲)

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو، عن النبي ﷺ أنه ذكر الصلاة يوما فقال: من حافظ عليها كانت له نورا وبرهانا ونجاة من النار يوم القيامة، ومن لم يحافظ عليها لم تكن له نورا، ولا نجاة، ولا برهانا، وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبي بن خلف. (سنن دارمي: ۲/ ۳۶۰، رقم: ۲۷۷۱، باب في المحافظة على الصلاة، كتاب الاستيذان، شركة القدس)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (شامي: ۹/ ۴۱۹، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه عن النبي ﷺ قال: لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان: ۴/ ۳۸۷، رقم: ۵۴۹۲، دار الكتب العلمية، مشكاة، ص: ۲۶۱، أشرفيه)

التبرع في الاصطلاح: بذل المكلف مالا أو منفعة لغيره في الحال أو المآل بلا عوض بقصد البر

﴿نکاح پڑھانے والا کیسا ہو﴾

۲۸۔ قاضی صاحب کو بلوا کر نکاح پڑھواتے ہیں۔ بس یہ ایک امر ہے جو تمام غیر مشروعات میں ایک مشروع ہے۔ مگر اس میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر جگہ حضرات قاضی صاحبان مسائلِ نکاح اور متعلقات اس کے سے محض ناواقف ہوتے ہیں کہ بعض مواقع پر نکاح بھی درست نہیں ہوتا، تمام عمر بدکاری ہوا کرتی ہے۔ اور بعض ایسے طماع کہ روپیہ سوا روپیہ کے لالچ میں آکر جس طرح فرمائش کی جاوے کر گزرتے ہیں، خواہ نکاح ہو یا نہ ہو۔ اس میں بہت اہتمام چاہیے کہ نکاح پڑھنے والا خود عالم ہو یا کسی عالم سے خوب تحقیق کر کے نکاح پڑھے۔ (۱)

﴿نکاح کی اجرت﴾

۲۹۔ اور ان کو کچھ دے کر رخصت کرتے ہیں۔ اکثر جگہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ لوگ اس کو اپنا حق واجبُ الادا سمجھتے ہیں اور حتیٰ کہ اگر کوئی نہ دے یا معین مقدار سے کم دے تو اس سے تکرار کرتے ہیں، تقاضا کرتے ہیں، بڑی تہذیب کا مظاہرہ فرمایا تو یہ زبان سے نہ بولیں گے، مگر دل میں ضرور ناخوش ہوں گے۔ تو ایسے لینے کی نسبت "رفاہ المسلمین شرح مسائل

==والمعروف غالبا. (الموسوعة الفقهية:١٠/٦٥، تبرع، كويت)

عن بن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من تشبه بقوم فهو بينهم. (أبو داود:٢/٥٥٩، رقم:٤٠٣١)

من شبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار فهو منهم. (مرقاة:٨/٢٥٥، الفصل الثاني، كتاب اللباس، فيصل)

الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة. (سعايه:٢/٢٦٥، فيصل)

(١) ويندب اعلانه وتقديم خطبة وكونه في مسجد يوم جمعة بعاقد رشيد وشهود عدول. (الدر المختار:٤/٦٦-٦٧، كتاب النكاح، زكريا، البحر الرائق:٣/١٤٤، زكريا)

اَربعین" میں "خزانۃ الروایات" سے حرام ہونا نقل کیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ایک رواج یہ ہورہا ہے کہ اکثر جگہ قاضی لوگ اپنا نائب بھیج دیتے ہیں، اور ان کو جو کچھ ملتا ہے اس میں زیادہ حصہ قاضی کا اور تھوڑا سا اس نائب کا ہوتا ہے۔ یہ استحقاق قاضی صاحب کا بلا دلیل ہے اور اس پر کچھ اور مطالبہ کرنا بالکل ناجائز ہے۔ یہ امر قابل یاد رکھنے اور لحاظ کرنے کے ہے کہ البتہ خوشی سے اگر صاحبِ تقریب کچھ دے دے تو لینا جائز ہے۔ اور جس کو دیا ہے اسی کی ملک ہے۔ مثلاً: اگر نائب کو خوشی سے دیا تو تمام تر اس کی ملک ہے۔ قاضی صاحب اس سے اس وجہ سے لیتے ہیں کہ ہم نے تم کو مقرر کیا ہے، سو اس وجہ سے لینا رشوت اور حرام ہے۔ اور راشی و مرتشی یعنی نائب اور منیب دونوں عاصی ہوتے ہیں۔ (۱)

کسی کو نقصان پہنچانا، جائز نہیں

۳۰۔ اس کے بعد اگر دولہا والے چھوارے لے کر گئے ہوں تو وہ لٹا دیتے ہیں یا تقسیم کردیتے ہیں۔ ورنہ وہی شربت خواہ گرمی و خواہ سردی علاوہ التزام مالا یلزم کے جو کہ شربت میں ہے، کسی کو بیمار ڈالنے کا سامان کرنا جیسا کہ بعض فصلوں میں شربت پینے سے واقع ہوتا ہے، کہاں جائز ہے؟ (۲)

---

(۱) و مالم تجب مباشرته عليه حل له أخذ الأجرة عليه. (هنديه: ۳/۳٤٥، زكريا قديم، تاتارخانيه: ۱۱/۱۱۹، رقم: ۱٥٦۳٤، زكريا)

أما السبب فهو أخذ مال الغير بغير إذنه لقوله عليه الصلاة والسلام على اليد ما أخذت حتى ترد وقوله عليه الصلاة والسلام لا يأخذ أحدكم مال صاحبه لاعبا ولا جادا فإذا أخذ أحدكم عصا صاحبه فليرد عليه ولأن الأخذ على هذا الوجه معصية. (بدائع: ٦/۱۳۹-۱٤۰، زكريا)

عن عبد الله بن عمرو قال: لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي. (أبو داود: ۲/٥٠٤، رقم: ۳٥٨٠، باب في كراهية الرشوة، أول كتاب الأقضية)

(۲) الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة (سعايه: ۲/۲٦٥، فيصل)

عن بن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: لا ضرر ولا ضرار إلخ. (مسند أحمد: ۱/۳۱۳، رقم: ۲٨٦٥، مسند عبد الله بن عباس رضي الله عنه)

﴿دلہے کی ہاتھ دھلائی﴾

۳۱۔ اب دُلہن کی طرف کا نائی ہاتھ دھلاتا ہے، اس کے سوا روپیہ ہاتھ دھلائی دیا جاتا ہے۔ یہ انعام فی نفسہٖ ایک تبرّع واحسان ہے، مگر اس کو دینے والے اور لینے والے حقِ واجب اور نیگ سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح سے دینا لینا حرام ہے، کیوں کہ تبرّع میں جبر حرام ہے، جیساکہ اوپر گذر چکا ہے۔ اور اگر حق الخدمت کہا جاوے تو دُلہن والوں کا خادم ہے، ان کے ذمہ ہونا چاہیے۔ دولہا والوں سے کیا واسطہ ہے یہ تو مہمان ہیں۔ علاوہ خلافِ شرع ہونے کے خلافِ تہذیب بھی کس قدر ہے کہ مہمانوں سے فیس اور اُجرت نوکروں کی وصولی کی جاوے۔ (۱)

﴿شکرانہ کی رسم﴾

۳۲۔ اور دولہا کے لیے گھر میں سے شکرانہ بن کر آتا ہے، جو خالی رکابیوں میں سب براتیوں کو تقسیم کیا جاتا ہے، اس میں التزامِ مالا یلزم کے عقیدہ کا بھی فساد ہے، یعنی اگر یہ شکرانہ بنایا نہ جائے تو باعث نامبارکی کے سمجھتے ہیں، بلکہ اکثر رسوم میں یہی عقیدہ ہے۔
یہ خود شعبہ شرک کا ہے۔ حدیث میں ہے کہ طیرہ یعنی بدشگونی اور نامبارکی کی کچھ اصل نہیں۔ شریعت جس کو بے اصل بتلائے اور لوگ اس پر پُل بناکر کھڑا کریں، بتلایئے کہ یہ

---

(۱) كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروها. (سباحة الفكر، ص:۷۲، بحوالہ محمودیہ: ۲۲۵/۵، زکریا)

الأجرة تلزم المستأجر. (الموسوعة: ۲۷۰/۱، اجارة، كويت)

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه. (صحيح البخاري: ۹۰۶/۲، رقم: ۶۱۳۶، باب اكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه، كتاب الأدب)

شریعت کا مقابلہ ہے کہ نہیں؟(۱)

﴿مہمان کی ضیافت﴾

۳۳۔ اس کے بعد جب براتی کھا کر چلے جاتے ہیں۔ لڑکی والے کے گھر سے نوشا کے لیے پلنگ سجا کر بھیجا جاتا ہے اور کیسے اچھے وقت بھیجا جاتا ہے جب تمام شب زمین پر پڑے ہڈیاں چور ہو چکیں، اب مرہم آیا، واقعی حق دار تو ابھی ہوا ہے۔ اس سے پہلے تو اجنبی شخص تھا۔ بھلے مانسو! اگر داماد نہ تھا تو بے چارہ بلایا ہوا مہمان تو تھا۔ آخر مہمان کی مدارات کا بھی حکم شرع میں اور عقل میں ہے یا نہیں؟ اور دوسرے براتی اب بھی فضول ہی رہے۔ ان کی اب بھی کسی نے بات نہیں پوچھی، صاحبو! وہ بھی تو مہمان ہیں۔(۲)

۳۴۔ حجام آرندہ پلنگ کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے، پس معلوم ہوا کہ یہ چارپائی اس علت کے لیے آئی تھی، استغفر اللہ! اس میں بھی وہی جبر فی التبرع ظاہر ہے۔

۳۵۔ پچھلی شب کو ایک خوان میں شکرانہ بھیجا جاتا ہے جس کو برات کے سب لڑکے مل کر کھاتے ہیں، چاہے ان کم بختی ماروں کو تداخل ہی ہو جائے، مگر شادی والوں کو اپنی رسمیں پوری کرنے سے کام، پہلے جہاں شکرانہ بنانے کا ذکر آیا ہے وہاں بدلیل بیان ہو چکا ہے کہ یہ بھی خلافِ شرع ہے۔

۳۶۔ حجام آرندہ خوان کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے، کیوں نہ دیا جاوے؟ ان حجام صاحب

---

(۱) الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة (سعايه:۲/۲۶۵، فيصل)

عن أنس رضي الله عنه عن النبي ﷺ: لا عدوى ولا طيرة ويعجبني الفأل الصالح، الكلمة الحسنة. (صحيح البخاري:۲/۸۵۶، رقم:۵۷۵٦، باب الفأل، كتاب الطب)

(۲) عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه. (صحيح البخاري:۲/۹۰۶، رقم:۶۱۳۶، باب اكرام الضيف وخدمته إياه نفسه، كتاب الأدب)

کے بزرگوں نے اس بے چارے براتی کے باپ دادا کو قرض روپیہ چلایا تھا۔ یہ بے چارہ اس کو ادا کررہا ہے۔ ورنہ اس کے باپ دادا جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔(۱)

﴿دف کی رسم﴾

۷۳۔ صبح کو برات کے بھنگی دلہن والوں کو گھر دف بجاتے ہیں۔ یہ دف برات کے ساتھ آئی تھی اور دف فی نفسہٖ جائز تھی، مگر شریعت نے اس میں یہ مصلحت رکھی ہے کہ اس سے اعلان نکاح کا ہوجاوے، جو مطلوب ہے۔

لیکن اب یقینی بات ہے کہ اظہارِ شان وشوکت وتفاخر کے لیے بجاتا ہے اور قاعدہ ہے کہ جو مباح ذریعۂ معصیت بن جائے، وہ بھی معصیت ہو جاتا ہے، اس لیے یہ دف بھی موقوف کرنے کے قابل ہے۔ اعلان کے ہزاروں طریقے ہیں اور اب تو ہر کام مجمع میں ہوتا ہے، پہلے سے ذکر مذکور ہوا کرتا ہے، بعد میں مدتوں تذکرہ رہتا ہے۔ بس یہ اعلان کافی ہے اور اگر دف کے ساتھ شہنائی بھی ہو تو کسی حال میں جائز نہیں، عربی میں اس کو تبرع کہتے ہیں، حدیث میں اس کا مذموم ومکروہ ہونا آیا ہے۔(۲)

---

(۱) ولاتلقوا بأيديكم إلى التهلكة (سورة البقرة، رقم الآية: ۱۹۵)

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي: ۶/۱۰۶، زكريا، هنديه: ۲/ ۱۶۷، زكريا قديم)

(۲) عن محمد بن حاطب الجمحي قال قال رسول الله ﷺ: فصلُ ما بين الحرام والحلال الدف والصوت. (ترمذي: ۱/۲۰۷، رقم: ۱۰۸۸، باب ما جاء في اعلان النكاح، أبواب النكاح)

وعن الحسن: لا باس بالدف في العرس ليشتهر وفي السراجية: هذا إذا لم يكن له جلاجل ولم يضرب على هئية التطرب. (شامي: ۹/۵۰۵، زكريا)

قال بن المنير: المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن مرتبتها. (فتح الباري: ۲/۳۹۶، تحت رقم الحديث: ۸۵۲، أشرفيه)

﴿بھنگی کی نیگ(۱)﴾

۳۸۔ اور دلہن والوں کی طرف کا بھنگی برات کے گھوڑوں کی لید اُٹھاتا ہے۔ اور دونوں طرف کے بھنگیوں کو برابر نیگ لید اُٹھائی اور صفائی کا ملتا ہے۔ بھلا اس ٹھیسٹرہ بدلائی سے کیا فائدہ؟ دونوں کو جب برابر ملتا ہے تو اپنے اپنے کمینوں کو دے دیا ہوتا، خواہ مخواہ دوسرے سے دلاکر تبرعات میں جبر لازم کرایا۔ جس کا حرام ہونا اوپر گذر چکا ہے۔ (۲)

﴿جبری وصولی﴾

۳۹۔ دلہن والوں کی ڈومنی دولہا کو پان کھلانے کے واسطے اپنا پروت موافق دستور کے لے کر جاتی ہے اور اس کو کچھ انعام ملتا ہے۔ بے چارے کو آج ہی لوٹ لو، کچھ بچا کر لے جانے نہ پاوے، بلکہ اور قرض کر جائے۔ اسی جبر فی التبرع کو یاد کرلو۔

۴۰۔ اس کے بعد نائن دلہن کا سر گوندھ کر کے کنگھی کو ایک کٹورہ میں ڈال کر لے جاتی ہے اور اس کو سر بندھائی اور پوڑے پسائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے، کیوں نہ دیا جائے، یہ بے چارہ سب کا مقروض بھی ہے، یہاں بھی اسی جبر کو یاد کرلو۔ (۳)

﴿جبری انعام کی فہرست﴾

۴۱۔ اس کے بعد فرد انعام کمینان دلہن والوں کی طرف سے تیار ہو کر دولہا والوں کو

---

(۱) نیگ: نذر، بھینٹ، حصہ، بخرہ، بیاہ میں بطور شگون رشتہ داروں کو یا خدمت گاروں کو بطور انعام دی جانے والی والی رقم (فیروز اللغات، ص:۱۳۹۵)

(۲) الأجرة تلزم المستأجر. (الموسوعة الفقهية:۱/۲۷۰، اجارة کویت)
لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي:۶/۱۰۶، زکریا)

(۳) لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي:۶/۱۰۶، زکریا)

دی جاتی ہے، وہ خواہ اس کو تقسیم کردے یا یک مشت روپیہ دُلہن والوں کو دے دے، اس میں بھی وہی تبرع میں جبر لازم آتا ہے، جس کا حرام ہونا کئی بار مرقوم ہو چکا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! یہ لوگ ایسے ہی موقع کی توقع سے عمر بھر خدمت کرتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ جس کی خدمت کی ہے اس سے حق الخدمت لینا چاہیے، یہ کیا لغو حرکت ہے کہ خدمت کریں زید کی اور حق الخدمت ادا کرے عمرو۔ (۱)

﴿دلہے کی سلامی﴾

۴۲۔ نوشا گھر میں بلایا جاتا ہے، اور اس وقت پوری بے پردگی ہوتی ہے۔ اور بعض باتیں بے حیائی کی اس سے پوچھی جاتی ہیں، جس کا گناہ اور بے غیرتی ہونا محتاجِ بیان نہیں۔

۴۳۔ اگر بہت غیرت کا کام فرمایا گیا تو اس کا رومال گھر میں منگایا جاتا ہے۔ اور اس وقت سلامی کا روپیہ جمع کر کے جو بطور نوتہ کے ہوتا ہے دولہا کو دیے جاتے ہیں۔ اور شادیوں میں کئی موقعوں پر نوتہ جمع ہوتا ہے، جس کی اصل یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے زمانہ میں کسی غریب آدمی کو کوئی تقریب پیش آئی، اس کے عزیزوں نے بطور امداد کے کچھ جمع کر کے دے دیا، کچھ اس وقت ان امور میں اس قدر طول نہ تھا، تھوڑے سے سرمائے میں سب ضروری کام انجام پا گئے، نہ اس کو بار ہوا کہ مفت رقم ہاتھ آگئی، نہ دینے والوں پر گراں ہوا، کسی کا زیادہ خرچ نہیں ہوا۔ اگر بطور تبرع واحسان کے دیتے ہوں گے تو اس کا عوض نہ چاہتے ہوں گے، گو دوسرا شخص بقاعدہ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ کے اس کی ضرورت کے وقت اس کی اعانت کر دیتا ہو بشرطِ گنجائش وبلا لحاظ کمی وبیشی کے، اور اگر بطور قرض کے ہوتا ہوگا تو

(۱) أما السبب فهو أخذ مال الغير بغير إذنه لقوله عليه الصلاة والسلام على اليد ما أخذت حتى ترد وقوله عليه الصلاة والسلام لا يأخذ أحدكم مال صاحبه لاعبا ولا جادا فإذا أخذ أحدكم عصا صاحبه فلير د عليه ولأن الأخذ على هذا الوجه معصية. (بدائع الصنائع:۱۴۰/۶، زکریا)
الأجرة تلزم المستأجر. (الموسوعة الفقهية:۲۷۰/۱، کویت)

اس کو یہ قرض بتدریج ادا کردینا آسان ہوتا تھا۔ واقعی اس وقت یہ مصلحت نہایت مفید تھی اور اب تو اس میں کوئی بھی مصلحت نہیں رہی، جس قدر صرف ہوتا ہے اس کا کوئی جزو معتدبہ اس نوتا میں جمع نہیں ہوتا۔ پھر ناحق مقروض بننے سے کیا نفع؟ اور پھر اکثر اس پر تکرار اور رنج بھی ہوتا ہے۔ غرض بے ضرورت مقروض ہونا بھی منع ہے، رنج و تکرار کا کام کرنا بھی منع ہے۔ پھر گنجائش کے وقت ادا نہیں کرسکتے۔ جب دوسرے شخص کے یہاں کوئی تقریب ہو تب ہی ادا کرنا ممکن ہے۔ اگر اس وقت پاس نہ ہو تو بعض اوقات سودی قرض لے کر دینا پڑتا ہے، یہ بھی گناہ ہی ہے۔ جس دستور میں اتنے گناہ ہوں بے شک واجب الترک ہے۔(۱)

﴿ڈومنی اور نائن کا نیگ﴾

۴۴۔ اس میں ڈومنی اور نائن کا نیگ بقدر آٹھ آنے نکالا جاتا ہے۔ اللہ میاں کی زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ اتنا فرض نہیں سمجھتے، کھیت کا دسواں حصہ واجب نہیں جانتے، مگر ان کا حصہ نکالنا سب فرائض سے بڑھ کر فرض، یہ التزامِ مالایلزم کس قدر لغو امر ہے۔ پھر یہ کہ نائن تو خدمتی بھی ہے، بھلا یہ ڈومنی کس مصرف کی دوا ہے، جو ہر جگہ اس کا ساجھا اور حق رکھا ہوا

---

(۱) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة. (شامي:۲/۷۹، زكريا)
ولا يكلم الأجنبية وفي الشامي: إنما ذلك في كلام فيه اثم. (شامي: ۹/ ۵۳۰، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)
وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ. (سورة الروم، رقم الآية:۳۹)
وفيه التحذير عن كثرة التدين والتقصير في ادائه... وإنما هو بسبب عارض من تضييع حقوق الناس. (مرقاة المفاتيح:۶/۱۰۷، باب الإفلاس والإنظار، باب الاحتكار، أشرفيه ديوبند)۔

ہے۔(۱) بقول شخصے: "بیاہ میں بیچ کا لیکھا"، شاید گانے بجانے کا حق الخدمت سمجھا جاوے تو اس خدمت کی کیفیت سن لینا چاہیے

﴿شادی بیاہ میں گیت گانا﴾

اکثر لوگ یہ سن کر کہ شادی میں گیت درست ہے، بے دھڑک ڈومنیاں گواتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ درست کس طرح تھا اور اب رواج کس طرح پر ہے۔ اس کی تو مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی کی روٹی غصب کر کے لادے اور مفتی سے پوچھے کہ روٹی حرام ہے یا حلال؟ اور اس سے حلال سن کر خوب غصب کیا کرے۔ ظاہر ہے کہ ایسے فتویٰ سے کام نہیں چل سکتا۔ اس کو یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ میرے پاس غصب کی روٹی ہے، وہ حلال ہے یا حرام؟ پھر دیکھو اس کو کیا جواب ملتا ہے۔ غرض یہ گیت ڈومنیوں کا جس طرح رائج ہے، اس کو دیکھنا چاہیے کہ اس میں خرابی ہے یا نہیں؟ تو اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ ڈومنیاں آلے اور گت سے گاتی ہیں یا نہیں؟ بے شک گت سے گاتی ہیں۔ تو ذرا کسی عالم سے پوچھو تو سہی کہ یہ غناء امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں حرام ہے یا نہیں؟ (۲)

---

(۱) كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروها. (سباحة الفكر، ص:۷۲، بحواله فتاوی محموديه: ۵/۲۲۵، زكريا)
الأصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة. (سعايه: ۲/۲۶۵، فيصل)
الأجرة إنما تكون بمقابلة العمل. (شامي: ۴/۳۰۷، زكريا)

(۲) وفي المعراج: الملاهي نوعان محرم وهو الآلات المطربة من غير الغناء كالمزمار سواء كان من عود أو قصب كالشبابة أو غيره كالعود والطنبور لما روي أبو أمامة أنه عليه الصلاة والسلام قال إن الله بعثني رحمة للعالمين وأمرني بمحق المعازف والمزامير ولأنه مطرب مصد عن ذكر الله تعالى. (البحر الرائق: ۷/۱۴۹، زكريا)
وإن كان سماع غناء فهو حرام؛ لأن التغني واستماع التغني حرام أجمع العلماء وبالغوا فيه (تاتارخانيه: ۱۸/۱۸۸، رقم: ۲۸۴۶۳، كتاب الكراهية، الغناء واللهو، زكريا جديد)

مباح اور ناجائز غناء

اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ عید کے روز پیغمبر ﷺ کے رُوبرو بھی دو لڑکیوں نے گایا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو وہ نابالغ لڑکیاں تھیں دوسرے وہ اُتار چڑھاؤ سے نہ گاتی تھیں، چنانچہ حدیث میں ہے "جَارِيَتَيْنِ، وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ" اس معنی کی دلیل ہے۔ اور یہ بتلاؤ کہ ان کی آواز اجنبی مردوں کے کانوں میں پہنچتی ہے یا نہیں؟ اور نامحرم عورتوں کی آواز کسی غیر مرد کے کانوں میں جانا اور اس طرح سے کہ سننے سے خرابی پیدا ہو، حرام ہے یا نہیں؟ پھر اس راگ میں یہ بھی خاصیت ہے کہ جو صفاتِ قلب میں غالب ہوتے ہیں ان کو اور زور ہو جاتا ہے۔ تو بتلاؤ کہ ہم لوگوں کے قلب میں صفاتِ خبیثہ کا غلبہ ہے یا نہیں اور صفاتِ خبیثہ کا قوت دینا حرام ہے یا نہیں؟ پھر یہ کہ آدھی آدھی بلکہ تمام رات دائرہ اور کہیں کہیں ڈھولک بھی بجتی ہے، جس سے پاس والوں کی عموماً اور حاضرینِ مجلس کی خصوصاً نیند ضائع ہوتی ہے۔ اور صبح ہوتے ہی سب مُردہ کی طرح پڑ کر سوتے ہیں۔ پس صبح کی نمازیں ان کی قضا ہوتی ہیں یا نہیں؟ اور نماز کا قضا کرنا اور جس شغل کی وجہ سے نماز قضا ہو وہ شغل حرام ہے یا نہیں؟ اور کہیں کہیں مضامینِ گیت کے خلافِ شرع بھی ہوتے ہیں۔ پس اس کے گانے اور سننے سے سب کو گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

اب بتلاؤ کہ اس طرح کا گیت گانا اور گوانا حرام ہے یا نہیں؟ پھر جب وہ حرام ہوا تو اس کی اُجرت دینا دلانا کس طرح جائز ہو گا؟ اور اُجرت بھی کس طرح کہ گھر والا تو اس لیے دیتا ہے کہ اس نے بلایا، اس کے یہاں تقریب ہے، بھلا آنے والوں کی کیا کم بختی ہے کہ ان سے بھی جبراً وصول کیا جاتا ہے اور جو نہ دے اس کی تذلیل و تحقیر اور طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔ وہی جبرِ تبرعات کا قصہ یاد کر لیا جائے۔

پس ایسے گانے کو اور ایسے حق کو کیوں کر حرام نہ کہا جاوے۔(۱)

﴿جہیز نمائی﴾

۴۵۔ بعد فراغت کھانے کے جہیز کی تمام چیزیں مجمعِ عام میں لائی جاتی ہیں اور ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور زیور کی فہرست سب کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ فرمائیے کہ یہ پوری ریا ہے یا نہیں؟ علاوہ اس کے زنانہ کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے۔

---

(۱) عن عائشة قالت دخل علي رسول الله ﷺ وعندي جاريتان تغنيان بغناء بعاث فاضطجع على الفراش وحول وجهه ودخل أبو بكر فانتهرني وقال مزمارة الشيطان عند النبي ﷺ فاقبل عليه رسول الله عليه السلام فقال دعهما فلما غفل غمزتهما فخرجتا. (صحيح البخاري:۱/۱۳۰، رقم: ۹۴۹، باب الحراب والدرق يوم العيد، كتاب العيدين)

صوت المرأة عورة على الراجح. (شامي:۹/۵۳۱، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

عن عبد الله يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول: الغناء ينبت النفاق في القلب. (أبو داود:۲/ رقم: ۴۹۲۷، باب كراهية الغناء والزمر، كتاب الأدب)

وينبغي أن لا يجوز إنشاده عند من غلب عليه الهوى والشهوة لأنه يهيجه على إجالة فكره فيمن لا يحل، وما كان سببا لمحظور فهو محظور. (شامي:۹/۵۰۴، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

مع غير ذلك مما يترتب عليه من أكل أموال الايتام والجلوس في بيوتهم على فرشهم واقلاق النائمين بالصراخ ودق الطبول، إلخ/(رسم المفتي، ص:۶۰، اتحاد)

عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ من أكل طيبا وعمل في سنة وأمن الناس بوائقه دخل الجنة. (ترمذي:۲/۷۸، رقم:۲۵۲۰، باب أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ)

عن سمرة بن جندب رضي الله عنه عن النبي ﷺ في الرؤيا قال أما الذي يثلغ رأسه بالحجر فإنه يأخذ القرآن فيرفضه وينام عن الصلاة المكتوبة. (صحيح البخاري:۱/۱۵۳، رقم: ۱۱۴۳، باب عقد الشيطان على قافية الرأس، كتاب التهجد)

مايتوصل به إلى الحرام فهو حرام. (الفقه الاسلامي وأدلته:۴/۲۸۰، الهدى انترنيشنل)

واعلم أن ما كان حراما من الشعر ما فيه فحش أو هجو مسلم أو كذب على الله تعالى أو رسوله ﷺ أو على الصحابة أو تزكية النفس أو الكذب أو التفاخر المذموم، أو القدح في الأنساب، وكذا ما فيه وصف أمرد أو امرأة. (شامي:۹/۵۰۴، زكريا)

والاجارة على المعصية باطلة. (الفتاوى لو الجية:۳/۳۳۳، ار الايمان، سهارنفور)

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي:۶/۱۰۶، زكريا)

۴۶۔ اور سوا روپیہ نیگ کمینوں کا جہیز کے خوان میں ڈالا جاتا ہے۔ وہی جبر فی التبرع کا مضمون یاد دلایا جاتا ہے۔(۱)

﴿رخصتی کی رسمیں﴾

۴۷۔ اب لڑکی کے رخصت ہونے کا وقت آیا، میانا پالکی دروازہ میں رکھ کر دلہن کے باپ یا بھائی وغیرہ اس کے سر پر ہاتھ دھرنے کو بلائے جاتے ہیں۔ اور اس وقت بھی اکثر مردوں عورتوں کا آمنا سامنا ہوجاتا ہے جس کا مذموم ہونا ظاہر ہے۔(۲)

۴۸۔ اور لڑکی کو رخصت کر کے ڈولے میں بٹھاتے ہیں اور مقتضائے عقل کے خلاف سب میں رونا پیٹنا مچتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض کو مفارقت کا قلق ہو، مگر اکثر تو رسم ہی پورا کرنے کو روتی ہیں، کہ کوئی یوں کہے گا کہ ان لوگوں پر لڑکی بھاری تھی، اس کو دفع کر کے خوش ہوئے، اور یہ جھوٹا رونا ناحق کا فریب ہے جو کہ عقلاً ونقلاً گناہ ہے۔(۳)

---

(۱) عن جندب يقول: قال النبي ﷺ من سمّع سمّع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري: ۲/۹٦۲، رقم: ٦٤٩٩، باب الرياء والسمعة، كتاب الرقاق)

فإن نظره بشهوة إلى ملاءتها أو ثيابها وتأمله في طول قوامها ونحوه قد يدعوه إلى الكلام معها ثم إلى غيره، ويحتمل أن تكون العلة كون ذلك استمتاعا بما لا يحل بلا ضرورة. (شامي: ۹/۵۳۵، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي: ٦/۱۰٦، زكريا)

(۲) عن أم سلمة زوج النبي ﷺ وكانت من صواحباتها قالت كان يسلم فينصرف النساء فيدخلن بيوتهن من قبل أن ينصرف رسول الله ﷺ. (صحيح البخاري: ۱/۱۱۷، رقم: ۸۵۰، باب مكث الإمام في مصلاه بعد السلام، كتاب الأذان)

وقال الحافظ: وفي الحديث مراعاة الإمام أحوال المأمومين والاحتياط في اجتناب ما قد يفضي إلى المحذور وفيه اجتناب مواضع التهم وكراهة مخالطة الرجال للنساء في الطرقات فضلا عن البيوت. (فتح الباري: ۲/۳۹٤، تحت رقم ۸۵۰، شركة القدس)

(۳) عن جندب يقول: قال النبي ﷺ من سمّع سمّع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري: ۲/۹٦۲، رقم: ٦٤٩٩، باب الرياء والسمعة، كتاب الرقاق)

۴۹۔ اور دلہن کے دوپٹے کے ایک پلّے میں کچھ نقد اور دوسرے میں ہلدی کی گرہ اور تیسرے میں جائفل، چوتھے میں چاول اور گھاس کی پتی باندھتے ہیں۔ یہ ایک شگون اور ٹوٹکا ہے جو علاوہ خلافِ عقل ہونے کے شعبہ شرک ہے۔(۱)

﴿ڈولہ کی رسم﴾

۵۰۔ اور ڈولے میں مٹھائی کی چنگیر رکھ دیتے ہیں جس کا مصرف آگے آتا ہے۔ اس سے اس کا بے ہودہ اور ممنوع ہونا معلوم ہو جائے گا۔

۵۱۔ اوّل ڈولا دلہن کی طرف کے کہار اُٹھاتے ہیں اور دولہا والے اس پر بکھیر شروع کرتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی اثر شگونی بھی سمجھتے ہیں کہ اس کے سر پر سے آفات اتر گئیں تب تو فسادِ اعتقاد بھی ہے، ورنہ نام و نمود، شہرت کی نیت ہونا ظاہر ہے، غرض ہر حال میں مذموم ہے۔ پھر لینے والے اس بکھیر کے بھنگی ہوتے ہیں جس سے تاویل صدقہ کی بھی نہیں چل سکتی۔ ورنہ غریبوں محتاجوں کو دیتے۔ کیا بھنگی سب سے زیادہ دنیا میں فضول ہیں۔ ان کو بلاؤں کا لینے والا سمجھ لیا ہے، اس لیے ان کو اس کا مصرف قرار دیا۔ پس یہ ایک طرح کا اسراف بھی ہے کہ مستحقین کو چھوڑ کر غیر مستحقین کو دیا۔ پھر اس میں بعض کے چوٹ بھی لگ جاتی ہے۔ کسی کے تو بھیڑ کی وجہ سے اور کسی کو خود روپیہ پیسہ لگ جاتا ہے، یہ خرابی مزید برآں ہے۔(۲)

---

(۱) من اعتقد أن شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أي شركا جليا. (مرقاة: ۶/۹، باب باب الفال والطيرة، أشرفيه)

قد اتفق أهل التوحيد على تحريم التطير، ونفي تأثيره في حدوث الخير أو الشر، لما في ذلك من الإشراك بالله في تدبير الأمور. (الموسوعة الفقهية: ۱۸۳/۱۲، كويت)

(۲) من اعتقد أن شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أي شركا جليا. (مرقاة: ۶/۹، باب الفال والطيرة، أشرفيه)

عن جندب يقول: قال النبي ﷺ من سمع سمع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري: ۹۶۲/۲، رقم: ۶۴۹۹، باب الرياء والسمعة، كتاب الرقاق)

۵۲۔ اس بکھیر میں سے ایک مٹھی ان کہاروں کو دی جاتی ہے بابت بکھیر کے۔ اور یہ سب کمینوں کا حق ہوتا ہے، وہی جبر فی التبرع کا ناجائز ہونا یاد کرلیا جائے۔

۵۳۔ جب بکھیر کرتے ہوئے شہر کے باہر پہنچتے ہیں تو یہ کہار ڈولا کسی باغ میں رکھ کر اپنا نیگ سوا روپیہ لے کر چلے جاتے ہیں، وہی جبرِ تبرع یہاں بھی ہے۔

۵۴۔ اور دلہن کے عزیز واقارب جو اس وقت تک ساتھ ہوتے ہیں رخصت کرکے چلے جاتے ہیں اور وہاں پر وہ چنگیر مٹھائی کی نکال کر براتیوں میں بھاگ دوڑ چھینا جھپٹی شروع ہوتی ہے، اس میں علاوہ التزام مالایلزم کے اکثر یہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد ڈولے میں اندھادھند ہاتھ ڈال کر وہ چنگیر لے لیتے ہیں۔ اس کی پرواہ نہیں کہ پردہ کھل جائے گا، نائن یا دلہن کو ہاتھ لگ جائے۔ اور بعض غیرت منداعزہ دلہن یا دولہا کے اس پر جوش کھاکر سخت وسست کہتے ہیں، جس میں بڑی دور نوبت پہنچتی ہے، مگر اس منحوس رسم کو کوئی نہیں چھوڑتا۔ تمام تھکا فضیحتی منظور، مگر اس کا قضا کرنا نامنظور۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔(۱)

دریا اتروائی ڈولہ ٹکوائی

۵۵۔ راستے میں جو اوّل ندی ملتی ہے تو کہار لوگ اس ندی پر پہنچ کر ڈولا رکھ دیتے ہیں کہ ہمارا حق دو تب ہم پار جاویں اور یہ حق کم از کم ایک روپیہ ہوتا ہے جس کو ”دریا اتروائی“ کہتے ہیں، یہ وہی جبر فی التبرعات ہے۔

۵۶۔ جب مکان پر ڈولا پہنچتا ہے تو کہار ڈولا نہیں رکھتے جب تک ان کو ایک روپیہ چار آنے ”ڈولا ٹکوائی“ نہ دیا جاوے، اگر یہ انعام ہے تو انعام میں جبر کیسا اور اگر اُجرت ہے تو

---

(۱) وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ. (سورة الاسراء، رقم الآية: ۲۷)
ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة. (سورة البقرة، رقم الآية: ۱۹۵)
لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي: ۶/۱۰۶، زكريا)
وما كان سبب لمحظور فهو محظور. (شامي: ۹/۵۰۴، زكريا)

اُجرت کی طرح ہونا چاہیے کہ جب کسی کے پاس ہوا دے دیا۔ اس کا وقت معیّن کر کے مجبور کرنا بجز اتباعِ رسم اور کچھ بھی نہیں جس کو التزامِ مالا یلزم کہنا چاہیے۔(۱)

دلہن کی ڈولی سسرال کے دروازے پر

۵۷۔ جب کہار ڈولا رکھ کر چلے جاتے ہیں تو دھیانیاں بہو کو ڈولا میں سے اُتارنے نہیں دیتیں کہ جب تک ہم کو حق نہ دیا جاوے گا ہم دلہن کو گھر میں نہ گھسنے دیں گے۔ یہ بھی جبر فی التبرع ہے۔

۵۸۔ اس کے بعد نوشا کو دروازہ میں بلا کر ڈولا کے پاس کھڑا کیا جاتا ہے، اس کی سخت پابندی بھی ہے، یہ ایک قسم کا شگون ہے، جس کی بنا فسادِ اعتقاد ہے اور اکثر اس وقت پردہ دار عورتیں بھی بے تمیزی سے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔

۵۹۔ عورتیں صندل اور مہندی پیس کر لے جاتی ہیں اور دلہن کے داہنے پاؤں اور کوکھ پر ایک ایک ٹیکہ لگاتی ہیں، یہ صریح ٹوٹکا ہے جو شعبۂ شرک ہے۔(۲)

---

(۱) لایجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعي. (شامي:۶/۱۰۶، زکریا)
وان کانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة. (فتح الباري:۴/۲۹۶، کتاب الصوم، التراویح، باب من فضل من قام رمضان، أشرفیه)
الإصرار علی المندوب یبلغه إلی حد الکراهیة. (السعایه:۲/۳۶۵، فیصل)

(۲) لایجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعي. (شامي:۶/۱۰۶، زکریا)
من اعتقد أن شیئا سوی الله ینفع أو یضر بالاستقلال فقد أشرك أي شرکا جلیا. (مرقاة:۹/۶، باب الفال والطیرة، أشرفیه)
نظر المرأة إلی الرجل الأجنبي... إذا کانت المرأة تعلم یقینا أنها لو نظرت إلی بعض ما ذکرنا في الرجل لا یقع في قلبها شهوة فأما إذا علمت أنه یقع في قلبها شهوة أو شکت.. قال: فلیجتنب بجهده علی ما یأتي بیانه هو الحرمة وهو الصحیح في الفصلین جمیعا. (تاتارخانیه:۱۸/۹۰، رقم: ۲۸۱۳۰، زکریا جدید)
وقال العلي القاري: أي لاعتقادهم أن الطیرة تجلب لهم نفعا أو تدفع عنهم ضرا. (مرقاة:۹/۶، باب الفال والطیرة، کتاب الطب والرقی، أشرفیه)

﴿دلہن کی مسہری سے متعلق رسوم﴾

۶۰۔ تیل اور ماش صدقہ کرکے بھنگن کو دیا جاتا ہے اور میانہ کے چاروں پاؤں پر تیل چھڑکا جاتا ہے۔ دیکھئے وہی فسادِ عقیدہ کا روگ اس لغو حرکت کا منشا ہے۔

۶۱۔ اور اس وقت ایک بکرا گڈریئے(۱) سے منگا کر نوشا اور دلہن کے اوپر سے صدقہ کرکے اس گڈریئے کو کچھ نیگ کے جس کی مقدار دو آنہ یا چار آنہ ہوتے ہیں دے دیا جاتا ہے۔ دیکھئے یہ کیا حرکت ہے، اگر بکرا خریدا ہے تو اس کی قیمت کہاں ہے؟ اگر دو آنہ چار آنہ قیمت ہے تو بھلا ویسے تو اتنے کے خرید لو اور اگر خریدا نہیں تو گڈریئے کی ملک ہے، غیر کے مال میں صدقہ کے چہ معنی؟ وہی بات ہوئی کہ ''حلوائی کی دوکان پر نانا جی کی فاتحہ''۔ پھر صدقہ کا مصرف گڈریہ یہ بہت موزوں ہے۔ غرض سرتاپا لغو حرکت ہے اور بالکل اصولِ شریعت کے خلاف۔(۲)

﴿دلہن کی گھر میں آمد﴾

۶۲۔ اس کے بعد بہو کو اتار کر گھر میں لاتے ہیں اور ایک بوریا پر قبلہ رُخ بٹھاتے ہیں اور سات سہاگنیں مل کر تھوڑی تھوڑی کھیر بہو کے داہنے ہاتھ پر رکھتی ہیں اور اس کھیر کو ایک سہاگن منہ سے چاٹ لیتی ہے۔ یہ رسم تمام تر شگونوں اور فالوں سے مرکب ہے، جس کا مبنیٰ فسادِ عقیدہ ہے اور قبلہ رُخ ہونا بہت برکت کی بات ہے، مگر جب اس کی پابندی فرائض سے

---

(۱) گڈریا: چرواہا، بھیڑوں کو پالنے اور چرانے والا (فیروز اللغات، ص:۱۰۹۶)

(۲) من اعتقد أن شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أي شركا جليا. (مرقاة:۹/۶، باب الفال والطيرة، أشرفيه)

وإن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة. (فتح الباري:۴/۲۹۶، أشرفيه)

لايجوز العمل بالطيرة وهي التفاؤل بالطير والتشاؤم بها. (مرقاة المفاتيح:۹/۲، باب الفال والطيرة، كتاب الطب والرقى، أشرفيه)

بڑھ کر ہونے لگے اور اس کے ترک کو موجبِ بدشگونی سمجھیں تو یہ تعدیٔ حدود میں داخل ہوجاوے گا۔(۱)

﴿کھیر کی رسم﴾

۶۳۔ یہ کھیر دو طباقوں میں اُتاری جاتی ہے۔ ایک ان ڈومنی کو (شاباش ری ڈومنی! تیرا توسب جگہ ظہور ہے) اور ایک نائن کو معہ کچھ انعام کے جس کی مقدار کم سے کم پانچ ٹکے ہیں، دیے جاتے ہیں، یہ سب بناءِ فاسد علی الفاسد ہے۔

۶۴۔ اس کے بعد ایک یا دو من کی کھیر برادری میں تقسیم کی جاتی ہے جس میں بجز ریا کے اور کچھ بھی نیت نہیں۔(۲)

﴿منہ دکھائی﴾

۶۵۔ اس کے بعد بہو کا منہ کھولا جاتا ہے اور سب سے پہلے ساس یا بڑی عورت خاندان کی، بہو کا منہ دیکھتی ہے اور کچھ منہ دکھلائی دیتی ہے، جو ساتھ والی کے پاس جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس کی ایسی سخت پابندی ہے کہ جس کے پاس منہ دکھلائی نہ ہووہ ہرگز ہرگز منہ نہیں دیکھ سکتی، کیوں کہ لعنت وملامت کا اتنا بھاری بوجھ اس پر رکھا جاوے جس کو وہ کسی طرح اُٹھا

---

(۱) عن عبد الله بن مسعود عن رسول الله -ﷺ- قال "الطيرة شرك الطيرة شرك". ثلاثا "وما منا إلا ولكن الله يذهبه بالتوكل". (أبو داود: ۲/۵۴۶، رقم: ۳۹۱۰، باب في الطيرة، كتاب الطب)
لايجوز العمل بالطيرة وهي التفاؤل بالطير والتشاؤم بها. (مرقاة المفاتيح: ۹/۲، باب الفال والطيرة، كتاب الطب والرقى، أشرفيه)
الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة. (سعايه: ۲/۲۶۵، فيصل)

(۲) وما كان سببا المحظور فهو محظور. (شامي: ۹/۵۰۴، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)
عن جندب رضي الله عنه قال النبي صلى الله عليه وسلم: من سمّع سمّع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري: ۲/۹۶۲، رقم: ۶۴۹۹، باب الرياء والسمعة، الرقاق)

ہی نہ سکے۔ غرض اس کو واجبات سے قرار دیا ہے، جو صریح تعدیٔ حدودِ شرعیہ ہے، پھر اس کی کوئی وجہ معقول سمجھ میں نہیں آئی کہ اس کے ذمہ منہ پر ہاتھ رکھنا، بلکہ ہاتھوں پر منہ رکھنا یہ کیوں فرض کیا گیا ہے، اس طرح اگر کوئی نہ کرے (گویا قضیہ فرضیہ ہے) تو تمام برادری میں بے حیا اور بے شرم اور بے غیرت مشہور ہو جاوے، بلکہ ایسا تعجب کریں کہ جیسے کوئی سمجھ دار مسلمان کافر بن جائے، پھر بتلائیے یہ بھی تعدیٔ حدود ہے یا نہیں؟

اس شرم شرم میں اکثر دلہنیں نماز قضا کر ڈالتی ہیں۔ اگر ساتھ والی نے پڑھوا دی تو خیر، ورنہ "مذہبِ مستورات" میں اس کو اجازت نہیں کہ خود اُٹھ کر یا کسی سے کہہ سن کر نماز کا انتظام کر لے، اس کو ہلنا یا حرکت کرنا، بولنا چالنا، کھانا پینا، اگر کھجلی بدن میں اُٹھے تو کھجلانا، الرجمائی یا انگڑائی کا غلبہ ہو جمائی یا انگڑائی لینا یا نیند آئے تو لیٹ رہنا یا اگر پیشاب پاخانہ خطا ہونے لگے تو اس کی اطلاع تک کرنا بھی اس "مذہبِ زنان" میں حرام بلکہ کفر ہے، خدا جانے کیا جرم کیا تھا جو ایسی سخت کال کوٹھری میں یہ مظلومہ مقید کی گئی ہے؟ ہائے! یہ شان تو بندے کی اپنے مالکِ حقیقی کے رُوبرو ہونا زیبا تھی اور جن کی ہے ان کی ہے بھی:

اے قلم بنگر گر اجلالیتی — در میانِ اصبعین کیستی

یا الٰہی! اپنی رحمت کے صدقہ مجھ نالائق کو ایسا انقیاد و تسلیم نصیب فرما دیجیے۔(۱)

---

(۱) الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة. (سعايه:۲/۲۶۵، فيصل)
وما كان سببا لمحظور فهو محظور. (شامي:۹/۵۰٤، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)
لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (هنديه:۲/۱۶۷، زكريا)
عن سمرة بن جندب رضي الله عنه عن النبي ﷺ في الرؤيا قال أما الذي يثلغ رأسه بالحجر فإنه يأخذ القرآن فيرفضه وينام عن الصلاة المكتوبة. (صحيح البخاري:۱/۱۵۳، رقم: ۱۱٤۳، باب عقد الشيطان على قافية الرأس، كتاب التهجد بالليل)
عن علي رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: لاطاعة لبشر في معصية الله. (مسند أحمد:۱/۱۳۰، رقم: ۱۰۶۵، مسند علي)

اور بعض شہروں میں یہ خرافات ہیں کہ مرد بھی دلہن کا منہ دیکھتے ہیں۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔

۶۶۔ پھر سب عورتیں منہ دیکھتی ہیں۔ اس کے بعد کسی کا بچہ بہو کی گود میں بٹھاتے ہیں اور کچھ مٹھائی دے کر اُٹھا لیتے ہیں۔ وہی خرافاتِ شگون، مگر ہوتا کیا ہے، اس پر بھی بعضوں کے تمام عمر اولاد نہیں ہوتی، توبہ توبہ! کیا برے خیالات ہیں! (۱)

کچھ اور رسمیں

۶۷۔ اس کے بعد بہو کو اُٹھا کر چارپائی پر بٹھاتے ہیں، پھر دلہن کے داہنے پا کا انگوٹھا نائن دھوتی ہے اور وہ روپیہ یا اٹھنی وغیرہ جو بہو کے ایک پلّے میں بندھا ہوتا ہے، انگوٹھا دھلوائی میں نائن کو دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی شگون ہے۔

۶۸۔ بعد آنے دلہن کے شکرانہ کے دو طباق: ایک اس کے لیے، دوسرا نائن کے لیے جو بہو کے ساتھ آتی ہے، بنائے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی وہی سات سہاگنیں مل کر کچھ دانہ بہو کے منہ کو لگا کر (اس بے چاری کے للچانے کے لیے) آپس میں سب مل کر کھا لیتی ہیں شاباش، یہ سب شگون معلوم ہوتا ہے۔

۶۹۔ پھر دولہا والوں کی نائن دلہن والوں کی نائن کا ہاتھ دھلواتی ہے اور یہ نائن موافقِ تعلیم اپنے آقا کے کچھ نقد ہاتھ دھلوائی میں دیتی ہے اور کھانا شروع کر دیتی ہے، یہ التزامِ مالا

---

(۱) قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم ويحفظوا فروجهم. (سورة النور، رقم: ۳۰)
عن عقبة بن عامر رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: إياك والدخول على النساء. (صحيح البخاري: ۲/۷۸۷، رقم: ۵۰۳۶)
قال الشامي: والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (شامي: ۲/۷۹، زكريا)
لايجوز العمل بالطيرة وهي التفاؤل بالطير والتشاؤم بها. (مرقاة المفاتيح: ۹/۲، باب الفال والطيرة، كتاب الطب والرقى، أشرفيه)

یلزم اور جبر فی التبرع ہے۔(۱)

﴿گالیوں کے بدلے انعام﴾

۷۰۔ بوقت کھانا کھانے کے ڈومنیاں گالیاں گاتی ہیں۔ کم بختوں پر خدا کی مار!۔ اور نائن سے نیگ لیتی ہیں۔ ماشاء اللہ ہمارے بھائیوں کی نائن بھی بادشاہوں سے کم نہیں۔ ''گاہے بدشامے خلعت بدہند'' مگر گاہے کا فرق ہے، کیوں کہ ان کی قسمت میں ہمیشہ کے لیے یہ دولت لکھی ہے کہ گالیاں کھاؤ اور انعام دو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجَھْلِ۔

۷۱۔ جب جہیز کھولا جاتا ہے تو ایک جوڑا ساتھ والی نائن کو دیا جاتا ہے اور ایک جوڑا سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں۔ ''چہ خوش مان نہ مان میں تیرا مہمان''۔ اگر کوئی کہے کہ نہیں صاحب! سب مانے ہوئے ہیں، تو حضرت مانے ہوئے آپ ہی ہیں، کہ نہ ماننے سے نکّو بنائے جاویں گے۔ ایسا زبردستی کا ماننا تو وہ بھی مان لیتا ہے، جس کے چوری ہوئی ہے اور خاموش ہو کر بیٹھ رہتا ہے یا کوئی ظالم غصب کر لیتا ہے اور یہ ڈر کے مارے نہیں بولتا، ایسے ماننے سے کسی کا مال نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ جہیز میں بٹوے اور کمر بند اور تلے دانیاں(۲) ہوتی ہیں۔ وہ سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں اور حصہٴ رسد بہو کو بھی دیتی ہیں۔(۳)

---

(۱) لایجوز العمل بالطیرۃ. (مرقاۃ المفاتیح: ۹/۲ باب الفال والطیرۃ، کتاب الطب والرقی، اشرفیہ)
الاصرار علی المندوب یبلغہ إلی حد الکراھۃ. (سعایہ: ۲/۲۶۵، فیصل)
لایجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعي. (شامي: ۲/۱۰۶، زکریا)

(۲) تلے دانی: سینے پرونے کا سامان وغیرہ رکھنے کی چھوٹی تھیلی (فیروز اللغات، ص: ۳۷۸)

(۳) عن عبد اللہ أن النبي ﷺ قال: سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر. (صحیح البخاري: ۱/۱۲، رقم: ۴۸، باب خوف المؤمن، کتاب الإیمان)
لایجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعي. (شامي: ۲/۱۰۶، زکریا)
لأن الأخذ علی ھذا الوجہ معصیۃ. (بدائع: ۶/۱۴۰، زکریا)

﴿زوجین کی راز کی باتوں پر مطلع ہونا باعثِ لعنت ہے﴾

۷۲۔ شب کا وقت تخلیہ کا ہے، جس میں بے حیا عورتیں جھانکتی تانکتی ہیں اور مطابقِ مضمون حدیث شریف کے داخلِ دائرۂ لعنت ہوتی ہیں۔(۱)

۷۳۔ بوقتِ صبح یہ بے حیائی ہوتی ہے کہ شب خوابی کا بستر چادر وغیرہ دیکھتے ہیں، اس سے بڑھ کر بعض جگہ یہ غضب ہے کہ تمام کنبہ میں نائن کا ہاتھ پھرایا جاتا ہے، کسی کا راز معلوم کرنا مطلقاً حرام ہے، بالخصوص ایسی حیا کی بات کی تشہیر، سب جانتے ہیں کہ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے۔ مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر کسی کو ناگوار نہیں معلوم ہوتا، اللہ بچاوے!(۲)

﴿مانگ بھرائی﴾

۷۴۔ بوقتِ شام یعنی درمیان عصر و مغرب بہو کا سر کھولا جاتا ہے اور اس وقت ڈومنیاں گاتی جاتی ہیں اور ان کو ایک روپیہ چار آنہ یا پانچ ٹکے مانگ بھرائی اور سر کھلائی کے نام سے دیے

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري عن أبيه أن رسول الله ﷺ قال: لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل ولا المرأة إلى عورة المرأة إلى أخر الحديث. (صحيح مسلم:۱/۱۵٤، رقم:۳۳۸، باب تحريم النظر إلى العورات، كتاب الحيض)

(۲) عن معاوية قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إنك ان اتبعت عورات الناس أفسدتهم أو كدت أن تفسدهم. (أبو داود:۲/۶۷۰، رقم:٤۸۸۸، باب في التجسس، كتاب الأدب)

قال في الحاشية: أي إذا بحثت عن معايبهم وجاهرتهم بذلك فإنه يؤدي إلى قلة حيائهم عنك فيجترؤون على ارتكاب امثالها مجاهرة. (بذل المجهود: ۱۳/ ۲۹۷، تحت رقم: ٤۸۸۸، دار البشائر)

عن يعلى أن رسول الله -ﷺ- رأى رجلا يغتسل بالبراز بلا إزار فصعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال -ﷺ- "إن الله عز وجل حيي ستير يحب الحياء والستر فإذا اغتسل أحدكم فليستتر".
(أبو داود:۲/۵۵۷، رقم:٤۰۱۲، باب النهي عن التعري، كتاب الحمام)

جاتے ہیں۔ اس میں بھی التزامِ مالایلزم اور گانے کی اُجرت کی خرابی موجود ہے۔(۱)

﴿چوتھی(۲) کی رسم﴾

۷۵۔ بہو کے آنے سے اگلے دن اس کے عزیز قریب دو چار گاڑیاں اور مٹھائی وغیرہ لے کر آتے ہیں، اس آمد کا نام چوتھی ہے۔ اس میں بھی التزام مالایلزم کی علت لگی ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے یہ ماخوذ ہے کفارِ ہند سے، اور تشبّہ بالکفار کا ممنوع ہونا ظاہر ہے۔(۳)

۷۶۔ بہو کے بھائی وغیرہ گھر میں بلائے جاتے ہیں اور بہو کے ساتھ علیحدہ مکان میں بیٹھتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ لوگ شرعاً نامحرم بھی ہوتے ہیں، مگر اس کی کچھ تمیز نہیں ہوتی کہ نا محرم کے پاس تنہا مکان میں بیٹھنا خصوصاً زیب وزینت کے ساتھ کس قدر گناہ اور بے غیرتی کی بات ہے۔ وہ اکثر بہو کو کچھ نقد دیتے ہیں اور کچھ مٹھائی کھلاتے ہیں اور چوتھی کا جوڑا مع تیل وعطر وخرچِ کمینان گھر میں بھیج دیتے ہیں، یہ سب التزامِ مالایلزم میں داخل ہے۔(۴)

---

(۱) كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم، والتخصيص من غير مخصص مكروها. (سباحة الفكر:۷۲، بحواله فتاوى محموديه:۵/۲۲۵، زكريا)

ولا تجوز الاجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو، لأنه معصية والاستئجار على المعاصي باطل. (مسبوط للسرخسي:۱۶/۳۸، بيروت)

(۲) چوتھی: بیاہ کی ایک رسم جو ساچق کے چوتھے روز ہوتی ہے (فیروز اللغات، ص:۵۴۱)

(۳) كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم، والتخصيص من غير مخصص مكروها. (سباحة الفكر:۷۲، بحواله فتاوى محموديه:۵/۲۲۵، زكريا)

عن بن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم. (أبو داود:۲/۵۵۹، رقم: ۴۰۳۱، باب في لبس الشهرة، كتاب اللباس، مسند أحمد:۲/۵۰، رقم:۵۱۱۴، مسند عمر)

قال المناوي والعلقمي: أي تزيّ في ظاهره بزيهم وسار بسيرتهم في ملبسهم وبعض أفعالهم. (عون المعبود:۴/۷۸، دار الكتب العلمية بيروت)

(۴) وفي الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام. (الدر المختار مع الشامي:۹/۵۲۹، زكريا)

﴿نائی کی ہاتھ دھلائی کا نیگ﴾

۷۷۔ جب نائی ہاتھ دھلانے آتا ہے تو وہ اپنا نیگ جو زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ چار آنے اور کم سے کم چار آنے ہے لے کر ہاتھ دھلواتا ہے، اس فرضیت کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔ جتنے حقوق اللہ و حقوق العباد ہیں ان میں توقف ہوجائے، مگر اس تصنیفی حق میں جو واقع میں ناحق ہے کیا ممکن کہ فرق آجائے، پہلے اس کا قرض ادا کردو، اس کے بعد کھانا نصیب ہو۔

استغفراللہ! مہمانوں سے دام لے کر کھانا کھلانا یہ ان ہی بندگانِ رسم کا کام ہے، یہ التزام وتعدیٔ حدود ہے۔ (۱)

﴿ڈومنیوں کی گالیاں﴾

۷۸۔ بروقت کھانا کھانے چوتھی والوں کی ڈومنیاں دروازہ میں بیٹھ کر اور گالیاں گا کر اپنا نیگ لیتی ہیں۔ خدا تم کو سمجھے، ایسے ہی لینے والے اور ایسے ہی دینے والے، اہلِ حاجت کو خوشامد اور دعاؤں پر پھوٹی کوڑی نہ دیں اور ان بدذاتوں کو گالیاں کھا کر روپیہ بخشیں۔ واہ رے رواج! تو بھی کیسا زبردست ہے، خدا تجھے ہمارے ملک سے غارت کرے۔ (۲)

---

(۱) کم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم، والتخصيص من غير مخصص مكروها. (سباحة الفكر:۷۲، بحواله فتاوی محموديه:۵/۲۲۵، زكريا)

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (شامي:۲/۱۰۶، زكريا)

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلايؤذ جاره ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليصمت. (صحيح البخاري:۲/۸۸۹، رقم:۶۰۱۸، باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلايؤذ جاره، كتاب الأدب)

(۲) عن عبد الله أن النبي ﷺ قال: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر. (صحيح البخاري:۱/۱۲، رقم: ۴۸، باب خوف المؤمن، كتاب الإيمان)

ولاتبذر تبذيرا: نهى عن صرف المال إلى من لا يستحقه فإن التبذير انفاق في غير موضعه. (روح المعاني:۹/۹۰، سورة الاسراء، تحت رقم الآية:۲۶، زكريا)

دلہن کی میکہ واپسی

۷۹۔ دوسرے روز چوتھی کا جوڑا پہنا کر مع اس مٹھائی کے جو بہو کے گھر سے آئی تھی رخصت کرتے ہیں۔ "ماشاء اللہ عطائے تو، بہ لقائے تو" کے یہی معنی ہے۔ بھلا صاحب! اس مٹھائی کے بھیجنے سے اور واپس لے جانے سے کیا حاصل ہوا۔ گویا اس مبارک گھر سے مٹھائی میں برکت آجانے کے لیے بھیجی ہوگی۔ خیال تو کیجیے۔ رسم کی پابندی میں عقل بے چاری کی بھی تو حکومت گئی گزری، اور التزامِ مالایلزم کا شرعی گناہ والزام تو قائم ہی ہے۔(۱)

۸۰۔ اور بہو کے ساتھ نوشا بھی آجاتا ہے اور رخصت کرنے کے وقت وہی چار چیزیں پلّو میں باندھی جاتی ہیں جو رخصت کے وقت وہاں سے بندھ کر آئی تھیں، یہ بھی خرافات اور شگون ہے۔

۸۱۔ وہاں جاکر جب دُلہن اُتاری جاتی ہے تو اس کا داہنا انگوٹھا وہاں کی نائن دھوکر وہ اٹھنی یا روپیہ جو بہو کے پلّے میں بندھا ہوتا ہے لیتی ہے، وہی شگون یہاں بھی ہے۔(۲)

---

(۱) عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن اسلام المرء تركه ما لايعنيه (مسند أحمد، رقم:۱۷۳۷، مسند أهل البيت)

قال رسول الله ﷺ: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (سنن أبي داود:۲/۶۳۵، رقم:٤٦٠٧، باب في لزوم السنة، كتاب السنة)

(۲) كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم، والتخصيص من غير مخصص مكروها. (سباحة الفكر:۷۲، بحواله فتاوى محموديه:۵/۲۲۵، زكريا)

لايجوز العمل بالطيرة . (مرقاة المفاتيح: ۹/۲، باب الفال والطيرة، كتاب الطب والرقى، أشرفيه)

من اعتقد شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد شرك أي شركاً جليا. (مرقاة المفاتيح: ۹/۶، أشرفيه)

﴿جوتا چھپائی﴾

۸۲۔ دولہا جب گھر میں جاتا ہے تو سالیاں اس کا جوتا چھپا کر "جوتا چھپائی" کے نام سے کم از کم ایک روپیہ لیتی ہیں۔ شاباش! ایک تو چوری کریں اور اُلٹا انعام پائیں۔ اوّل تو ایسی مہمل ہنسی کہ کسی کی چیز اُٹھائی، چھپادی۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ پھر یہ کہ ہنسی دل لگی کا خاصہ ہے کہ اس سے ایک بے تکلفی بڑھتی ہے۔ بھلا اجنبی مرد سے ایسا تعلق وارتباط پیدا کرنا خود شرع کے خلاف ہے۔ پھر اس انعام کو حقِ لازمی سمجھنا، یہ بھی جبر فی التبرع ہے وتعدیٔ حدود ہے۔

بعض جگہ جوتا چھپانے کی رسم نہیں، مگر اس کا انعام باقی ہے۔ کیا واہیات ہے؟ (۱)

﴿چوتھی کھیلنے کی رسم﴾

اس سے بدتر رسم چوتھی کھیلنا ہے جو بعض شہروں میں رائج ہے۔ اس میں جس درجہ بے حیائی وبے غیرتی ہوتی ہے اس کا کچھ پوچھنا نہیں، پھر جن کی عورتیں اس چوتھی کھیلنے میں

---

(۱) عن عباس عن النبي ﷺ قال: لاتمار أخاك ولا تمازحه ولا تعده موعدا فتخلفه. (ترمذي:۲/۲۰، رقم:۱۹۹۵، باب ماجاء في المراء، أبواب البر والصلة)

يكون فيه الجلوة وإظهار النساء وظهورهن للجماعة مكروه فيكف في الجلوة ولا سيما إذا كانت الجلوة بمحضر الرجال وهذه المرأة التي يجلى بها بمحضر الرجال لا تبقى مخدرة (مستورة) (نصاب الاحتساب، ص:۳۸۸، الباب الستون في الاحتساب على البدع في الأنكحة، مكة المكرمة)

عن السائب بن يزيد عن أبيه عن جده أنه سمع النبي ﷺ يقول: "لا يأخذن أحدكم متاع أخيه لاعبا ولا جادا". (سنن أبي داود: ۲/ ۶۸۳، رقم: ۵۰۰۳، باب من يأخذ الشيئ على المزاح، أول كتاب الأدب)

قال رسول الله ﷺ: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (سنن أبي داود:۲/۶۳۵، رقم:۴۶۰۷، باب في لزوم السنة، كتاب السنة)

شریک ہوتی ہیں ان کے شوہر باوجود اطلاع کے انتظام وانسداد نہ کرنے کی وجہ سے دیّوث(۱) بنتے ہیں اور مشابہت کفار کی ان سب کے علاوہ۔ (۲)

﴿دولہے اور نائی کی رسمیں﴾

۸۳۔ جب دولہا آتا ہے تو وہاں کا نائی اس کے داہنے پیر کا انگوٹھا دھوکر اپنا حق لیتا ہے جو ایک روپیہ کے قریب ہوتا ہے اور باقی کمینوں کا خرچ گھر میں دیتے ہیں، یہ سب شگون التزام مالا یلزم ہے، ان سب مواقع میں نائی کا حق سب سے زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ کفارِ ہند کی رسم کا اتباع ہے۔ ان کے رواج میں چوں کہ نائی کے اختیارات بہت وسیع ہیں اس لیے اس کی بڑی قدر ہے، بے علم مسلمانوں نے اختیارات تو سلب کرلیے، مگر تنخواہ وہی رکھی جو اکثر جگہ محض ناحق لینا دینا ہے اور جہاں کوئی شرعی تاویل بھی نہیں ہوسکتی۔ (۳)

---

(۱) دیوث: بدکاری سے دیدہ ودانستہ چشم پوشی کرنے والا، بے غیرت وبے حمیت (فیروز اللغات، ص: ۶۷۴)

(۲) يكون فيه الجلوة وإظهار النساء وظهورهن للجماعة مكروه فيكف في الجلوة ولا سيما إذا كانت الجلوة بمحضر الرجال وهذه المرأة التي يجلى بها بمحضر الرجال لا تبقىٰ مخدرة (مستورة) (نصاب الاحتساب، ص: ۳۸۸، الباب الستون في الاحتساب على البدع في الأنكحة، مكة المكرمة)
نظر المرأة إلى الرجل الأجنبي... إذا كانت المرأة تعلم يقينا أنها لو نظرت إلى بعض ما ذكرنا في الرجل لا يقع في قلبها شهوة فأما إذا علمت أنه يقع في قلبها شهوة أو شامت.. قال: فليجتنب بجهده على ما يأتي بيانه هو الحرمة وهو الصحيح في الفصلين جميعا. (تاتار خانية: ۹۰/۱۸، رقم: ۲۸۱۳۰، زكريا جديد)
عن بن عمر قال قال رسول الله ﷺ: ثلاثة لا ينظر الله عز وجل إليهم يوم القيامة العاق لوالديه، والمرأة والمترجلة والديوث إلخ. (نسائي: ۲۷۵/۱، رقم: ۲۵۶۲، المنان بما اعطى، كتاب الزكاة)
وفي الحاشية: (والديوث) وهو الذي لا غيرة له على أهل. (نسائي: رقم الحاشية: ۲)
عن بن عمر قال قال رسول الله ﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم. (أبو داود: ۵۵۹/۲، رقم: ۴۰۳۱، باب في لبس الشهرة، كتاب اللباس)

(۳) قال رسول الله ﷺ: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (سنن أبي داود: ۶۳۵/۲، رقم: ۴۶۰۷، باب في لزوم السنة، كتاب السنة)
من اعتقد شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أي شركا جليا. (مرقاة المفاتيح: ۶/۹، اشرفيه)
عن بن عمر قال قال رسول الله ﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم. (أبو داود: ۵۵۹/۲، رقم: ۴۰۳۱، باب في لبس الشهرة، كتاب اللباس)

«"بھوڑا" (۱) کی رسم»

۸۴۔ دو چار دن کے بعد پھر دولہا والے دلہن کو لے جاتے ہیں، اس کو "بھوڑا" کہتے ہیں، اور اس میں وہی سب رسمیں ہوتی ہیں جو چوتھی میں ہوتی ہیں، جو مکروہات و معاصی اس میں تھے وہی سب یہاں بھی سمجھ لیے جاویں۔ (۲)

«بہو کی میکہ واپسی»

۸۵۔ اس کے بعد بہو کے باپ کے گھر سے کچھ عورتیں بہو کو لینے کے لیے آتی ہیں اور اپنے ساتھ کھجوریں لاتی ہیں، وہی التزامِ مالا یلزم ہے۔

۸۶۔ وہ کھجوریں ساری برادری میں تقسیم ہوتی ہیں، وہی ریا و نمود۔

۸۷۔ پھر جب یہاں سے رخصت ہوتی ہے، تو نئی کھجوریں اس کے ساتھ کی جاتی ہیں وہی التزامِ مالا یلزم ہے۔

۸۸۔ اور وہ باپ کے گھر جا کر برادری میں تقسیم ہوتی ہیں، وہی فخر و ریا۔ (۳)

---

(۱) بھواڑ: دلہن کے ساتھ جو کھانا واپسی کے وقت بھیجا جاتا ہے (فیروز اللغات، ص:۳۲۸)

(۲) قال رسول اللہ ﷺ: وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (سنن أبي داود:۲/۶۳۵، رقم:٤٦٠٧، باب في لزوم السنة، كتاب السنة)
وإن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة. (فتح الباري:٤/٢٩٦، أشرفيه)

(۳) كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم، والتخصيص من غير مخصص مكروها. (زكريا، سباحة الفكر:٧٢، بحواله فتاوى محموديه:٥/٢٢٥، زكريا)
عن جندب رضي الله عنه قال النبي ﷺ: من سمع سمع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري:٢/٩٦٢، رقم:٦٤٩٩، باب الرياء والسمعة، الرقاق)

نئی دلہن کے محرم، رمضان اور شب براءت کی بدشگونی

۸۹۔ اس کے بعد اگر شبِ براءت اور محرم ہو تو باپ کے گھر ہوگا، یہ پابندی کون سی وحی سے ثابت ہے۔ صرف وجہ اس کی ایک خیالِ جاہلیت ہے کہ محرم اور شبِ براءت کو نَعُوذُ بِاللّٰہِ نامبارک سمجھتے ہیں، اس لیے دولہا کے گھر اس کا ہونا نازیبا جانتے ہیں۔

۹۰۔ اور رمضان بھی وہیں ہوگا، قریب عید سواری بھیج کر بہو کو بلاتے ہیں۔ غرض یہ کہ جو تہوار غم اور بھوک اور سوزش کے ہیں۔ محرم خود زمانہ حزن کا سمجھا جاتا ہے، رمضان میں بھوک اور پیاس کا ہونا ظاہر ہے۔ شبِ براءت کو عوام جلتا بلتا کہتے ہیں، غرض یہ سب باپ کے حصہ میں، اور عید جو خوشی اور شیرینی کا تہوار ہے وہ شوہر کے گھر ہونا چاہیے۔ (۱)

بہو کی عیدی

۹۱۔ اور وہاں سے دو تین من جنس مثل سویّاں، چاول، آٹا و میوہ وغیرہ بھیجا جاتا ہے اور دولہا دلہن کا جوڑا مع کچھ نقدی گھی کے نام سے اور شیرینی دی جاتی ہے۔ یہ ایسا فرض ضروری ہے کہ گو سودی روپیہ قرض لینا پڑے، مگر یہ قضا نہ ہو، جو صریح تعدیِ حدود ہے۔ (۲)

---

(۱) لايجوز العمل بالطيرة وهي التفاؤل بالطير والتشاؤم بها. (مرقاة المفاتيح: ۲/۹، باب الفال والطيرة، كتاب الطب والرقى، بيروت، اشرفيه)

عن ابن عمر رضي الله عنه عن النبي ﷺ أنه قال: ان يكن من الشوم شيء حق ففي الفرس والمرأة والدار (مسلم: ۲/۲۳۱، رقم: ۲۲۲۵، باب الطيرة والفال، كتاب السلام)

(۲) الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة. (سعايه: ۲/۲۶۵، فيصل)

عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله ﷺ: آكل الربوا ومؤكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء. (صحيح مسلم: ۲/۲۷، رقم: ۱۵۹۸، باب لعن آكل الربا مؤكله)

﴿جبری دعوتیں﴾

۹۲۔ بعد نکاح کے سال دو سال تک بہو کی روانگی کے وقت کچھ مٹھائی، کچھ نقد اور جوڑے وغیرہ طرفین سے بہو کے ہمراہ کردیے جاتے ہیں۔ اور عزیزوں میں بھی خوب دعوتیں ہوتی ہیں، مگر وہی جرمانہ کی دعوت کہ بدنامی سے بچنے کو یا ناموری و سرخ روئی حاصل کرنے کو سارا بکھیڑا ہوتا ہے۔ پھر اس میں معاوضہ و مساوات کا پورا لحاظ ہوتا ہے، بلکہ بعض اوقات خود شکایت و تقاضا کرکے دعوت کھاتے ہیں۔ غرض تھوڑے دنوں تک یہ آؤ بھگت سچی یا جھوٹی ہوتی رہتی ہے۔ پھر اس کے بعد "کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو؟" سب خوشیاں منانے والے اور جھوٹی خاطر داری کرنے والے علیحدہ ہوئے، اب جو مصیبت پڑے بھگتو۔ کاش! جس قدر روپیہ بے ہودہ اُڑایا ہے، ان دونوں کے لیے اس سے کوئی جائیداد خرید کردی جاتی یا تجارت کا سلسلہ شروع کردیا جاتا، کس قدر راحت ہوتی۔ ساری خرابی اس التزام مالا یلزم کی ہے۔

۹۳۔ شیرینی طرفین کی برادری میں تقسیم ہوجاتی ہے جس کی بنا وہی ریا ہے اور اگر شیرینی سب کو نہ پہنچے تو اپنے گھر سے منگا کر اس میں ملاؤ، یہ بھی جرمانہ ہے۔ (۱)

﴿کنگنا، آرسی مصحف آتش بازی اور ڈھول باجے﴾

۹۴۔ بعض جگہ کنگنا باندھنے کا بھی دستور ہے جو بوجہ رسم کفار ہونے کے منع ہے۔

---

(۱) كان بن عباس يقول: أن النبي ﷺ نهى عن طعام المتباريين أن يؤكل. (أبو داود: ۵۲۷/۲، رقم: ۳۷۵٤، باب في طعام المتباريين، كتاب الأطعمة)

عن جندب رضي الله عنه قال النبي ﷺ: من سمّع سمع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري: ۹٦۲/۲، رقم: ٦٤۹۹، باب الرياء والسمعة، الرقاق)

كم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم، والتخصيص من غير مخصص مكروها. (سباحة الفكر: ۷۲، بحواله فتاوى محمودیه: ۲۲۵/۵، زكريا)

۹۵۔ بعض جگہ آرسی مصحف کی رسم ہے، اس میں بھی طرح طرح کی رسوائیاں اور فضیحتیاں ہیں، جو بالکل عقل اور شرع کے خلاف ہیں۔

۹۶۔ بعض جگہ آرائش وآتش بازی کا سامان ہوتا ہے، جو سراسر اسراف وافتخارِ حرام ہے۔

۹۷۔ بعض باجے ہندوستانی اور انگریزی ہوتے ہیں۔ معازف ومزامیر کا حرام ہونا حدیث میں موجود ہے۔

۹۸۔ بعض جگہ چوتھی کھیلنے کا رواج ہے، جو سراسر بے غیرتی اور بے حیائی اور تشبہ بالکفار ہے، جیسا اُوپر مفصل مذکور ہوا۔(۱)

﴿دولہے کا دلہن کو ڈولے سے اتارنا اور زمانہ کو منحوس سمجھنا﴾

۹۹۔ بعض جگہ دولہا دُلہن کو لے کر ڈولا سے اُتارتا ہے۔ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے۔

---

(۱) عن بن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم. (أبو داود: ۲/ ۵۵۹، رقم: ۴۰۳۱)

وقال القاري: من تشبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره أو بالفساق أو بالفجار ... فهو منهم. (مرقاة: ۸/۲۵۵، الفصل الثاني، كتاب اللباس، أشرفيه)

والتحقيق أنها إن كانت مما تندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة فإن كانت مما تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة. (فتح الباري: ۴/۳۱۸، أشرفيه)

ولا تبذر تبذيرا: وقال الآلوسي رحمه الله: نهى عن صرف المال إلى من لا يستحقه فإن التبذير إنفاق في غير موضعه. (روح المعاني: ۹/۹۰، سورة الاسراء، تحت رقم الآية: ۲۷، زكريا)

عن أبي أمامة عن النبي ﷺ قال: ان الله عز و جل بعثني رحمة وهدى للعالمين وأمرني ان أمحق المزامير والكنارات يعنى البرابط والمعازف والأوثان التي كانت تعبد في الجاهلية... إلخ (مسند إمام أحمد: ۵/۲۵۷، رقم: ۲۲۲۱۸، حديث أبي أمامة)

عن أبي مسعود قال النبي ﷺ: ان مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولى إذا لم تستحي فاصنع ماشئت. (صحيح البخاري: ۲/۴۹۵، رقم: ۳۴۸۴، باب أحاديث الأنبياء)

وقال ابن حجر: المراد الحث على الحياء والتنويه بفضله أي لما لم يجز صنع جميع ما شئت لم يجز ترك الاستحياء. (فتح الباري: ۶/ ۵۹۵، تحت رقم: ۳۴۸۳، كتاب احاديث الأنبياء، شركة القدس)

۱۰۰۔ بعض تاریخوں اور مہینوں اور سالوں کو مثلاً: اٹھارہ سال کو منحوس کہتے ہیں اور اس میں شادی نہیں کرتے۔ یہ اعتقاد بھی عقل اور شرع کے خلاف ہے۔

یہ ایک سو واقعات ہیں جن میں سے کسی میں ایک گناہ، کسی میں دو گناہ، کسی میں چار پانچ اور بعض میں تیس تک مجتمع ہیں۔ اگر اوسط فی واقعہ تین گناہ رکھے جائیں تو واقعاتِ مذکورہ تین سو گناہوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جس عقد میں تین سو حکمِ شرعی کی مخالفت ہوئی ہو، اس میں خیر وبرکت کا کیا ذکر!(۱)

﴿خلاصہ رسومات مذکورہ﴾

الغرض واقعاتِ مذکورہ ان معاصی سے پُر ہیں: اسراف، افتخار و نمائش، التزام مالا یلزم، تشبہ بالکفار، سودی قرض یا بلا ضرورت قرض لینا، جبرِ تبرعات، بے پردگی، شرک، فسادِ عقیدہ، نمازوں کا یا جماعت کا قضا ہونا، اعانتِ معصیت، اصرار و استحسان معاصی کا، جن کی مذمت قرآن وحدیث میں صاف صاف مذکور ہے۔ چنانچہ مختصراً ذکر ہوتا ہے:

ارشاد فرمایا کہ "اسراف مت کرو، بے شک اللہ جل شانہٗ پسند نہیں کرتے اسراف کرنے والوں کو"۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ "بے ہودہ اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے"۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "جو شخص دکھلاوے کا کوئی کام کرے، اللہ تعالیٰ اس کو (یعنی اس کی رسوائی کو) دکھلاوے گا۔ اور جو

---

(۱) عن عائشة قالت: تزوجني رسول الله ﷺ في شوال وبنى بي في شوال فأي نساء رسول الله ﷺ كان أحظى عنده مني. (صحيح مسلم: ۴۵٦/۱، رقم: ۱۴۲۳، باب استحباب التزوج والتزويج في شوال، كتاب النكاح)

وقال النووي: وقصدت عائشة بهذا الكلام رد ما كانت الجاهلية عليه وما يتخيله بعض العوام اليوم من كراهة التزوج والتزويج والدخول في شوال وهذا باطل لا أصل له وهو من آثار الجاهلية كانوا يتطيرون بذلك. (شرح النووي على صحيح مسلم: ۱/ ۴۵٦، تحت رقم: ۱۴۲۳ كتاب النكاح)

شخص کہ سنانے کے واسطے کوئی کام کرے، سناوے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب قیامت کے روز"۔ اور حدیث میں ہے کہ "اپنی نماز میں شیطان کا حصہ مت بناؤ کہ نماز پڑھ کر داہنی طرف سے پھرنے کو ضروری سمجھنے لگو"۔

اس سے معلوم ہوا کہ ضروری قرار دینا شیطان کی رضا و خوشی کا باعث ہے۔ محققین نے فرمایا ہے کہ جب مندوبات پر اصرار کرنے کا یہ حال ہے تو مباح پر اصرار کرنے کا کیا حال ہوگا۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر معاصی پر اصرار کرے تو کیا حال ہوگا؟ (۱)

﴿سود بے پردگی اور ترکِ صلاۃ﴾

اور حدیث میں ہے کہ لعنت فرمائی رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے کو۔ اور قرض کے باب میں جو تہدیدیں آئی ہیں وہ مشہور و معروف ہیں۔ وہ بلا ضرورت قرض لینے سے روکنے کے لیے کافی ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ "کسی شخص کا مال حلال نہیں بدون اس کی خوش دلی کے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبرعات میں جبر حرام ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ "لعنت کرے اللہ تعالیٰ دیکھنے والے کو اور جس کی طرف دیکھا جائے"۔ اس سے بے پردگی کی مذمّت و حرمت ثابت ہوئی۔

---

(۱) ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين. (سورة الأعراف، رقم الآية:۳۱)

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۝. (سورۃ الاسراء:۲۶)

عن جندب رضي الله عنه قال النبي ﷺ: من سمّع سمّع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري:۲/۹۶۲، رقم:۶۴۹۹، باب الرياء والسمعة، الرقاق)

قال عبد الله بن مسعود: لا يجعل أحدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى أن حقا عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه "لقد رأيت النبي ﷺ كثيرا ينصرف عن يساره". (صحيح البخاري:۱/۱۱۸، رقم: ۸۵۲، باب الانفصال والانصراف عن اليمين والشمال، كتاب الأذان)

الاصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهية. (سعايه:۲/۲۶۵، فيصل)

وما كان سبب لمحظور فهو محظور. (شامي:۹/۵۰۴، زكريا)

شرک کی مذمت کون نہیں جانتا۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اصحاب کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہ سمجھتے تھے بجز نماز کے۔(۱)

﴿ترکِ جماعت﴾

اور حدیث میں ارشاد فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے: "قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری اس کے قبضہ میں ہے کہ میرا ارادہ یوں ہوا کہ اوّل لکڑیاں جمع کراؤں اور پھر نماز کے لیے اذان کہلواؤں، پھر جو لوگ نماز میں حاضر نہیں ہوئے ان کی طرف چلوں اور ان کے گھروں کو جلا دوں"۔

اس سے جماعت میں حاضر نہ ہونے کی کس درجہ سخت وعید معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا اللہ

---

(۱) عن بن أبي جحيفة عن أبيه قال لعن النبي ﷺ الواشمة والمستوشمة وآكل الربا وموكله ونهى عن ثمن الكلب وكسب البغي ولعن المصورين. (صحيح البخاري: ۲/۸۰۵، رقم: ۵۳۴۷، باب مهر البغي والنكاح الفاسد، كتاب الطلاق)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال من أخذ أموال الناس يريد أداءها أدى (أداها) الله عنه ومن أخذ يريد إتلافها أتلفه الله. (صحيح البخاري: ۱/۳۶۱، رقم: ۲۳۸۷، باب من أخذ أموال الناس يرد أداءها أو اتلافها، كتاب الاستقراض)

وفيه التحذير عن كثرة التدين والتقصير في أدائه... وإنما هو لسبب عارض من تضييع حقوق الناس. (مرقاة المفاتيح: ۶/۱۰۷، باب الإفلاس والإنظار، كتاب الاحتكار، أشرفيه)

عن عمرو بن يثربي قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال: ألا لا يحل لامرئ من مال أخيه شيئ إلا بطيب نفس منه. (مسند أحمد: ۵/۱۱۳، رقم: ۲۱۰۸۲، حديث عمرو بن يثربي)

لا جبر في التبرع. (هداية: ۳/۷۶، باب المرابحة والتولية، كتاب البيوع، أشرفيه)

وعن عمرو مولى المطلب أن رسول الله ﷺ: لعن الناظر والمنظور. (مراسيل أبو داود ملحق بسننه، ص: ۱۹، رقم: ۴۷۳، باب ما جاء في التستر، شعب الإيمان: ۶/۱۶۲، رقم: ۷۷۸۸، فصل في الحمام، باب الحياء، دار الكتب العلمية بيروت)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ. (سورة النساء، رقم الآية: ۴۸)

عن عبد الله بن شقيق العقيلي قال: كان أصحاب محمد ﷺ لا يرون شيئا من الأعمال تركه كفر غير الصلاة. (ترمذي: ۲/۹۰، رقم: ۲۶۲۲، باب ما جاء في ترك الصلاة، أبواب الإيمان)

تعالیٰ نے کہ "ایک دوسرے کی مدد مت کرو گناہ اور ظلم میں"۔ اور حدیث میں ہے کہ "جب نیکی کرنے سے تیرا جی خوش ہو اور برا کام کرنے سے جی برا ہو، پس تو مؤمن ہے"۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو مستحسن سمجھنا اور اس پر اصرار کرنا ایمان کا ویران کرنے والا ہے۔

رسوم وبدعات انجام دینا ایمان کی ویرانی ہے

اور حدیث میں بالخصوص ان رسومِ جہالت کی نسبت بہت سخت وعید آئی ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصوں کے ساتھ ہے، (ان میں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ) جو شخص اسلام میں آکر جاہلیت کی رسمیں برتنا چاہے"۔(۲)

اور بہت احادیث مضامینِ مذکورہ کی موجود ہیں، چوں کہ ان خرابیوں کی برائی بدیہی ہے، اس لیے زیادہ دلائل قائم کرنے کی حاجت نہیں۔ "اگر در خانہ کس است یک حرف بس است"۔ پس مسلمانوں کو فرض وواجب ومقتضائے ایمان وعقل یہ ہے کہ ان خرابیوں کی برائی جب عقلاً ونقلاً ثابت ہوگئی، ہمت کرکے سب کو خیرباد کہے اور نام وبدنامی پر نظر نہ

---

(۱) عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب ليحطب ثم آمر بالصلاة فيؤذن لها ثم آمر رجلا فيؤم الناس ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم والذي نفسي بيده لو يعلم أحدهم أنه يجد عرقا سمينا أو مرماتين حسنتين لشهد العشاء.
(صحيح البخاري:۸۹/۱، رقم:٦٤٤، باب وجوب صلاة الجماعة، كتاب الأذان)
ولا تعاونوا على الاثم والعدوان. (سورة المائدة، رقم الآية:۲)
عن أبي أمامة الباهلي رضي الله عنه أن رجلا سأل رسول الله ﷺ : ما الإيمان؟ قال: إذا سرّتك حسنتك وساءتك سيئتك فأنت مؤمن إلخ. (مسند أحمد، ص:۲٥۲، رقم:۲۲٦٦٦، حديث أبي أمامة)

(۲) عن ابن عباس أن النبي ﷺ قال أبغض الناس إلى الله ثلاثة ملحد في الحرم ومبتغ في الإسلام سنة الجاهلية ومطلب دم امرئ بغير حق ليهريق دمه. (صحيح البخاري: ۱۰۱٦/۲، رقم: ٦۸۸۲، من طلب دم امرئ بغير حق، كتاب الديات)

کرے۔ بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ عزت و نیک نامی ہوتی ہے۔

رسوم کی موقوفی کا طریقہ

اور ان رسوم کی موقوفی کے دو طریق ہیں: ایک تو یہ کہ سب برادری متفق ہو کر یہ سب بکھیڑے موقوف کر دیں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر کوئی اس کا ساتھ نہ دے تو خود ابتدا کرے، دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اس طرح چند روز میں عام اثر پھیلے گا اور ابتدا کرنے کا ثواب اس شخص کو ملے گا اور مرنے کے بعد بھی وہ ثواب لکھا جایا کرے گا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب جس کو گنجائش ہو وہ کرے جس کو نہ ہو وہ نہ کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو گنجائش والوں کو بھی گناہ کرنا جائز نہیں۔ جب ان رسوم کا معصیت ہونا ثابت ہو گیا، پھر گنجائش سے اجازت کب ہو سکتی ہے؟ دوسرے یہ کہ جب گنجائش والے کریں گے، تو ان کی برادری کے غریب آدمی بھی اپنی حفظِ آبرو کے لیے ضرور کریں گے۔ اس لیے ضروری امر اور مقتضائے انتظام یہی ہے کہ سب ہی ترک کر دیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسوم موقوف ہو جاویں تو پھر میل ملاپ کی کوئی صورت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو میل ملاپ کی مصلحت سے معاصی کا ارتکاب کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا، پھر یہ کہ میل ملاپ اس پر موقوف بھی نہیں۔ بلا پابندی رسوم اگر ایک دوسرے کے گھر جائیں یا اس کو بلائیں، اس کو کھلائیں پلائیں، کچھ امداد و سلوک کرے، جیسے یار دوستوں میں راہ و رسم جاری ہیں تو کیا یہ ممکن نہیں، بلکہ اب تو ان رسموں کی بدولت بجائے محبت و الفت کے جو کہ میل ملاپ سے اصلی مقصود ہے اکثر رنج و تکرار اور شکایت اور پرانے کینوں کا تازہ کرنا اور صاحبِ تقریب کی عیب جوئی اور تذلیل کے درپے ہونا اور اس طرح کی دوسری خرابیاں دیکھی جاتی ہیں اور چوں کہ ایسا لینا دینا، کھانا اور کھلانا عرفاً لازم ہو گیا ہے، اس لیے کچھ فرحت و مسرت بھی نہیں ہوتی، نہ دینے والے کو کہ وہ ایک بے گارسی

اُتارتا ہے، نہ لینے والے کو کہ وہ اپنا حق ضروری یا معاوضہ سمجھتا ہے، پھر لطف کہاں؟ اس لیے ان تمام خرافات کا حذف کرنا واجب ہے۔(۱)

﴿شادی سادی ہو﴾

منگنی میں زبانی وعدہ کافی ہے، نہ حجام کی ضرورت، نہ جوڑا اور نشانی اور شیرینی کی حاجت، اور جب دونوں نکاح کے قابل ہوجاویں زبانی یا بذریعۂ خط وکتابت کوئی وقت ٹھہرا کر دولہا کو بلا لیں، ایک اس کا سرپرست، اور ایک خدمت گزار اس کے ہمراہ کافی ہے۔ نہ بَری کی ضرورت اور نہ برات کی حاجت، نکاح کرکے فوراً یا ایک آدھ روز مہمان رکھ کر اس کو رخصت کردیں اور بقدر اپنی گنجائش کے جو ضروری اور کار آمد چیزیں جہیز میں دینا منظور ہوں، بلا اعلان اس کے گھر بھیج دیں یا اپنے گھر اس کے سپرد کردیں۔ نہ سسرال کے جوڑوں کی ضرورت، نہ چوتھی بہوڑوں کی حاجت۔ اور جب چاہیں دلہن والے بلالیں اور جب موقع ہو دولہا والے بلالیں۔ اپنے اپنے کمینوں کو فریقین بقدرِ گنجائش دے دیں۔ منہ پر ہاتھ رکھنا بھی کچھ ضروری نہیں، بکھیر بھی فضول ہے۔ اگر توفیق ہو شکریہ میں حاجت مندوں کو دو۔ کسی کام کے لیے قرض مت کرو۔(۲)

---

(۱) وتعاونوا على البر والتقوى ولاتعاونوا على الاثم والعدوان. (سورة المائدة، رقم الآية:۲)
وقال القاضي ثناء الله البالي بتي: يعني لاتعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم لتشفى صدوركم بالانتقام. (تفسير مظهري:۳/۴۸، زكريا)
عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: من سن في الإسلام سنة حسنة كان له أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينتقص من أجورهم شيء ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينتقص من أوزارهم شيء (مسند احمد: ۴/۳۵۷، رقم:۱۹۱۵۶)

(۲) عن عائشة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة. (مسند أحمد:۶/۸۲، رقم:۲۴۵۲۹، حديث عائشة)

﴿ولیمہ مسنونہ﴾

البتہ ولیمہ مسنون ہے۔ وہ بھی خلوصِ نیت واختصار کے ساتھ، نہ کہ فخر واشتہار کے ساتھ، ورنہ ایسا ولیمہ بھی جائز نہیں۔ حدیث میں ایسے ولیمہ کو "شر الطعام" فرمایا گیا ہے۔ نہ ایسا ولیمہ جائز نہ اس کا قبول کرنا جائز۔ اس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ اکثر کھانے جو برادری کو کھلائے جاتے ہیں ان کا کھلانا کچھ جائز نہیں۔ دین دار کو چاہیے کہ نہ خود ان رسموں کو کرے اور جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں ہرگز وہاں شریک نہ ہو، صاف انکار کردے۔ برادری کنبہ کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے رُوبرو کچھ کام نہ آئے گی۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ۔ بس نکاح ہوگیا۔(۱)

﴿تتمہ: مغالات فی المہر﴾

ان ہی رسومِ مذکورہ میں سے مغالات فی المہر یعنی مہر کے زیادہ ٹھہرانے کی رسم ہے، جو خلافِ سنت ہے۔ حدیث میں ہے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ "خبردار! مہر بڑھا کر مت ٹھہراؤ، اس لیے اگر یہ عزت کی بات ہوتی دنیا میں، اور تقویٰ کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک، تو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) أخبرني حميد أنه سمع أنسا رضي الله عنه يقول أقام النبي ﷺ يبني بصفية فدعوت المسلمين إلى إلى وليمته أمر بالأنطاع فبسطت فألقي عليها التمر والأقط والسمن. (صحيح البخاري: ۸۱۱/۲، رقم: ۵۳۸۷، باب الخبز المرقق والأكل على الخوان والسفرة، كتاب الأطعمة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه كان يقول شر الطعام طعام الوليمة يدعى لها الأغنياء ويترك الفقراء ومن ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله ﷺ. (صحيح البخاري: ۷۷۸/۲، رقم: ۵۱۷۷، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، كتاب النكاح)

فإن كان مقتدى ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد لأن فيه شين للدين وإن علم أولا باللعب لا يحضر أصلا سواء كان يقتدي به أو لا. (الدر المختار مع الشامي: ۳۴۷/۶، كراتشي، بدائع: ۳۰۸/۴، زكريا)

عن علي عن النبي ﷺ قال: لا طاعة لمخلوق في معصية الله عز وجل. (مسند أحمد: ۱۳۲/۱، رقم: ۱۰۹۵، مسند علي بن أبي طالب)

کسی بی بی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحب زادی کا نکاح کیا ہو بارہ اوقیہ سے زیادہ"۔ پھر روایت کیا اس کو ترمذی وغیرہ نے۔ بارہ اوقیہ قریب ڈیڑھ سو روپے کے ہوتے ہیں۔(۱)

﴿ناموری اور فخر کے لیے ہر عمل حرام ہے﴾

بعض کہتے ہیں کہ زیادہ مہر اس لیے مقرر کرتے ہیں، تاکہ شوہر چھوڑ نہ سکے۔ یہ عذر بالکل لغو ہے۔ اوّل تو جن کو چھوڑنا ہوتا ہے چھوڑ ہی دیتے ہیں، پھر جو کچھ بھی ہو۔ اور جو مطالبۂ مہر کے خوف سے نہیں چھوڑتے، وہ چھوڑنے سے بدتر کر دیتے ہیں، یعنی تطلیق کی جگہ تعلیق عمل میں لاتے ہیں کہ نکاح سے تو نہیں نکالتے، مگر حقوق بھی ادا نہیں کرتے۔ ان کا کوئی کیا کرلیتا ہے؟ یہ سب عذر فضول ہیں۔ اصل یہ ہے کہ افتخار کے لیے ایسا کرتے ہیں کہ خوب شان ظاہر ہو، سو فخر کے لیے کوئی کام کرنا گو اصل میں مباح ہو حرام ہوتا ہے، چہ جائے کہ فی نفسہٖ بھی خلافِ سنت اور مکروہ ہو، وہ تو اور بھی ممنوع ہو جائے گا۔ مسنون تو یہی ہے کہ ڈیڑھ سو روپیہ کے قریب ٹھہرالیں اور خیر اگر ایسا ہی زیادہ باندھنے کا شوق ہے تو ہر شخص کی وسعت کے موافق کرلیں، اس سے زیادہ نہ کریں۔(۲)

---

(۱) عن أبي العجفاء السلمي قال: قال عمر بن الخطاب لا تغالوا صداق النساء. فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا أو تقوى عند الله كان أولاكم وأحقكم بها محمد النبي ﷺ. ما أصدق امرأة من نسائه، ولا أصدقت امرأة من بناته أكثر من اثنتى عشرة أوقية إلخ. (ابن ماجه، ص: ۱۳۵، رقم: ۱۸۸۷، باب صداق النساء، كتاب النكاح، أبو داود: ۲۸۷/۱، رقم: ۲۱۰۶، باب الصداق، كتاب النكاح، ترمذي: ۲۱۱/۱، رقم: ۱۱۱۴، باب منه أبواب النكاح) وقال السندي في هامشه: لاتبالغوا في كثرة الصداق.

(۲) عن أبي مالك الأشعري رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: أربع في أمتي من أمر الجاهلية لا يتركونهن الفخر في الأحساب والطعن في الأنساب والاستسقاء بالنجوم والنياحة. (صحيح مسلم: ۳۰۳/۱، رقم: ۹۳۴، باب التشديد في النياحة، كتاب الجنائز)

والذين ينفقون أموالهم رئاء الناس ولا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر إلخ. (سورة النساء، رقم الآية: ۳۸)

وما يفعله بعض أهل الجفاء والخيلاء والرياء من تكثير المهر للرياء والفخر... فهذه منكر قبيح مخالف للسنة خارج عن الشريعة. (فتاوى ابن تيميه: ۱۹۳/۳۲)

دربیان کیفیتِ ازدواج حضرات بناتِ مقدسات وازواجِ مطہراتِ نبویہ رضی اللہ عنہن

(ماخوذ از مدارج النبوۃ وکتبِ حدیث وغیرہ)

﴿نکاح حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا﴾

: اوّل حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دولتِ عظمیٰ کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صغرِ سنی کا عذر فرمادیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل وخواص کے اصرار سے بحسبِ بعض روایات حضراتِ شیخین کے ترغیب سے، شرماتے ہوئے خود حاضر ہوکر زبانی عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فوراً وحی نازل ہوئی اور آپ نے ان کی عرض کو قبول کرلیا۔(۱)

مؤلف کہتا ہے: اس سے معلوم ہوا کہ منگنی میں یہ تمام بکھیڑے جو آج کل رائج ہیں سب لغو اور خلافِ سنت ہیں۔ پس زبانی پیغام اور زبانی جواب کافی ہے۔

---

(۱) عن عبد اللہ بن بریدة، عن أبیه، قال: خطب أبو بکر، وعمر رضي اللہ عنهما فاطمة، فقال رسول اللہ ﷺ: "إنها صغیرة" فخطبها علي، فزوجها منه. (نسائي، کتاب النکاح، تزوج المرأة مثلها في السن: ۲/۵۸، رقم: ۳۲۲۱، مرقاة المفاتیح: ۱۱/۳۵۰، مناقب علی الفصل الثالث أشرفیه)

ذکره الهیثمي في روایة طویلة، وفیها ، قال علي فاتیاني وأنا في سبیل فقالا بنت عم تخطب، انظر: مجمع الزوائد: ۹/۲۰۵، باب منه في فضلها وتزویجها بعلي رضي اللہ عنه، کتاب المناقب، دار الکتب العلمیة بیروت.

المندوبات قد تنقلب مکروهات إذا رفعت عن مرتبتها. (فتح الباري: ۲/۳۹۶، تحت رقم الحدیث: ۸۵۲، باب الأنفال والانصراف عن الیمین والشمال، کتاب الأذان، أشرفیه)

﴿عقد کے وقت حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی عمر مبارک﴾

اور اس وقت عمر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ساڑھے پندرہ سال کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اکیس برس کی تھی۔

مؤلف: اس سے معلوم ہوا کہ اس عمر کے بعد توقف نکاح میں اچھا نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دولہا و دلہن کی عمر میں تناسب بھی ملحوظ رکھنا مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دولہا ی قدر دلہن سے عمر میں بڑا ہو۔(۱)

﴿نکاح کے لیے انعقاد مجلس﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے انس! جاؤ اور ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت انصار کو بلالاؤ۔

مؤلف: اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو مدعو کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اور حکمت اس میں ہے کہ نکاح میں اشتہار واعلان ہو جائے جو کہ مطلوب ہے، مگر اس اجتماع میں غلو و مبالغہ نہ ہو۔ وقت پر بلا تکلف جو دو چار آدمی قریب نزدیک کے

---

(۱) وقال محب الطبري: تزوجها علي رضي الله عنه وهي ابنة خمس عشرة سنة وخمسة أشهر أو ستة ونصف، وسنه يومئذ رضي الله عنه احدى وعشرون سنة وخمسة أشهر. (ذخائر العقبى في مناقب ذوى القربى: ص: ٦٤، الباب السابع في ذكر سيدة نساء العالمين البتول ابنة سيد المرسلين)

وزوجها من علي لمناسبة سنه لها. (مرقاة المفاتيح: ۳۵۰/۱۱، الفصل الثالث، باب مناقب علي، أشرفيه)

وكونها دونه سنا، وفي الشامية: لئلا يسرع عقمها فلا تلد. (شامي مع الدر: ٥٨/٤، كتاب النكاح، زكريا)

ہوں جمع ہوجاویں۔ یہ سب صاحب حاضر ہوگئے۔(۱)

﴿ولی کا خود نکاح پڑھانا بہتر ہے﴾

آپ ﷺ نے ایک بلیغ خطبہ پڑھ کر ایجاب وقبول کرایا۔

مؤلف: اس سے معلوم ہوا کہ باپ کا چھپے چھپے پھرنا یہ بھی خلافِ سنت ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ باپ خود اپنی دختر کا نکاح پڑھ دے، کیوں کہ یہ ولی ہے، دوسرا وکیل ہے۔ ولی کو بہر حال وکیل سے ترجیح ہے۔(۲)

﴿مہر فاطمی﴾

اور چار سو مثقال چاندی مہر مقرر کیا جس کی مقدار اس وقت انگریزی سکہ سے ۱۲ ماشہ کے روپیہ سے ڈیڑھ سو روپے ہوتے ہیں۔ كَذَا فِيْ تُحْفَةِ الزَّوْجَيْنِ مِنَ الرَّسَائِلِ النَّبَوِيَّةِ۔

---

(۱) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال خطب أبو بكر إلى النبي ابنته فاطمة- وفي حديث طويل- قال أنس ثم دعاني النبي صلى الله عليه وسلم بعد أيام فقال لي يا أنس أخرج ادع لي أبا بكر الصديق وعمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن أبي وقاص وطلحة والزبير وبعدة من الانصار قال فدعوتهم فلما اجتمعوا عنده كلهم وأخذوا مجالسهم. إلخ. (ذخائر العقبى في مناقب ذوى القربى، ص: ٦٩-٧٠، ذكر أن تزويج فاطمة عليا كان بأمر الله عزوجل ووحي منه، الباب السابع في ذكر سيدة نساء العالمين فاطمة، دار الكتب العلمية بيروت، مرقاة المفاتيح: ١١/٢٥٠، أشرفيه)

عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ أعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدفوف. (سنن الترمذي: ١/٢٠٧، رقم: ١٠٨٩، باب ماجاء في اعلان النكاح، أبواب النكاح)

(۲) عن عطاء بن أبي رباح قال: لما خطب علي فاطمة رضي الله عنها أتاها رسول الله ﷺ فقال إن عليا قد ذكرك فسكتت فخرج فزوجها، أخرجه الدولابي. (ذخائر العقبى في مناقب ذوى القربى، ص: ٦٩، الباب السابع في سيدة نساء العالمين فاطمة، دار الكتب العلمية بيروت، مدارج النبوة، ص: ١٠٩، لاهور مترجم)

يجوز عرض الإنسان بنته وغيرها من مولياته على من يعتقد خيره وصلاحه، لما فيه من النفع العائد على المعروضة عليه ولا استحياء في ذلك، ولا بأس بعرضها عليه ولو كان متزوجا. (الموسوعة الفقهية: ٣٠/٥٠، فتح الباري: ٩/١٧٨)

مؤلف: اس سے معلوم ہوا کہ مہر لمبا چوڑا ٹھہرانا یہ بھی خلافِ سنت ہے، پس مہرِ فاطمی کافی و موجبِ برکت ہے، اور اگر کسی کو وسعت نہ ہو اس سے بھی کم مناسب ہے۔(۱)

﴿نکاح کے بعد چھوہارہ وغیرہ لٹانا﴾

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طبق خرما کا لے کر بکھیر دیا۔

مؤلف: اس روایت کو ذہبی وغیرہ محدثین نے ضعیف کہا ہے اور غایت ما فی الباب سنتِ زائدہ ہوگا۔ مگر قاعدۂ شرعیہ ہے کہ جہاں امر مباح، مستحب میں اقتران کسی مفسدہ کا ہو جائے اس کو ترک کر دینا مصلحت ہے۔ اس معمول میں آج کل اکثر رنج و تکرار کی نوبت آجاتی ہے، اس لیے تقسیم پر کفایت کریں۔(۲)

---

(۱) علی علی رضی الله عنه قال قالت لی مولاة لی هل علمت أن فاطمة قد خطبت إلى رسول الله ﷺ — إلى قوله- والذى نفس على بيده إنها لحطمية ما ثمنها أربعمائة درهم قال قد زوجتكها فابعث بها فان كانت لصداق فاطمة بنت رسول الله ﷺ. أخرجه ابن إسحق، وأخرجه الدولابى. (ذخائر العقبى في مناقب ذوى القربى، ص:٦٦، الباب السابع في سيدة نساء العالمين فاطمة، دار الكتب العلمية بيروت)

عن أبي العجفاء السلمي قال سمعت عمر يقول ألا لا تغلوا اصدق النساء ألا لا تغلوا اصدق النساء فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا أو تقوى عند الله كان أولاكم بها النبي ﷺ... إلخ. (مسند احمد:٤١/١، رقم:٢٨٥، مسند عمر بن الخطاب)

(۲) عن أنس رضي الله عنه قال خطب أبو بكر رضي الله عنه -إلى قوله_ ثم دعا بطبق من بسر فوضعت بين أيدينا ثم قال انتهبوا فانتهبنا... إلخ. (ذخائر العقبى في مناقب ذوى القربى، ص:٧٠، الباب السابع في سيدة نساء العالمين فاطمة، دار الكتب العلمية بيروت، اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة:٣٦٣/١، كتاب المناقب، دار الكتب العلمية بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ "تزوج بعض نسائه فنثر عليه التمر" وفي رواية عنها قالت: كان النبي ﷺ "إذا زوج أو تزوج نثر تمرا". (السنن الكبرى للبيهقي: ٤٦٩/٧، رقم: ١٤٦٨٢، دار الحديث القاهرة)

المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن رتبتها. (فتح الباري: ٣٩٦/٢، تحت رقم الحديث:٨٥٢، أشرفيه)

﴿رخصتی﴾

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج دیا۔

مؤلف: صاحبو! یہ دونوں جہاں کی شہزادی کی رخصتی ہے، جس میں نہ دھوم دھام نہ میانہ پالکی، نہ بکھیرنا، نہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کمینوں کا خرچ دلایا، نہ کنبہ برادری نے کھانا کیا۔ ہم لوگوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے پیغمبر سردارِ دوجہاں ﷺ کی پیروی کریں اور اپنی عزت کو حضور ﷺ سے بڑھ کر نہ سمجھیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ۔(۱)

﴿زفاف سے قبل موجبِ برکت عمل﴾

پھر حضورِ پُرنور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پانی منگایا، وہ ایک پیالۂ چوبیں میں پانی لائیں۔

مؤلف: اس سے معلوم ہوا کہ نئی دلہن کو شرم میں اس قدر مبالغہ کرنا کہ چلنا پھرنا، اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا عیب سمجھا جاوے، یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔

حضور ﷺ نے اپنا لعابِ دہنِ مبارک اس میں ڈال دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ ادھر منہ کرو، اور ان کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر قدرے پانی چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی! ان کو، ان کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ ادھر پشت

---

(۱) عن أنس بن مالك قال جاء أبو بكر — وفي حديث طويل - "إذا أتتك فلا تحدث شيئا حتى آتيك". فجاءت مع أم أيمن فقعدت في جانب البيت ... إلخ. وقال الهيثمي: رواه الطبراني وفيه يحيى بن يعلى الأسلمي وهو ضعيف. (مجمع الزوائد: ۲۰٦/۹، باب منه في فضلها وتزويجها بعلي رضي الله عنه، مناقب فاطمة، دار الكتب العلمية بيروت)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (درمختار مع الشامي: ۵۱۹/۹، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

کرو اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے شانوں کے درمیان پانی چھڑکا اور پھر وہی دعا کی۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانی منگایا اور یہی عمل ان کے ساتھ بھی کیا، مگر پشت کی طرف پانی نہیں چھڑکا۔(۱)

مولف: مناسب ہے کہ نکاح کے بعد دولہا دلہن کو ایک جگہ جمع کر کے یہ عمل کیا کریں کہ موجبِ برکت ہے۔ ہندوستان میں ایسی بُری رسم ہے کہ باوجود نکاح ہو جانے کے بھی دولہا دلہن میں پردہ رہتا ہے۔ اور ایک دوسرا عمل جو مشہور ہے کہ دلہن کے پاؤں دھو کر گھر میں جابجا پانی چھڑکا جاتا ہے۔ "تذکرۃ الموضوعات" میں اس کو موضوع قرار دیا ہے۔(۲)

پھر ارشاد ہوا کہ بسم اللہ! برکت کے ساتھ اپنے گھر جاؤ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ

---

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال جاء أبو بكر إلى النبي ﷺ - وفي حديث طويل - فقال لفاطمة: "ائتيني بماء". فقامت إلى قعب في البيت فجعلت فيه ماء فأتته به فمج فيه ثم قال لها: "قومي". فنضح بين ثدييها وعلى رأسها ثم قال: "اللهم أعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم". ثم قال: "ائتيني بماء". فعلمت الذي يريده فملأت القعب ماء فأتيته به فأخذ منه بفيه ثم مجه فيه ثم صب على رأسي وبين يدي ثم قال: "اللهم إني أعيذه بك وذريته من الشيطان الرجيم". ثم قال: "ادخل على أهلك بسم الله والبركة". (مجمع الزوائد: ۹/۲۰۵-۲۰۶، دار الكتب العلمية بيروت)

عن سهل بن سعد، قال: دعا أبو أسيد الساعدي رسول الله ﷺ في عرسه، وكانت امرأته يومئذ خادمهم، وهي العروس... إلخ. (صحيح البخاري: ۲/۷۷۸، رقم: ۵۱۷۶)

(۲) وقال: الفتني: حديث "غسل رجلي العروس وصب الماء من باب الدار إلى أقصاها ليكون بركة ورحمة ومنع العروس عن أكل اللبان والخل والكزبرة والتفاحة في الأسبوع الأول حذرا عن العقم" مع طوله في ورقتين فيه دجال واضع حديث. (تذكرة الموضوعات، ص: ۹۰۳، باب فضل النكاح وحبه إليه إلخ، إدارة الطباعة المنيرية)

وكذا في الموضوعات بتغير غير يسير. (۲/۲۷۳، باب ما تصنع المرأة إذا دخلت على زوجها، كتاب النكاح، دار الكتب العلمية بيروت)

عن علي أن النبي ﷺ حيث زوج فاطمة دعا بماء فمجه ثم أدخله معه فرشه في جيبه وبين كتفيه، وعوذه بقل هو الله أحد والمعوذتين. (كنز العمال: ۱۳/۲۹۳، رقم: ۳۷۷۴۹، كتاب الفضائل، نكاح فاطمة، دار الكتب العلمية بيروت)

نکاح کے دن حضور ﷺ بعدِ عشا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور ایک برتن میں پانی لے کر اس میں لعاب مبارک ڈالا، اور {قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ} اور {قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ} پڑھ کر دعا کی۔ پھر حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو علی الترتیب حکم فرمایا کہ اسے پئیں اور وضو کریں، پھر دونوں صاحبوں کے لیے دعائے تطہیر تالیف و برکتِ اولاد، خوش نصیبی کی فرمائی اور ارشاد فرمایا: جاؤ، آرام کرو۔

مؤلف: اگر داماد کا گھر قریب ہو تو یہ عمل بھی کرنا موجبِ برکت ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز

اور جہیز حضرت سیدۃ النساء کا یہ تھا: دو چادر یمانی جو سوسی کے طور پر ہوتی تھیں، دو نہالی جس میں السی کی چھال بھری تھی اور چار گدّے، دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکّی اور ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن، یعنی گھڑا اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے۔

مؤلف: صاحبو! جہیز میں اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے: اوّل اختصار کہ گنجائش سے زیادہ تگ و دو نہ کرے۔ دوم ضرورت کا لحاظ جن چیزوں کی سرِدست ضرورت واقع ہوگی وہ دینا چاہیے۔ سوم اعلان نہ ہو، کیوں کہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی ہے، دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے؟ حضور ﷺ کے فعل سے جو اس روایت میں مذکور ہے تینوں امر ثابت ہیں۔(۱)

---

(۱) عن علي قال: جهز رسول الله ﷺ فاطمة في خميل وقربة ووسادة أدم حشوها إذخر. (كنز العمال: ۱۳/ ۲۹۴، رقم: ۳۷۷۵۱، كتاب الفضائل، نكاح فاطمة، دار الكتب العلمية بيروت، سنن النسائي: ۲/۷۷، رقم: ۳۳۸٤، جهاز الرجل ابنته، كتاب الكاح، ابن ماجه، ص: ۳۰٦، رقم: ٤۱٥۲، باب ضجاع آل محمد ﷺ، كتاب الزهد، مسند أحمد، رقم: ۸۱۹، مسند علي)

ولفظه: أن رسول الله لما زوجه فاطمة بعث معه بخميلة ووسادة من أدم حشوها ليف ورحيين

﴿زوجین کے درمیان کام کی تقسیم﴾

اور حضور ﷺ نے کام اس طرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ اور گھر کا کام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ۔

مؤلف: معلوم نہیں ہندوستان کی شریف زادیوں میں گھر کے کاروبار سے کیوں عار کی جاتی ہے۔(۱)

==وسقاء وجرتين. (مسند أحمد: ۱/۱٤، رقم: ۸۱۹، مسند علي، بيت الأفكار)

عن أنس بن مالك قال: جاء أبوبكر إلى النبي فقعد بين يديه -في حديثه طويل- وأمرهم أن يجزوها، فجعل لهم سرير شرط بالشرط ووسادة من أدم حشوها ليف وملء البيت -كثيبا يعني رملا.. إلخ. (كنز العمال: ۱۳/۲۹٤، رقم: ۳۷۷٥٤، نكاح فاطمة، كتاب الفضائل، دار الكتب العلمية بيروت)

وفي مجمع الزوائد: بلفظ: وأمرهم أن يجهزوها فجعل لها سريرا مشرطا بالشريط ووسادة من آدم حشوها ليف وملأ البيت كثيبا -يعني رملا. عن أنس. (مجمع الزوائد: ۹/۲۰٥، باب منه في فضلها وتزويجها بعلي رضي الله عنه، كتاب الفضائل، دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في صحيح بن حبان: ۹/٤۹۰، رقم: ٦۹۰٥، ذكر وصف تزويج علي بن أبي طالب، كتاب اخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، دار الفكر.

عن جابر بن عبد الله قال خرجنا مع رسول الله ﷺ حتى جئنا امرأة من الأنصار في الأسواف -إلى قوله- فوالله لا تنكحان أبدا إلا ولهما مال. (أبوداود: ۲/٤۰۰، رقم: ۲۸۹۱، باب ماجاء في ميراث الصلب، الفرائض، ترمذي: ۲/۲۹، باب ماجاء في ميراث البنات، رقم: ۲۰۹۲)

أنه لا يوجد ما يدل على أن الجهاز واجب على أبيها وليس لأحد أن يجبرها على ذلك فإذا قامت بالجهاز وما يلزم من أثاث وأدوات فهي متبرعة. (الموسوعة الفقهية: ۳۹/۲۰٦، كويت)

عن جندب يقول: ... قال النبي ﷺ: "من سمع سمع الله به، ومن يرائي يرائي الله به" (صحيح البخاري: ۲/۹٦۲، رقم: ٦٤۹۹، باب الرياء والسمعة، كتاب الرقاق)

(۱) قال ابن حبيب في "الواضحة": حكم النبي ﷺ بين علي بن أبي طالب رضي الله عنه، وبين زوجته فاطمة رضي الله عنها حين اشتكيا إليه الخدمة، فحكم على فاطمة بالخدمة الباطنة خدمة البيت، وحكم على علي بالخدمة الظاهرة، ثم قال ابن حبيب: والخدمة الباطنة: العجين، والطبخ، والفرش، وكنس البيت، واستقاء الماء، وعمل البيت كله. (زاد المعاد: ٥/۱۸٦، فصل في حكم

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ولیمہ﴾

پھر حضرت علی ﷛ نے ولیمہ کیا اور ولیمہ میں یہ سامان تھا: جَو چند صاع (ایک صاع نمبری سیر سے ساڑھے تین سیر کے قریب ہوتا ہے) اور کچھ خرما اور کچھ مالیدہ۔

مؤلف: پس ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف وبلا تفاخر اختصار کے ساتھ جس قدر میسر ہوجائے اپنے خاص لوگوں کو کھلادے۔(۱)

==النبي ﷺ في خدمة المرأة لزوجها، مؤسسة الرسالة)

عن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنهما، قالت: تزوجني الزبير... فكنت أعلف فرسه وأستقي الماء، وأخرز غربه وأعجن، إلخ. (صحيح البخاري: ۷۸٦/۲، رقم: ٥۲۲٤، باب الغيرة، كتاب النكاح، مسلم: ۲/۲۱۸، رقم: ۲۱۸۲۸)

عن عائشة رضي الله عنها قال: فتلت قلائد هدي النبي ﷺ ثم اشعرها إلخ. (صحيح البخاري: ۲۳۰/۱، رقم: ۱٦۹۹، باب اشعار البدن، كتاب الحج)

وفي الفتح: وفي الحديث جواز خدمة المرأة زوجها ومن يدعوه، وجواز استخدام الرجل امرأته في مثل ذلك. (فتح الباري: ۲۹۰/۹، تحت رقم: ٥۱۸۲، كتاب النكاح، باب قيام المرأة على الرجال في العرس وخدمتهم بالنفس)

(۱) عن أسماء قالت لقد أولم علي على فاطمة فما كان وليمة في ذلك الزمان أفضل من وليمته رهن درعه عند يهودى بشطر شعير وكانت وليمته آصعا من شعير وتمر وحيس. (ذخائر العقبى: ۷٤، ذكر وليمة عرسها رضي الله عنها، فضائل فاطمة، دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الزوائد: ٥۰/٤، دار الكتب العلمية بيروت)

وقال النووي في شرحه: وفيه اتخاذ الوليمة للعرس سواء في ذلك من له مال كثير ومن دونه. (شرح النووي على مسلم: ۱٦۱/۲، تحت رقم الحديث: ۱۹۷۹، كتاب الأشربة، باب تحريم الخمر)

عن جابر بن عبد الله قال حضرنا عرس علي بن أبي طالب وفاطمة بنت رسول الله ﷺ فما رأينا عرسا كان أحسن منه حيسا وهيالنا رسول الله ﷺ زيتا وتمرا فأكلنا وكان فراشهما ليلة عرسهما إهاب كبش. (المعجم الأوسط للطبراني: ۱٦/٥، رقم: ٦٤٤١، ضعيف فيه مسلم بن خالد الزنجي)

﴿نکاحِ ازواج مطہرات﴾

مہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پانچ سو درہم یا اس قیمت کے اونٹ تھے، جو ابوطالب نے اپنے ذمے رکھے۔ اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا کوئی برتنے کی چیز تھی جو دس درہم کی تھی۔ اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا چار سو درہم تھے۔ اور حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا چار سو دینار تھے جو شاہِ حبشہ نے اپنے ذمہ رکھے۔ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا چار سو درہم تھے۔(۱)

﴿آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ولائم﴾

اور ولیمہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا قدرے جو کا کھانا اور حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح ہوئی تھی اور گوشت روٹی لوگوں کو کھلائی گئی۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا جو کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس حاضر تھا سب جمع کرلیا گیا۔ یہی ولیمہ تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا، خود فرماتی ہیں کہ نہ اونٹ ذبح ہوا، نہ بکری، سعد بن

---

(۱) وأصدقها (خديجة) رسول الله ﷺ عشرين بكرة. (سيرة بن هشام:۱/ ۱۱۳، القدس قاهرہ، ذكر أزواجه، دار الكتاب العربي، البداية والنهاية:۸/ ۲۳٦، دار احياء التراث العربي)

أم سلمة... وأصدقها رسول الله ﷺ فراشا حشوه ليف وقدحا وصحفة ومجشة. (سيرة بن هشام:۲/ ٤٣٦، ذكر أزواجه، دار الكتاب العربي)

عن أبي سعيد الخدري، أن النبي ﷺ "تزوج أم سلمة على متاع بيت قيمته عشرة دراهم "(المعجم الأوسط: ۱/ ١٦٤، رقم: ٤٦٤، دار احياء التراث العربي، مجمع الزوائد: ٤/ ٤٨٢، دار الكتب العلمية بيروت)

جويرية بنت الحارث رضي الله عنها... وأصدقها أربعمائة درهم. (سيرة بن هشام:٤/ ۲۹۳، ذكر أزواجه، دار الكتاب العربي)

سودة رضي الله عنها.. وأصدقها رسول الله ﷺ أربعمائة درهم. (سيرة بن هشام: ۲/ ٤٣٦، ذكر أزواجه، دار الكتاب العربي)

عبادہ ﷺ کے گھر سے ایک پیالہ دودھ کا آیا تھا، بس وہی ولیمہ تھا۔(۱)

مولف: اور مفصل حالات نکاحِ بنات مقدّسات وازواجِ مطہرات کے کتبِ سیر میں مذکور ہیں، مگر اس مقام پر ایک نکاح کی مفصل حالت لکھ کر باقی عقود کے واقعات میں سے صرف بعض مہر و ولیمہ کے ذکر پر اکتفا کیا گیا کہ زیادہ غرض اس مقام پر یہ دکھلانا ہے کہ یہ تکلفات واسرافات وغیرہا سب ہمارے سردارِ دوجہاں ﷺ کے طریقۂ محبوبہ مرضیۂ مقبولہ کے خلاف ہے، اور یہ غرض اس اجمال سے حاصل ہے۔ اور ایک درہم تخمیناً سوا چار آنے کا ہوتا ہے اور ایک دینار دس درہم کا، اس سے معلوم ہوجائے گا کہ حضور ﷺ کا مہر کس قدر ہلکا تھا اور کوئی شخص ناداری کی تاویل بھی نہیں کرسکتا۔ حضورِ اکرم ﷺ اگر چاہتے تو دنیا بھر کے خزائن آپ کے پائے مبارک پر تصدق کردیے جاتے اور چار سو دینار

---

(۱) عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ لما تزوج أم سلمة رضي الله عنها أمر بالنطع فبسط ثم ألقى عليه تمرا وسويقا فدعا الناس فأكلوا. (السنن الكبرى للبيهقي: ۴۲۵/۷، رقم: ۱۴۵۱۲، باب أيام الوليمة، كتاب النكاح، دار الحديث القاهرة)

عن عائشة قالت أولم رسول الله ﷺ على بعض نسائه بمدين من شعير. (مسند أحمد: ۱۱۳/۶، رقم: ۲۴۸۱۱)

عن أنس قال: أولم رسول الله ﷺ حين بنى بزينب بنت جحش فاشبع الناس خبزاً ولحماً إلخ. (صحيح البخاري: ۷۰۷/۲، رقم: ۴۷۹۴، سورة الأحزاب، كتاب التفسير)

عن أنس قال ما أولم النبي ﷺ على شيئ من نسائه ما أولم على زينب أولم بشاة. (صحيح البخاري: ۲/ رقم: ۵۱۶۸، باب الوليمة ولو بشاة، كتاب النكاح)

عن أنس بن مالك أن رسول الله ﷺ غزا خيبر -في حديث طويل- حتى إذا كان بالطريق، جهزتها له أم سليم، فأهدتها له من الليل، فأصبح النبي ﷺ عروسا، فقال: "من كان عنده شيء فليجيء به" وبسط نطعا، فجعل الرجل يجيء بالتمر، وجعل الرجل يجيء بالسمن، قال: وأحسبه قد ذكر السويق، قال: فحاسوا حيسا، فكانت وليمة رسول الله ﷺ. (صحيح البخاري: ۵۴/۱، رقم: ۳۷۱، باب ما يذكر في الفخذ، كتاب الصلاة)

عن عائشة قال: فبنى بي رسول الله في بيتي ما نحرت جزور ولا ذبحت على شاة وأنا يومئذ ابنة تسع سنين حتى أرسل إلينا سعد بن عبادة بجفنة كان يرسل بها إلى رسول الله ﷺ. (تاريخ الطبري: ۲۱۲/۲، ذكر الخبر عن أزواج رسول الله ﷺ، دار الفكر بيروت، مجمع الزوائد: ۲۲۸/۹، دار الكتب العلمية بيروت)

صرف ایک بی بی کا مہر ہوا، سووہ بھی ایک بادشاہ نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ اس پر بھی وہ ہمارے ملک کے رواج سے پھر بھی بہت کم ہے۔ اہلِ اسلام پر لازم ہے کہ اسی طریقہ سے اپنا معمول مقرر کریں، ورنہ کیوں خَسِرَ الدُّنیاوَ الْآخِرَۃُ کے مصداق بنتے ہیں۔

﴿نکاح کے ضروری مسائل﴾

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند مسائل ضروری نکاح کے متعلق جن کی بہت ضرورت رہتی ہے لکھ دیے جائیں۔ سب کو، بالخصوص نکاح خواں قاضیوں کوان کا یاد کرلینا ضروری ہے، ان کے نہ جاننے سے اکثر اوقات نکاح میں خرابی ہوجاتی ہے:

﴿نابالغہ کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کسی صورت درست نہیں﴾

۱۔ مسئلہ: نابالغہ کا نکاح بدون اجازتِ ولی کے صحیح نہیں ہے اور خود اس منکوحہ کا زبان سے کہنا قابلِ اعتبار نہیں، خواہ اس کا پہلا نکاح ہو یا دوسرا نکاح ہو۔(۱)

﴿نابالغہ کا غیر کفوٴ میں نکاح﴾

۲۔ مسئلہ: اگر نابالغہ کا نکاح ولی نے غیر کفو سے کردیا، سو اگر باپ یا دادا نے کسی ضروری مصلحت سے کیا ہے تو صحیح ہے، بشرطے کہ ظاہراً کوئی امر خلافِ مصلحت نہ ہو، ورنہ صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر باپ دادا کے سوا کسی دوسرے ولی نے نکاح کیا ہے تو فتویٰ اس پر ہے کہ بالکل جائز نہ ہوگا۔(۲)

---

(۱) الصبي إذا باع ماله أو اشترى أو تزوج أو زوج أمته أو كاتب عبده أو نحوه يتوقف على إجازة الولي في حالة الصغر. (فتح القدير: ۳/۲۹۷، زکریا، شامي: ۴/۲۲۶، زکریا)

(۲) ولو زوج طفله غير كفء أو بغبن فاحش صح ولم يجز ذلك لغير الأب والجد. (البحر الرائق: ۳/۲۲۷، زکریا، الدر المختار مع الشامي: ۴/۱۷۳-۱۷۴، زکریا)

لا يجوز نكاح أحد على بالغة صحيحة العقل من أب أو سلطان بغير إذنها. (هنديه: ۱/۲۵۳، اتحاد قديم، درمختار: ۴/۱۵۹، زکریا)

﴿بالغہ لڑکی کے نکاح میں اجازت کا حکم﴾

۳۔ مسئلہ: بالغہ کا نکاح بلا اجازت اس کے جائز نہیں۔ پس اگر یہ اس کا دوسرا نکاح ہوتا ہے، تب تو زبان سے اجازت لینی چاہیے اور اگر پہلا نکاح ہے تو پھر اجازت لینے والا ولی ہے، تب تو دریافت کرنے کے وقت اس کا خاموش ہوجانا ہی اجازت ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص ہے، تو اس کا زبان سے کہنا ضروری ہے، بدون اس کے اجازت معتبر نہ ہوگی۔(۱)

﴿بالغہ کا غیر کفوٴ میں نکاح﴾

۴۔ مسئلہ: بالغہ اگر اجازتِ ولی کے بغیر خود اپنا نکاح کرلے، تو کفو میں تو جائز ہے اور غیر کفو میں فتویٰ یہی ہے کہ بالکل جائز نہیں، البتہ کسی عورت کا کوئی ولی ہی نہ ہو یا اس کی کارروائی پر رضامند ہو تو غیر کفو میں بھی جائز ہوگا۔(۲)

﴿بالغہ سے اجازت کے بغیر نکاح﴾

۵۔ مسئلہ: اگر ولی نے بالغہ کا نکاح بلا اس کی اجازت کے کردیا اور بعد میں وہ سن کر

---

(۱) بل لابد من القول كالثيب البالغة. (تنوير الأبصار مع الدر والشامي: ٤/ ١٦٤، زكريا، بدائع الصنائع: ٢/ ٥٠٦، زكريا، البحر الرائق كوئته: ٣/ ١١٥)
وإن استأذنها الولي فسكتت.. فهو إذن. (البحر الرائق: ٣/ ١١١، كوئته، شامي مع الدر: ٤/ ١٦٠، زكريا)
أما غير الأب والجد ليس بولي في الانكاح من غير كفؤ فلم يكن سكوتها رضا. (هنديه: ١/ ٢٠٦، اتحاد جديد، الدر المختار مع الشامي: ٤/ ١٦٤-١٦٥، زكريا)

(۲) إن المرأة إذا زوجت نفسها من كفؤ لزم على الأولياء. (شامي: ٤/ ٢٠٧، زكريا، مبسوط للسرخسي: ٥/ ١٠، بيروت)
وهذا بناء على ظاهر الرواية من أن العقد صحيح، وللولي الاعتراض، أما على رواية الحسن المختارة للفتوى من أنه لا يصح. فالمعنى معتبرة في الصحة. (شامي: ٤/ ٢٠٦، زكريا، البحر الرائق: ٣/ ٢٣٦، زكريا، هنديه: ١/ ٢٩٢، زكريا قديم)

خاموش ہوگئی اب نکاح صحیح ہوگیا۔ اور اگر غیر ولی نے ابتداءً اجازت لی تھی، مگر وہ خاموش ہوگئی، تو اس وقت تو نکاح صحیح نہ ہوگا، لیکن اگر صحبت کے وقت اس کی ناراضی ظاہر نہ ہوئی تو وہ نکاح اب صحیح ہوجاوے گا۔(۱)

﴿ایجاب وقبول گواہوں کو سننا لازم ہے﴾

۶۔ مسئلہ: ایجاب وقبول کے الفاظ ایسی بلند آواز سے کہنے چاہئیں کہ گواہ اچھی طرح سن لیں۔(۲)

﴿اولیاء کی ترتیب﴾

۷۔ مسئلہ: ولی سب سے اوّل باپ ہے، پھر دادا، پھر حقیقی بھائی، پھر علاتی بھائی، پھر ان کی اولاد اسی ترتیب سے، پھر حقیقی چچا، پھر علاتی چچا، پھر چچازاد بھائی اسی ترتیب سے پھر اور عصبات بترتیب فرائض کے، جب کوئی عصبہ نہ ہو تو ماں، پھر دادی، پھر نانا، پھر حقیقی بہن، پھر علاتی بہن، پھر اخیافی بھائی بہن، پھر پھوپھی، پھر ماموں، پھر خالہ، پھر خالہ زاد بہن، پھر اور ذوی الارحام۔(۳)

---

(۱) زوجها وليها وأخبرها رسوله أو فضولي عدل فسكتت عن رده مختارة .... فهو إذن. (درمختار (درمختار مع الشامي:٤/١٥٩-١٦١، زكريا)
فإن استأذنها غير الأقرب كأجنبي أو ولي بعيد فلا عبرة لسكوتها بل لا بد من القول.... أو ماهو في معناه من فعل يدل على الرضا كطلب مهرها ونفقتها وتمكينها من الوطء. (درمختار مع الشامي:٤/١٦٤-١٦٥، زكريا)

(۲) وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الآخر و حضور شاهدين مكلفين سامعين قولهما معا. (تنوير الأبصار مع الدر المختار والرد المحتار:٤/٨٦تا٩١، زكريا، هنديه:١/٢٧١، زكريا قديم، بدائع الصنائع:٢/٥٢٧، زكريا، تاتارخانيه:٤/٣٧-٣٨، زكريا جديد)

(۳) الولي في النكاح العصبة بنفسه بلا توسطة أنثى على ترتيب الإرث والحجب فيقدم ابن المجنونة على أبيها. وفي الشامية: وابن الابن كالابن، ثم يقدم الأب، ثم أبوه، ثم الأخ الشقيق ثم

﴿ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد کا نکاح غیر معتبر﴾

۸۔ مسئلہ: ولی قریب کے ہوتے ہوئے ولی بعید کو ولایت نہیں پہنچتی۔(۱)

﴿اقسام طلاق﴾

۹۔ مسئلہ: طلاق تین طرح پر ہے: رجعی، بائن، مغلّظہ۔ رجعی میں اگر عدّت کے اندر اگر شوہر نے رجوع کرلیا نکاح باقی رہے گا، دوسرے سے نکاح جائز نہیں۔ اگر عدّت کے اندر رجعت نہ کی تو نکاح جاتا رہے گا، بعدِ عدّت اس عورت کا دوسرے شخص سے نکاح جائز ہے۔ اور بائن ومغلّظہ میں رجوع جائز نہیں ہے۔ اگر عدّت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح جائز نہیں، البتہ بعدِ عدّت جائز ہے۔(۲)

==لأب، ثم ابن الأخ الشقيق ثم لأب ثم العم الشقيق ثم لأب ثم ابنه كذلك ثم عم الأب كذلك ثم ابنه كذلك ثم الجد كذلك ثم ابنه كذلك.... فإن لم يكن عصبة فالولاية للأم ثم لأم الأب ..ثم للجد الفاسد ثم للأخت لأب وأم، ثم للأخت لأب ثم لولد الأم ثم لذوي الأرحام العمات، ثم الأخوال، ثم الخالات، ثم بنات الأعمام. وبهذا الترتيب أولادهم. (تنوير الأبصار مع الدر المختار والرد المحتار: ۱۹۰/٤تا ۱۹۶، زکریا، تاتارخانیه: ۸٦/٤، رقم: ٥٦٠٣-٥٦٠٤، زکریا جدید)

(۱) ولو زوج الأبعد حال قيام الأقرب توقف على اجازته (در مختار مع الشامي: ۱۹۹/٤، زکریا)
ويقدم ابن المجنونة على أبيها. (الدر لمختار: ۱۹۱/٤، زکریا، فتاوی هندیه: ۲۸۳/۱، زکریا)

(۲) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض. (هندیه: ٤۷۰/۱، زکریا قدیم)
فمن طلق مادون الثلاث بصريح الطلاق... فله أن يراجع وإن أبت مادامت في العدة. (مجمع الأنهر: ۷۹/۲-۸۰، مکتبه فقیه الأمت)
إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضاءها. (هندیه: ٤۷۲/۱، زکریا قدیم)
ولها (الرجعة) شروط خمس تعلم بالتأمل شرنبلالية قلت: هي أن لا يكون الطلاق ثلاثا في الحرة، أو ثنتين في الأمة ولا واحدة مقترنة بعوض مالي. (شامي: ۲٦/٥، زکریا)
أما نكاح الغير ومعتدته لا يجوز. (شامي: ۲۷٤/٤، زکریا، هندیه: ۲۸۰/۱، زکریا قدیم)

﴿عدت کی تفصیل﴾

۱۰۔ مسئلہ: عدّت کی یہ تفصیل ہے کہ اگر بی بی شوہر کے پاس نہیں بھیجی گئی اور شوہر نے طلاق دے دی تو عدت بالکل واجب نہیں، اور اگر شوہر کے پاس بھیجی گئی ہے، سو اگر اس کو حیض شروع نہیں ہوا یا عمر زیادہ ہونے سے حیض بند ہوگیا اور اس کو طلاق دی گئی ہے تو اس کی عدّت تین ماہ ہے اور اگر اس کو حیض آتا ہے تو تین حیض ہے اور اگر اس کو حمل ہے تو عدّت اس کی یہ ہے کہ بچہ پیدا ہو جائے۔ اور اگر شوہر مر گیا ہے تو اس وقت سب کی عدّت چار مہینے دس دن ہیں، مگر حمل والی کی عدّت یہاں بھی بچہ پیدا ہونا ہے۔ غرض جس عورت کی جو عدّت ہو اس کے اندر دوسرا نکاح جائز نہیں۔(۱)

﴿نو مسلمہ عورت کی عدت﴾

جو عورت کافر مسلمان ہو جاوے اور اس کا خاوند مسلمان نہ ہو تو اس کا حکم مثل طلاق

---

(۱) أربع من النساء ولا عدة عليهن المطلقة قبل الدخول. (هندية: ١/٥٢٦، زكريا قديم)
وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ. (سورة الطلاق، رقم الآية: ٤)
والعدة لمن لم تحض لصغر أو كبر أو بلغت بالسن ولم تحض ثلاث أشهر. (هندية: ١/٥٢٦، زكريا قديم، تاتارخانيه: ٥/٢٢٧، رقم: ٧٧٢٤، زكريا جديد)
وَأُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. (سورة الطلاق، رقم الآية: ٤)
وعدة الحمل أن تضع حملها. (هندية: ١/٥٢٨، زكريا قديم، شامي: ٥/١٨٩، زكريا)
وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. (سورة البقرة، رقم الآية: ٢٣٤)
والعدة للموت أربعة... وعشرة من الأيام... مطلقا وطئت أو لا. (الدر المختار: ٥/١٨٨، باب العدة، زكريا)
وعدة المتوفى عنها زوجها... أربعة اشهر وعشرا يستوي في ذلك الدخول وعدم الدخول والصغر والكبر. (تاتارخانيه: ٥/٢٢٨، رقم: ٧٧٢٥، زكريا)

کے ہے، اس میں بھی عدّت واجب ہے، جب تک تین حیض اس وقت سے نہ آجائیں یا اگر حمل والی ہو تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے کسی شخص سے اس کا نکاح جائز نہیں۔ اس میں اکثر لوگ احتیاط نہیں کرتے۔(۱)

نسبی اور رضاعی رشتہ نکاح سے مانع ہے

۱۱۔ مسئلہ: نکاح کے وقت یہ بھی تحقیق کر لینا ضروری ہے کہ ناکح منکوحہ میں علاقہ حرمتِ نسبی یا رضاعی کا تو نہیں۔(۲)

---

(۱) وإذا أسلمت المرأة في دار الحرب وزوجها كافر.. لم تقع الفرقة عليها حتى تحيض ثلاث حيض. (فتح القدير: ۳/۳۹۸، كتاب النكاح، زكريا)

(۲) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ. (سورة النساء، رقم الآية: ۲۳)
كل من تحرم بالقرابة والصهرية تحرم بالرضاع. (هنديه: ۱/۲۷۷، زكريا قديم)

در بیان بعضے احکامِ ضروریہ حجاب متعلق آں

(ماخوذ از کتبِ حدیث وفقہ)

﴿مرد کا ستر﴾

۱۔ مسئلہ: مرد کو ناف سے نیچے زانو تک بدن ڈھانکنا فرض ہے۔ مردوں سے بھی اور عورتوں سے بھی بجز اپنی بی بی کے کہ اس سے کوئی عضو ڈھانکنا ضروری نہیں۔ گو بلا ضرورت بدن دکھانا خلافِ اولیٰ ہے۔(۱)

﴿عورت کا عورت کے سامنے سترِ غلیظ کھولنا ممنوع ہے﴾

۲۔ مسئلہ: عورت کو عورت کے رُوبرو بھی ناف سے نیچے زانو تک بدن کھولنا جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض عورتیں جو نہاتے وقت دوسری عورت کے رُوبرو ننگی بیٹھ جاتی ہیں، یہ بالکل گناہ ہے۔(۲)

---

(۱) عن أبي أيوب رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: مافوق الركبتين من العورة، وما أسفل من السرة من العورة. (سنن دار قطني:۱/۲۳۷، رقم:۸۷۹، دار الكتب العلمية بيروت)
ينظر الرجل من الرجل سوى ما بين سرته إلى ما تحت ركبتيه فالركبة عورة لا سرة. (شامي:۹/ ۵۲٦، زكريا)
أما النظر إلى زوجته فهو حلال من قرنها إلى قدمها عن شهوة وغير شهوة هذا ظاهر إلا أن الأولى أن لا ينظر كل واحد منهما إلى عورة صاحبه. (تاتار خانيه:۱۸/۹۱، رقم:۲۸۱۳۳، زكريا)

(۲) لا يجوز للمرأة النظر من المرأة ولا للرجل من الرجل تحت السترة إلى الركبة. (التفسير المظهري:٦/۳۷٦، زكريا)
عن أبي سعيد الخدري، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ قال: "لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل، ولا المرأة إلى عورة المرأة، ولا يفضي الرجل إلى الرجل في ثوب واحد، ولا تفضي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد". (صحيح مسلم:۱/۱۵٤، رقم:۳۳۸، باب تحريم النظر إلى العورات، كتاب الحيض)

﴿محرم شرعی کے روبرو ستر کا حکم﴾

۳۔ مسئلہ: عورت کو اپنے محرم شرعی کے رُوبرو ناف سے زانو تک اور کمر اور شکم کھولنا حرام ہے، باقی سر اور چہرہ اور بازو اور پنڈلی کھولنا گناہ نہیں۔ گو بعض اعضاء کا بلا ضرورت ظاہر کرنا مناسب بھی نہیں۔(۱)

﴿محارم شرعی﴾

اور محرم شرعی وہ ہے جس سے عمر بھر کسی طرح نکاح صحیح ہونے کا احتمال نہ ہو۔ مثلاً: باپ، بیٹا، حقیقی بھائی یا علاتی بھائی یعنی باپ دونوں کا ایک ہو اور ماں دو ہوں یا اخیافی بھائی، یعنی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں یا ان بھائیوں کی اولاد یا ان ہی تین طرح کی بہنوں کی اولاد اور مثل ان کے جس جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو اور جس سے عمر بھر میں کبھی بھی نکاح صحیح ہونے کا احتمال ہو وہ شرعاً محرم نہیں، بلکہ نامحرم ہے اور جو حکم شریعت میں محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے وہی ان کا ہے، گو کسی قسم کا رشتہ قرابت کا رکھتا ہو، جیسے چچا کا یا پھوپھی کا بیٹا یا ماموں کا یا خالہ کا بیٹا یا دیور یا بہنوئی یا نندوئی وغیرہم، یہ سب نامحرم ہیں، ان سے وہی پرہیز ہے جو نامحرم سے ہوتا ہے، بلکہ چوں کہ ایسے موقعوں پر فتنہ کا واقع ہونا سہل ہے، اس

---

(۱) وأما نظره إلى ذوات محارمه فنقول: يباح له أن ينظر منها إلى موضع زينتها الظاهرة والباطنة وهي الرأس والشعر والعنق والصدر والأذن والعضد والساعد والكف والساق والرجل والوجه. (هنديه: ٥/٣٢٨، زكريا قديم، تاتار خانيه: ١٨/٩٢، رقم: ٢٨١٣٤، زكريا)
عن عائشة رضي الله عنها أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على رسول الله -ﷺ- وعليها ثياب رقاق فأعرض عنها رسول الله -ﷺ- وقال "يا أسماء إن المرأة إذا بلغت المحيض لم يصلح لها أن يرى منها إلا هذا وهذا". وأشار إلى وجهه وكفيه. (سنن أبي داود: ٢/٥٦٧، رقم: ٤١٠٤، كتاب اللباس، باب فيما تبدي المرأة من زينتها)

لیے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔(۱)

﴿فتنہ کے خوف سے بعض محرم بھی نامحرم کے درجہ میں ہیں﴾

۴۔ مسئلہ: علماء نے فسادِ زمانہ کو دیکھ کر بعض محرموں کو مثل نامحرموں کے قرار دیا ہے بوجہ انتظام واحتیاط کے، جیسے جوان خسر اور جوان عورت کا داماد اور شوہر کا بیٹا اس کی دوسری بی بی سے اور دودھ شریک بھائی وغیرہم، اہلِ تجربہ کو معلوم ہے جو کچھ ایسے علاقوں میں فتنہ وفساد واقع ہو رہے ہیں۔(۲)

---

(۱) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ. (سورة النساء، رقم الآية:۲۳)
وحرم على المتزوج ذكرا كان أو أنثى نكاح أصله وفروعه علا أو نزل وبنت أخيه وأخته وبنتها ولو من زنى وعمته وخالته. (درمختار مع الشامي:۴/۱۰۳، زكريا، هنديه:۱/۲۷۳، زكريا قديم)
والأخت حرام وهي على ثلاثة أصناف اختك لأبيك وأمك، وأختك لأبيك وأختك لأمك وكذلك بناتهن وإن سفلت إلخ. (تاتارخانيه:۴/۴۷، زكريا، رقم:۵۴۸۵)
المحرمات من النساء نوعان: محرمات على التأبيد، وهن اللاتي تكون حرمة نكاحهن مؤبدة، لأن سبب التحريم ثابت لا يزول، كالأمومة، والبنوة، والأخوة. محرمات على التاقيت، وهن من تكون حرمة نكاحهن مؤقتة؛ لأن سبب التحريم غير دائم، ويحتمل الزوال كزوجة الغير، ومعتدته، والمشركة بالله. (الموسوعة الفقهية:۳۶/۲۰۹-۲۱۰، كويت، شامي:۳/۴۶۴، زكريا، هنديه:۱/۲۱۹، زكريا قديم)
أما بنات الأعمام والأخوال، وبنات العمات والخالات، وفروعهن، فيجوز التزوج بهن، لعدم ذكرهن في المحرمات، لقوله تعالى: {وأحل لكم ما وراء ذلكم}. (الموسوعة الفقهية:۳۶/۲۱۲، كويت)
عن عقبة بن عامر رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: إياكم والدخول على النساء فقال رجل الانصار يا رسول الله! أفرأيت الحمو؟ قال: الحمو موت (مسلم:۶/۲۱۵، رقم:۲۱۷۲، باب تحريم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها، كتاب السلام)

(۲) والخلوة بالمحرمة مباحة إلا الأخت رضاعا والصهرة الشابة، وفي الشامي: قال في القنية: ماتت عن زوج وأم فلهما أن يسكنا في دار واحدة إذا لم يخافا الفتنة وإن كانت الصهرة شابة، فللجيران أن يمنعوها منه إذا خافوا عليهما الفتنة. (درمختار مع الشامي:۹/۵۲۹-۵۳۰، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)
والحكم بالفرق بين الأجنبي وذى الرحم، إذا كان النظر لا عن شهوة وأما الشهوة فلا يحل لأحد النظر. (بزازيه:۳/۲۱۳، زكريا جديد، و۶/۳۷۳، زكريا قديم)
وكذلك حكم السترة إذا مات زوجها وله أولاد كبار أجانب. (شامي:۹/۵۳۰، كتاب الطلاق، زكريا)

﴿نامحرم سے پردہ﴾

۵۔ مسئلہ: جو شرعاً نامحرم ہو اس کے رُوبرو سر اور بازو اور پنڈلی وغیرہ بھی کھولنا حرام ہے، اور اگر بہت ہی مجبوری ہو مثلاً: عورت کو ضروری کاروبار کے لیے باہر نکلنا پڑتا ہے یا کوئی رشتہ دار کثرت سے گھر میں آتا جاتا رہتا ہے اور گھر میں تنگی ہے کہ ہر وقت کا پردہ نبھ نہیں سکتا، ایسی حالت میں جائز ہے کہ اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کلائی کے جوڑ تک، اور دونوں پاؤں کے ٹخنے کے نیچے تک کھولے رکھے اور اس کے علاوہ اور کسی بدن کا کھولنا جائز نہ ہوگا۔

پس ایسی عورتوں کو لازم ہے کہ سر کو خوب ڈھانکیں، کرتہ بڑی آستین کا پہنیں، پاجامہ غرارہ دار پہنیں اور کلائی اور ٹخنے نہ کھلنے پائیں، کوئی مجبوری نہ ہو تو اتنا بھی ظاہر نہ کریں، بلکہ گھر میں بیٹھیں اور بہ ضرورتِ شرعی یا طبعی نکلیں تو برقع پہنیں، جیسے شرفاء میں معمول ہے۔

گو بعض ناعاقبت اندیش اس پردہ کو اُڑانا چاہتے ہیں اور اس کو خلافِ شرع بتاتے ہیں، مگر واقع میں شرعاً و عقلاً یہ مامور ہے، چنانچہ تفصیل مسئلہ پردہ کی بوجہ احسن رسالہ لطائفِ رشیدیہ مصنفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی میں لکھی ہے اور اس میں یہ مسئلہ نہایت بسط و وضاحت سے مذکور ہے، جس کا جی چاہے دیکھ لے۔(۱)

---

(۱) ذهب جمهور الفقهاء إلى أن جسم المرأة كله عورة بالنسبة للرجل الأجنبي عدا الوجه والكفين والكفين... لكن جواز كشف ذلك مقيد بأمن الفتنة. (الموسوعة الفقهية: ٤٤/٣٦، كويت)

وأما النظر إلى الأجنبيات فنقول يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن وذلك الوجه والكف.... وإن غلب على ظنه أنه يشتهي فهو حرام. (هنديه: ٣٢٩/٥، زكريا قديم)

لا تعارض بين جواز كشف الوجه، والنظر ووجوب الاحتجاب' لأن جواز كشف الوجوه والنظر مبني على خوف الفتنة وسد بابها ولا تعارض بين الحكمين عند اختلاف الجهتين فافهم. (إعلاء السنن: ٣٧٨/١٧، كراتشي)

﴿جس عضو کا ظاہر کرنا جائز نہیں اس کا دیکھنا حرام ہے﴾

۶۔ مسئلہ: جس عضو کا ظاہر کرنا جائز نہیں، جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے، اس کو مطلقاً دیکھنا حرام ہے۔ گو شہوت بالکل نہ ہو، اور جس عضو کا ظاہر کرنا جائز ہے، اس میں یہ قید ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور اگر ذرا شک بھی ہو تو دیکھنا اس وقت حرام ہے۔ اب یہاں سے سمجھئے کہ عجوزۂ ضعیفہ جس کی طرف اصلاً احتمالِ رغبت نہ ہو، تو اس کا چہرہ تو دیکھنا جائز ہوگا، مگر سر اور بازو وغیرہ کا دیکھنا جائز نہ ہوگا۔ ایسی عورتیں گھروں میں اس کی احتیاط نہیں کرتیں۔ اپنے اپنے نامحرم رشتہ داروں کے رُوبرو ننگے سر بے آستین کا کرتہ پہنے بیٹھی رہتی ہیں اور خود بھی گناہ گار ہوتی ہیں، اور مردوں کو بھی گناہ گار کرتی ہیں۔(۱)

﴿ضرورت کے مواقع پر عضو ممنوع کو دیکھنے کا حکم﴾

۷۔ مسئلہ: جس عضو کا دیکھنا حرام ہے اگر علاج معالجہ کی ضرورت سے دیکھا تو جائز ہے، بشرطے کہ نظر اس سے نہ بڑھاوے۔(۲)

﴿عورت کا کسی کمرہ وغیرہ میں نامحرم کے ساتھ موجود ہونا﴾

۸۔ مسئلہ: جو شخص شرعاً نامحرم ہے اس کا اور عورت کا تنہا مکان میں ہونا بھی حرام

---

(۱) لا إلی الظهر و البطن و الفخذ. (تنویر الأبصار مع الرد المختار: ۹/۵۲۸، زکریا)
وما حل نظره) مما مر من ذکر أو انثی (حل لمسه) إذا أمن الشهوة علی نفسه وعلیها .... وإن لم یأمن ذلك أو شك، فلا یحل له النظر و المس. (در مختار مع الشامي: ۹/۵۲۸، زکریا)
وللحرة جمیع بدنها حتی شعرها النازل أي: عن الرأس، بأن جاوز الأذن، وقید به إذ لا خلاف فیما علی الرأس. (شامي: ۲/۷۷-۷۸، زکریا)

(۲) ینظر) الطبیب (إلی موضع مرضها بقدر الضرورة) إذ الضرورات تتقدر بقدرها، ثم یداویها الرجل ویغض بصره ما استطاع إلا عن مواضع البصر. (در مختار مع الشامي: ۹/ ۵۳۳، زکریا، تاتار خانیه: ۱۸/۱۰، رقم: ۲۸۱٦۸، زکریا جدید)

ہے۔ اسی طرح اگر تنہائی نہ ہو، بلکہ دوسری عورت موجود ہو، مگر وہ بھی نامحرم ہو تب بھی مرد کا اس مکان میں ہونا جائز نہیں، البتہ اگر اس عورت کا کوئی محرم یا شوہر اس مرد کی کوئی محرم عورت یا زوجہ بھی اس مکان میں ہو تو مضائقہ نہیں۔(۱)

﴿اَعضاء انسان کو دیکھنے اور چھونے کا حکم﴾

۹۔ مسئلہ: جس عضو کا دیکھنا جائز ہے اور چھونے میں اندیشہ شہوت کا ہے، تو دیکھنا جائز ہو گا اور چھونا حرام ہو گا، البتہ ضرورت علاج معالجہ کی مستثنیٰ ہے۔ لیکن حتی المقدور اپنے خیال کو اِدھر اُدھر بانٹ دے، دل میں خیالِ فاسد نہ آنے دے۔(۲)

﴿کافر عورتیں اجنبی مردوں کے مانند ہیں﴾

۱۰۔ مسئلہ: کافر عورت کا حکم مثل اجنبی مرد کے ہے، پس اس کے رُوبرو بھی سر اور بازو کا کھولنا بھی جائز نہ ہو گا اس ملک کی عورتیں اکثر مہترانیوں کے یا مالنوں کے آنے جانے میں اس کی احتیاط نہیں کرتیں۔(۳)

---

(۱) الخلوة بالأجنبية حرام (درمختار) وفي الشامي: وقول القنية: وليس معهما محرم يفيد أنه لو كان فلا خلوة والذي تحصل من هذا أن الخلوة المحرمة تنتفي بالحائل، وبوجود محرم أو امرأة ثقة قادرة... الخلوة بالأجنبية مكروهة وإن كانت معها أخرى كراهة تحريم. (شامي: ۹/ ۵۲۹-۵۳۰، زكريا)

(۲) وما حل نظره حل لمسه إذا أمن الشهوة على نفسه وعليها وإن لم يأمن ذلك أو شك فلا. (درمختار مع الشامي: ۹/ ۵۲۸، زكريا)

ينظر الطبيب إلى موضع مرضها بقدر الضرورة. (درمختار مع الشامي: ۹/ ۵۳۳، زكريا، تاتارخانيه: ۱۸/ ۱۰۰، رقم: ۲۸۱۶۸، زكريا جديد)

(۳) والذمية كالرجل الأجنبي في الاصح فلا تنظر إلى بدن المسلمة، وفي الشامية: لايحل للمسلمة أن تنكشف بين يدي يهودية أو نصرانية أو مشركة. (درمختار مع الشامي: ۹/ ۵۳٤، زكريا)

﴿غیر مسلم دایہ کا حکم﴾

۱۱۔ مسئلہ: اگر قابلہ یعنی بچہ جنانے والی کافر ہو، زچہ کو اس کے رُوبرو جس قدر بدن کھولنے کی اجازت ہے اس کا کھولنا تو جائز ہے، باقی سر اور بازو کھولنا ناجائز ہے۔(۱)

﴿نامحرم مرد و عورت کی ہمکلامی﴾

۱۲۔ مسئلہ: نامحرم مرد و عورت میں باہم ہم کلامی بھی بلا ضرورت ممنوع ہے، اور ضرورت میں بھی فضول باتیں نہ کرے، نہ ہنسی، نہ مذاق کی کوئی بات کرے، نہ اپنے لہجہ کو نرم کر کے گفتگو کرے۔(۲)

﴿گانے ترنم کی آواز سننا ممنوع ہے﴾

۱۳۔ مسئلہ: گانے کی آواز مرد کی عورت کو یا عورت کی مرد کو دونوں ممنوع ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعض جگہ عادت ہے کہ بعض رسمی واعظ مناجات یا قصیدہ آواز بنا کر عورتوں کو سناتے ہیں، یہ بہت برا ہے۔(۳)

---

(۱) والذمية كالرجل الأجنبي في الأصح، وفي الشامي: ليس للمؤمنة أن تتجرد بين يدي مشركة أو كتابية. (شامي مع الدر: ۹/۵۳٤، زكريا)

(۲) ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزا عطست أو سلمت فيشمتها لا يرد السلام عليها وإلا لا. (درمختار مع الشامي: ۹/۵۳۰، زكريا)

ولا نجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم. (شامي: ۲/۷۹، باب شروط الصلاة، كتاب الصلاة، زكريا)

(۳) نغمة المرأة عورة وتعلمها القرآن من المرأة أحب. (شامي: ۲/۷۸، زكريا)

ومن أباحه (السماع) من المشايخ: الصوفياء .. وله شرائط.. الثاني أن لايكون جمعيتهم إلا من جنسهم، ليس فيهم فاسق ولا أهل الدنيا ولا امرأة. (تاتارخانيه: ۱۸/ ۱۸۸، رقم: ۲۸٤٦۵، زكريا جديد)

﴿نامحرم مردوں عورتوں کو سلام ممنوع ہے﴾

۱۴۔ مسئلہ: فقہاء نے نامحرم جوان عورت کو سلام کرنے یا سلام لینے سے منع کیا ہے۔(۱)

﴿نامحرم مرد و عورت کے جھوٹے کا حکم﴾

۱۵۔ مسئلہ: مرد کا جھوٹا کھانا پینا نامحرمہ کو اور عورت کا جھوٹا نامحرم مرد کو جب کہ احتمال التذاذ کا ہو، مکروہ ہے۔(۲)

﴿نامحرم کا لباس دیکھنا میلان کے وقت ممنوع ہے﴾

۱۶۔ مسئلہ: اگر نامحرم کا لباس وغیرہ دیکھ کر طبیعت میں میلان پیدا ہوتا ہو، اس کو بھی دیکھنا حرام ہے۔(۳)

---

(۱) وإذا سلمت المرأة الأجنبية على رجل... وإن كانت شابة رد عليها في نفسه وكذا الرجل إذا سلم على امرأة اجنبية فالجواب منه على العكس. (شامي: ۹/۵۳۰، زكريا، تاتارخانيه: ۱۸/۷۸، رقم المسئلة: ۲۸۰۹۱—۲۸۰۹۲، زكريا)

(۲) يكره سور المرأة للرجل وسؤره لها وتحته: يجب تقييده بغير الزوجة والمحارم. (البحر الرائق مع منحة الخالق: ۱/۲۲۲، كتاب الطهارة، زكريا، شامي: ۹/۶۱۱، زكريا)
وكراهة سؤر المرأة للأجنبي كسؤره لها ليس لعدم طهارته بل للاستلذاذ. (هنديه: ۱/۷۶، كتاب الطهارة، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضئ، اتحاد جديد)

(۳) وفيه النظر إلى ملاءة الأجنبية بشهوة حرام. (درمختار) وفي الشامي: فلوبها (بشهوة) منع مطلقا. (شامي مع الدر المختار: ۹/۵۳۵، زكريا)
وكذلك يباح النظر إلى ثيابها وذلك كله إذا لم يكن النظر عن شهوة فإن كان يعلم أنه لو نظر يشتهي أو شك الاشتهاء أو كان أكبر رأيه ذلك فليجتنب بجهده. (تاتارخانيه: ۱۸/۹۵، رقم: ۲۸۱۴۶، زكريا جديد)

﴿نابالغ مشتہاۃ لڑکی بالغہ کی طرح ہے﴾

۱۷۔ مسئلہ: جو لڑکی نابالغ ہو، مگر اس کی طرف مرد کو رغبت ہوتی ہو اس کا حکم مثل عورت بالغہ کے ہے۔(۱)

﴿نامحرم کا خیال دل میں جمانا ممنوع ہے﴾

۱۸۔ مسئلہ: جس طرح بری نیت سے نامحرم کی طرف نظر کرنا، اس کی آواز سننا، اس سے بولنا، اس کو چھونا حرام ہے، اسی طرح اس کا خیال دل میں جمانا اور اس سے لذّت لینا بھی حرام ہے اور یہ قلب کا زنا ہے۔(۲)

﴿نامحرم کا ذکر وتذکرہ کرنے کا حکم﴾

۱۹۔ مسئلہ: اسی طرح نامحرم کا ذکر کرنا یا ذکر سننا یا اس کا فوٹو دیکھنا یا اس سے خط وکتابت

---

(۱) وهذا إذا كانت في حد الشهوة فإن كانت صغيرة لا تشتهي مثلها فلا بأس بالنظر إليها و من مسها. مسها. (تاتار خانيه: ۹٦/۱۸، رقم: ۲۸۱٥۱، زكريا جديد)

عن عائشة رضي الله عنها أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على رسول الله -ﷺ- وعليها ثياب رقاق فأعرض عنها رسول الله -ﷺ- وقال "يا أسماء إن المرأة إذا بلغت المحيض لم تصلح أن يرى منها إلا هذا وهذا". وأشار إلى وجهه وكفيه. (أبو داود: ٥٦٧/۲، رقم: ٤١٠٤، اللباس، باب فيما تبدي المرأة من زينتها)

(۲) زنا النفس تمنيها واشتهاؤها وقوع الزنا الحقيقي والتمني أعم من الإشتهاء لأنه قد يكون في الممتنعات دونه وفيه دلالة على أن التمني إذا استقر في الباطن وأصر صاحبه عليه ولم يدفعه يسمى زنا فيكون معصية ويترتب عليه عقوبة. (مرقاة المفاتيح: ۱/ ۱٥۷، باب القدر، كتاب الإيمان، الفصل الأول، أشرفيه)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ كتب على ابن آدم... والقلب يهوي ويتمنى ويصدق ذلك الفرج أو يكذبه. (صحيح مسلم: ۳۳٦/۲، رقم: ۲٦٥۷، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره، كتاب القدر)

کرنا، غرض جس ذریعہ سے خیالاتِ فاسد پیدا ہوتے ہیں، یہ سب حرام ہیں۔(۱)

﴿نامحرم مردوں کو بھی دیکھنا درست نہیں﴾

۲۰۔ مسئلہ: جس طرح مرد کو اجازت نہیں کہ نامحرم عورت کو بلا ضرورت دیکھے بھالے، اسی طرح عورت کو بھی جائز نہیں کہ بلا ضرورت نامحرم مرد کو جھانکے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو عورتوں کی عادت ہے کہ دولہا کو یا برات کو جھانک کر دیکھتی ہیں، یہ بری بات ہے۔(۲)

﴿جھلکنے والا باریک لباس ممنوع ہے﴾

۲۱۔ مسئلہ: ایسا باریک کپڑا پہننا جس میں بدن جھلکتا ہو، مثل برہنہ ہونے کے ہے۔ حدیث میں ایسے کپڑے کی مذمت آئی ہے۔(۳)

---

(۱) عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ، قال: "كتب على ابن آدم نصيبه من الزنا، مدرك ذلك لا محالة، فالعينان زناهما النظر، والأذنان زناهما الاستماع، واللسان زناه الكلام، واليد زناها البطش، والرجل زناها الخطا، والقلب يهوى ويتمنى، ويصدق ذلك الفرج ويكذبه". (صحيح مسلم: ۲/۳۳٦، رقم: ۲٦٥۷، باب قدّر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره، كتاب القدر)

وقال النووي في شرحه: ومنهم من يكون زناه مجازا بالنظر الحرام او الاستماع إلى الزنى وما يتعلق بتحصيله او بالمس باليد بأن يمس أجنبية بيده او يقبلها او بالمشي بالرجل إلى الزنى او النظر او اللمس او الحديث الحرام مع اجنبية ونحو ذلك او بالفكر بالقلب فكل هذه انواع من الزنى المجازي. (شرح النووي على الصحيح مسلم: ۲/۳۳٦، تحت رقم: ۲٦٥۷)

(۲) وقد ذكر الاستحسان فيما إذا كان الناظر إلى الرجل الأجنبي هي المرأة وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده على ما يأتي بيانه هو الحرمة وهو الصحيح في الفصلين جميعا. (تاتار خانيه: ۱۸/۹، رقم: ۲۸۱۳، زكريا جديد)

(۳) عن عائشة رضى الله عنها أن أسماء بنت أبى بكر دخلت على رسول الله -ﷺ- وعليها ثياب رقاق فأعرض عنها رسول الله -ﷺ- وقال "يا أسماء إن المرأة إذا بلغت المحيض لم تصلح أن يرى منها إلا هذا وهذا". وأشار إلى وجهه وكفيه. (ابو داود: ۲/٥٦۷، رقم: ٤١٠٤، اللباس، باب فيما تبدي المرأة من زينتها)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما، قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات إلخ (مسلم: ۲/ رقم: ۲۱۲۸، كتاب اللباس والزينة، باب نساء الكاسيات العاريات)

﴿مرد کو غیر عورت سے بدن دبوانا﴾

۲۲۔ مسئلہ: مرد کو غیر عورت سے بدن دبوانا جائز نہیں۔(۱)

﴿بجتا زیور، مہکنے والی خوشبو، عورتوں کے لیے خواہ وہ بچی ہو ممنوع ہے﴾

۲۳۔ مسئلہ: بجتا زیور جس کی آواز نامحرم کے کان میں جائے یا ایسی خوش بو جس کی مہک نامحرم کے دماغ تک پہنچے، استعمال کرنا عورتوں کو جائز نہیں۔ یہ بھی بے پردگی میں داخل ہے اور جو زیور خود نہ بجتا ہو، مگر دوسری چیز سے لگ کر آواز دیتا ہو، ایسے زیور میں یہ احتیاط واجب ہے کہ پاؤں زمین پر آہستہ رکھے، تاکہ افشانہ ہو۔

۲۴۔ مسئلہ: چھوٹی لڑکی کو بھی بجتا زیور نہ پہنائے۔(۲)

﴿نامحرم پیر بھی نامحرم ہی ہے﴾

۲۵۔ مسئلہ: پیر بھی اگر نامحرم ہو تو مثل دوسرے نامحرم مردوں کے ہے، اس کے رُوبرو بلا حجاب آنا برا ہے، البتہ اگر وہ بہت بوڑھا ہو، مُریدنی بہت بڑھیا ہو تو صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں

---

(۱) غمز الأعضاء في الحمام من غير ضرورة مكروه. (البحر الرائق: ۳۵۹/۸، فصل في الاستبراء وغيره، كتاب الكراهية، زكريا)
ولو الازار كثيفا ومس ماتحته كمايفعله الجهلة حرام. (شامي: ۶۱۳/۹، زكريا)

(۲) قال علي بن سهل ابن الزبير - أخبره أن مولاة لهم ذهبت بابنة الزبير إلى عمر بن الخطاب وفي رجلها أجراس فقطعها عمر ثم قال سمعت رسول الله -ﷺ- يقول "إن مع كل جرس شيطانا". (أبو داود: ۵۸۱/۲، رقم: ۴۲۳۰، باب ماجاء في الجلاجل، أول كتاب الخاتم)
عن أبي موسى عن النبي -ﷺ- قال "إذا استعطرت المرأة فمرت على القوم ليجدوا ريحها فهي كذا وكذا". قال قولا شديدا. (ابو داود: ۵۷۵/۲، رقم: ۴۱۷۳، باب في طيب المرأة للخروج، أول كتاب الترجل)
ولا يجوز لها أن تأتي من الأعمال مايلفت النظر إليها ويترتب عليه الافتتان بها، قال تعالى: {ولا يضربن بأرجلهن ليعلم مايخفين من زينتهن}... ومن ذلك أنها تنهى عن التعطر والتطيب عند خروجها من بيتها فيشم الرجال طيبها. (الموسوعة الفقهية: ۸۸/۷، كويت)
وكره إلباس الصبي ذهبا أو حريرا فأن حرم لبسه وشربه حرم الباسه واشرابه (قوله وكره) لأن النص حرم الذهب والحرير على ذكور الأمة بلا قيد البلوغ (شامي مع الدر المختار: ۵۲۲/۹، زكريا)

اور دونوں پاؤں کھول دینا جائز ہے، مگر باقی اعضاء دکھلانا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔ (۱)
نہیں۔ (۱)

﴿جس عضو کو حیات میں دیکھنا جائز نہیں مرنے کے بعد بھی اسے دیکھنا جائز نہیں ہے﴾

۲۶۔ مسئلہ: جس عضو کو حیات میں دیکھنا جائز نہیں، بعد موت کے بھی جائز نہیں اور اسی طرح بدن سے جدا ہونے کے وقت بھی جائز نہیں۔ اسی طرح زیر ناف کے بالوں کو یا عورت کے سر کے بالوں کو بھی اُترنے یا ٹوٹنے کے بعد دیکھنا مرد کو جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں جو کنگھی کرکے بالوں کو ویسے ہی پھینک دیتی ہیں کہ عام طور سے سب کی نگاہ سے گزرتے ہیں، یہ جائز نہیں۔ (۲)

﴿خنثیٰ اور ہجڑے کا حکم﴾

۲۷۔ مسئلہ: ہجڑا یا خواجہ سرا یا عنین سب کا حکم مثل نامحرم مرد کے ہے، اسی طرح کی احتیاط ان سے لازم ہے۔ (۳)

﴿امرد کا حکم﴾

۲۸۔ مسئلہ: امرد یعنی بے ریش لڑکا بعض احکام میں مثل اجنبی عورت کے ہے، یعنی

---

(۱) ذهب جمهور الفقهاء إلى أن جسم المرأة كله عورة بالنسبة للرجل الأجنبي. (الموسوعة الفقهية: ۳۶/۴۴، كويت)
وإن كانت عجوزا لا تشتهي، فلا بأس بمصافحتها أو مس يدها، وكذلك إذا كان شيخا يأمن على نفسه وعليها فلا بأس أن يصافحها وإن كان لا يأمن على نفسه أو عليها فليجتنب. (شامي: ۹/۵۲۹، زكريا)
الخلوة بالأجنبية حرام. (درمختار: ۹/۵۲۹، زكريا)

(۲) كل عضو لا يجوز النظر إليه قبل الانفصال لا يجوز بعده ولو بعد الموت، كشعر عانته وشعر رأسها، وعظم ذراع حرة ميتة، وساقها وقلامة ظفر رجلها دون يدها. (درمختار مع الشامي: ۹/۵۲۴، زكريا)

(۳) والخصي والمجبوب والمخنث في النظر إلى الأجنبية كالفحل. (درمختار مع الشامي: ۹/ ۵۳۶، زكريا، تاتارخانيه: ۱۸/۱۰۱، رقم: ۲۸۱۷۰، زكريا جديد)

وقت اندیشۂ شہوت کے اس کی طرف دیکھنا، اس سے مصافحہ معانقہ کرنا، اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا، اس کا گانا سننا یا اس کے موجود ہوتے ہوئے گانا سننا یا اس سے بدن دبوانا، اس سے بہت پیار اخلاص کی باتیں کرنا، یہ سب حرام ہیں۔(۱)

﴿عورتوں پر سفر میں بھی نماز فرض ہے﴾

۲۹۔ مسئلہ: عورتوں کو پردہ کی وجہ سے سفر میں نماز قضا کرنا جائز نہیں اور نہ گاڑی میں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنا درست ہے، بلکہ چادر یا برقع پہن کر نیچے اُتر کر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا واجب ہے۔ برقع کا پردہ ایسے وقت پر کافی ہے۔(۲)

﴿بغیر محرم کے عورت کا سفر ممنوع ہے﴾

۳۰۔ مسئلہ: سفر میں اگر کوئی محرم ہمراہ نہ ہو تو عورت کو سفر کرنا حرام ہے۔(۳)

﴿عورتوں کا مساجد اور مقابر میں جانا﴾

---

(۱) الغلام إذا بلغ مبلغ الرجال ولم يكن صبيحا فحكمه حكم الرجال، وإن كان صبيحا فحكمه حكم النساء، وهو عورة من فوقه إلى قدمه. لا يحل النظر إليه عن شهوة. (شامي: ۵۲۵/۹، زكريا، تاتارخانية: ۹۷/۱۸، رقم: ۲۸۱۵۷، زكريا جديد)

(۲) إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا. (سورة النساء، رقم الآية: ۱۰۳)
كذلك ينبغي لها أن تكشف جلبابها وتجافيه راكعة وساجدة، لئلا تصفها ثيابها. (موسوعة الفقهية: ۹۰/۷، كويت)
ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه لا يجوز لمن يصلي الفريضة في السفينة ترك القيام مع القدرة كما لو كان في البر. (الموسوعة الفقهية: ۲۵، ۷۵، كويت)

(۳) عن ابن عمر رضي الله عنهما: أن النبي ﷺ قال: "لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم". (صحيح البخاري: ۱۴۷/۱، رقم: ۱۰۸۶، باب في كم يقصر الصلاة، أبواب تقصير الصلاة، تاتارخانية: ۲۵۶/۱۸، رقم: ۲۸۶۶۲، زكريا جديد)

۳۱۔ مسئلہ: عورت کو مساجد یا مقابر پر جانا مکروہ ہے۔ البتہ بہت بڑھیا کو مسجد میں حاضر ہونا جائز ہے۔(۱)

﴿جوان لڑکیوں کا نابینا سے پڑھوانا﴾

۳۲۔ مسئلہ: بعضے لوگ جوان لڑکیوں کو اندھے یا بینا مردوں سے پڑھواتے ہیں، یہ بالکل خلافِ شریعت ہے۔(۲)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: "لو أدرك رسول الله ﷺ ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني إسرائيل" قلت لعمرة: أو منعن؟ قالت: نعم. (صحيح البخاري: ۱/رقم: ۸٦۹، باب خروج النساء إلى المساجد بالليل والغلس، كتاب الأذان)
عن ابن عباس قال: لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور، والمتخذين عليها المساجد والسرج. (ترمذي: ۱/۷۳، رقم: ۳۲۰، أبواب الصلاة عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في كراهية ان يتخذ على القبر مسجدا)
وأن يكون في زماننا للتحريم لما في خروجهن من الفساد، وفي كفاية الشعبي سئل القاضي عن جواز خروج النساء إلى المقابر فقال لا يسئل عن الجواز والفساد في مثل هذا وإنما يسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فيه... كره لهن حضور الجمع والجماعات. (كبيري: ۲/٤۹٤-٤۹٥، أشرفيه جديد)
فأما العجائز فيرخص محض في الخروج إلى الجماعة... وقال أبو يوسف ومحمد يرخص للعجائز في حضور الصلوات كلها. (مسبوط للسرخسي: ۲/٤۱، باب صلاة العيدين، بيروت)
(۲) ويجب أن يكون تعليم النساء مع مراعاة آداب أمر الشارع .... من عدم الاختلاط بالرجال، وعدم التبرج. إلخ (الموسوعة الفقهية: ۱۳/۱۳، كويت)
تعلّم النساء من الرجل وإن كان اعمى واجتماعهن معه مقام الفتنة على أن نظر النساء الرجال وإن كان عميانا أيضا يكره، كما روى أبو داود أن عائشة وحفصة رضي الله عنها كانتا جالستين فجاء ابن أم مكتوم وذلك بعد ما نزل آية الحجاب فأمر النبي ﷺ بسترهما فقالتا يا رسول الله اعمى لا ينظر، فقال: هو أعميٌ لكنكما تنظرانه. (أبو داود: ۲/٥٦۸، رقم: ٤۱۱۲، نفع المفتي والسائل، ص: ٤٦٤، ماتتعلق بقراءة القراءة وسجدة التلاوة والمصاحف، كتاب الحظر والإباحة بتحقيق، صلاح محمد أبو الحاج، دار الفاروق، أردن)

فصلِ ہفتم

نکاح بیوگان

من جملہ ان رسوم کے بیوہ عورتوں کے نکاحِ ثانی کو عار سمجھنا ہے، جس میں مسلمانانِ ہند اور شرفا خصوصاً مبتلا ہیں۔ شرعاً و عقلاً جیسا نکاحِ اوّل ویسا نکاحِ ثانی، دونوں میں فرق سمجھنا محض بے وجہ ہے۔ صرف کفارِ ہند کے اختلاط سے اور کچھ جائیداد کی محبت سے یہ خیالِ فاسد جم گیا ہے، جس کو بناء الفاسد علی الفاسد کہنا زیبا ہے۔ مقتضائے ایمان اور عقل یہ ہے کہ جس طرح نکاحِ اوّل بے روک ٹوک کر دیتے ہیں اسی طرح نکاحِ ثانی بھی کر دیا کریں۔

اگر نکاحِ ثانی سے دل تنگ ہوتا ہے تو نکاحِ اوّل سے کیوں نہیں ہوتا، بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں خوفِ کفر ہے کہ حکمِ شرعی کو باعثِ توہین و تحقیر سمجھتا ہے۔(۱)

نکاح ثانی سے متعلق شبہ کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نکاح کرنا تو کچھ فرض نہیں، البتہ عیب نہ سمجھنا بے شک فرض ہے، تو علماء کو اس کا اہتمام کافی ہے۔ ترویجِ نکاحِ ثانی میں کیوں کوشش کرتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ بعض حالات میں نکاحِ ثانی بھی مثل نکاحِ اوّل کے فرض ہے، مثلاً:

---

(۱) وقد جاء عن بن مسعود مرفوعا من كثر سواد قوم فهو منهم ومن رضي عمل قوم كان شريك من عمل به. (فتح الباري: ۴۶/۱۳، باب قوله من كره أن يكثر سواد الفتن والظلم، كتاب الفتن، دار المعرفة، بيروت)

وكل ماأدى إلى مالايجوز، لايجوز. (شامي: ۵۱۹/۹، زكريا، بدائع الصنائع: ۲۹۱/۴، زكريا)

فَإِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۳۴) وقال ابن كثير: قال هو النكاح الحلال الطيب. (ابن كثير: ۵۷۲/۱، زكريا)

من اعتقد الحرام حلالا، أو على القلب يكفر. (هنديه: ۲۷۲/۲، زكريا قديم)

عورت جوان ہے، قرائن سے طبیعت میں تقاضا معلوم ہوتا ہے، تجرّد میں اندیشۂ فساد ہے یانان ونفقہ کی تنگی ہے اور افلاس میں آبرو اور دین کے ضائع ہونے کا احتمال ہے، تو بے شک ایسی عورت کا نکاحِ ثانی کرنا فرض ہوگا۔ اور اگر ایسی نہ بھی ہو تب بھی چوں کہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جس عمل سے دل میں تنگی اور انقباض پیدا ہوتا ہے اور اس کو موجبِ عار و ننگ سمجھنے لگتے ہیں، تاوقتیکہ اس عمل کو عام طور پر شائع نہ کیا جاوے، وہ تنگی دل سے نہیں نکلتی، اس لیے اصل مقصود علماء کا تو یہی ہے کہ اس کو عیب نہ سمجھیں، مگر چوں کہ یہ موقوف ہے اس کے عمل کے لانے پر اس لیے ترویجِ عملی میں کوشش کرنا ضروری جانتے ہیں اور واقع میں بھی ضروری ہے۔(۱)

﴿فصلِ ہشتم﴾

﴿حصولِ جاہ کے لیے دنیاوی علوم سیکھنا﴾

من جملہ ان رسوم کے طالب علموں کا بڑے بڑے عہدوں کے حاصل کرنے کے لیے باوجود ضائع ہونے دین کے انگریزی پڑھنا یا معقول وفلسفہ میں دینیات سے زیادہ توغّل و انہماک کرنا ہے۔ چوں کہ ان دونوں چیزوں کا ضرر رساں ہونا تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے، اس لیے داخل وعیدِ قرآنی ہو کر واجب المنع ٹھہریں، قال اللّٰہ تعالیٰ: {وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا

---

(۱) ویکون واجبا عند الطوقان فإن تیقن الزنا إلا به فرض. (تنویر الأبصار) وفي الشامي: وکذا فیما یظهر لو کان لا یمکنه منع نفسه عن النظر المحرم أو عن الاستمناء بالکف فیجب التزوج وإن لم یخف الوقوع في الزنا. (شامي: ٤/٦٣، کتاب النکاح، زکریا)

وأنکحوا الأیامی منکم. (سورة النور، رقم الآیة: ٣٢) والأیامي جمع أیم وهو من لا زوج له رجلا کان أو امرأة، النکاح واجب عند غلبة الشهوة إذا خاف الوقوع في الحرام. (التفسیر المظهري: ٦/٣٨٤، زکریا)

يَنفعهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ}(۱) ہر چند کہ محصلانِ انگریزی یہ کہتے ہیں کہ انگریزی ایک زبان ہے، اس میں کیا برائی ہے، مگر یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے غایت مافی الباب خود اس کی اباحتِ ذاتی ثابت ہوتی ہے اور بس۔ لیکن مباح جب ذریعہ معصیت کا ہوجاوے یا بہ نیتِ ارتکاب معصیت کے اس کو اختیار کیا جاوے تب تو مباح معصیت ہوجاتا ہے، مثلاً: چلنا فی نفسہٖ مباح ہے، مگر جب بہ نیت چوری کرنے کے چلے تو عقلاً ونقلاً اس وقت یہ چلنا ضرور حرام ہوجاوے گا اور ظاہر ہے کہ یہ جو بڑے بڑے پاس حاصل کیے جاتے ہیں، ان سے بجز اس کے کہ بڑے بڑے عہدے اور منصب جو بالکل خلافِ شرع ہیں حاصل کیے جاویں اور کوئی بھی غرض نہیں، جب وہ معصیت ہیں تو کوئی زبان جب اس کا ذریعہ بنایا جائے کیوں کر معصیت نہ ہوگی۔

تو اگر اس میں اور مفاسد بھی نہ ہوتے جو کہ غالب الوقوع ہیں، جیسے کہ دین کی پروانہ رہنا، عقائد میں فساد آجانا، نخوت وترفّع وتکبر وطولِ امل کا پیدا ہوجانا وغیرہ وغیرہ، اور دینیات کا ہر طرح سے پابند رہنا اور علم وعمل دونوں درست رہتے، تب بھی بوجہ نیتِ مذکورہ کے اس کی تحصیل حرام ہوتی۔ اور جب سب جمع ہوجائیں تب تو کچھ پوچھنا ہی نہیں۔(۲)

﴿بہ قدر ضرورت دنیاوی علوم کا حصول﴾

البتہ اگر اپنی کارروائی روزمرّہ کے لیے پڑھے یا ضرورتِ دینیہ کے لیے پڑھے اس

---

(۱) سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:۱۰۲

(۲) المفسدۃ إذا ترجهت علی المصلحة اقتضت تحريم الفعل. (روح المعاني: ۲/ ۱۷۳، سورۃ البقرۃ تحت رقم الآیۃ:۲۱۹، زکریا)

وأما علم الفلسفة والهندسة بعيد من علم الآخرة استخرج ذلك الذين استحبوا الحياة الدنيا علی الآخرة. (تاتارخانیہ:۱۸/ ۲۸۲، رقم:۲۸۸۱۱، زکریا جدید)

الوسيلة إلی الحرام حرام (بدائع:٤/ ۲۹۱، کتاب الاستحسان، زکریا)

وقت یہ وجہیں حرمت کی نہ رہیں گی، مگر اس میں کسی پاس وغیرہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، صرف استعداد کافی ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا دعویٰ کرے تو اس کے صدق وکذب کا معیار وامتحان یہی ہے کہ اگر پاس حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے تو سچا ہے، ورنہ جھوٹا۔(۱)

﴿معقولات کا حصول﴾

اسی طرح معقولات کے توغّل سے اکثر فسادِ عقیدہ اور نخوت وکبر وعدم مبالاۃ فی الدین وغیرہ یہ خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں، اس عارض کی وجہ سے کہ مثل لازم ہے، وہ بھی حرام ہوگا۔ اگر یہ اُمور بھی نہ ہوں تو اکثر نیت اس کی تحصیل سے مباہات وحصولِ جاہ ہوا کرتا ہے کہ کوئی شخص ناقص التحصیل سمجھ کر حقیر نہ جانے تو اس حالت میں ذریعۂ معصیت ہونے سے معصیت ہوجائے گا، البتہ اگر ان سب غوائل سے پاک ہو تو مضائقہ نہیں، مگر قدرِ ضروری پر اکتفا کرنا واجب ہوگا۔(۲)

---

(۱) قال خارجة بن زيد بن ثابت، عن زيد بن ثابت: أن النبي ﷺ أمره "أن يتعلم كتاب اليهود" حتى كتبت للنبي صلى الله عليه وسلم كتبه، وأقرأته كتبهم، إذا كتبوا إليه. (صحيح البخاري: ۱۰۶۸/۲، رقم: ۷۱۹۵، كتاب الأحكام، باب ترجمة الحكام، أبو داود: ۱/رقم. ۳٦٤٥، باب رواية أهل الكتاب، كتاب العلم)
أما إذا كان مع جماعة من المسلمين يقعون في الشبهات فبرز طائفة من المسلمين في دفع الشبهة وإزالة البدع كلاما مؤلفا فيجوز الاشتغال بتعلم هذا العلم بحكم هذه الضرورة. (تاتارخانيه: ۱۸/۲۸۱، رقم: ۲۸۸۰۸، زكريا جديد)

(۲) وكره جماعة الاشتغال بعلم الكلام وتاويله عندنا كره المناظرة والمجادلة لأنه يؤدي إلى إشاعة البدع والفتن وتشويش العقائد أو يكون المناظر فيه قليل الفهم أو طالبا للغلبة لا للحق، فأما معرفة الله تعالى وتوحيده معرفة النبوة والذي يطري إليه عقائدنا لا يمنع عنه. (تاتارخانيه: ۲۷٦/۱۸، رقم: ۲۸۷۸۷، زكريا جديد)
عن ابن عمر، عن النبي ﷺ قال: "من طلب العلم ليماري به السفهاء، أو ليباهي به العلماء، أو ليصرف وجوه الناس إليه، فهو في النار". (ابن ماجه: ۲۲، رقم: ۲۵۲، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، المقدمة)
وفي هامشه: أن ينوي به تحصيل المال والجاه وصرف وجوه الناس العوام إليه وجعلهم كالخدم له أو جعلهم ناظرين إذا تكلم متعجبين من كلامه إذا تكلم مجتمعين حوله إذا جلس.

﴿فصلِ نہم﴾

﴿حقِ تالیف وتصنیف کی خرید وفروخت﴾

من جملہ ان رسوم کے مصنّفین اور اہلِ مطابع کا حقِ تالیف یا تحشیہ بیچنا یا خریدنا یا رجسٹری کرانا ہے۔ چوں کہ حقِ محض شرعاً مملوک نہیں، جیساکہ اہلِ حدیث وفقہ پر ظاہر ہے۔ اس لیے اس میں کوئی تصرف مالکانہ کرنا اور دوسروں کو اس سے منتفع ہونے سے روکنا، سب حرام اور معصیت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ”مت کھاؤ اپنے مالوں کو آپس میں غیر مشروع طریقہ سے“۔(۱)

---

(۱) لا یجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة عن الملك ، قال: في البدائع: الحقوق المفردة لا تحتمل التملیك ولا یجوز الصلح عنها.... لأن الاعتیاض عن مجرد الحق باطل. (شامي:۷/ ۳۳، مطلب لایجوز الاعتاض عن الحقوق المجردة، کتاب البیوع، زکریا)
ولاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل. (سورة البقرة، رقم الآیة:۱۸۸)

نوٹ: اکابر اہلِ فتاوی کا اس مسئلہ میں اختلاف رہا ہے، بعض اکابرین نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت والا تھانوی رحمہ اللہ کی رائے اوپر مذکور ہوئی لیکن بعد کے اکابر مفتیان کرام مثلاً حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی، مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ، مفتی نظام الدین صاحب رحمہم اللہ اور معاصرین فقہاء عظام وغیرہ حضرات اس کے جواز کے قائل ہوئے ہیں۔ (اسلام اور جدید معاشی مسائل:۳/۸۶، فتاوی رحیمیہ:۹/۲۱۹، زکریا، منتخبات نظام الفتاوی:۲/۴۵۸)

نیز مولانا خالد سیف اللہ صاحب، مفتی تقی عثمانی صاحب اور مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی وغیرہ حضرات بھی جواز کے قائل ہیں۔ (نوازل فقہیہ معاصرہ:۱/۳۳۵-۳۳۶، مکتبہ الایمان سہارنپور، فقہ البیوع: ۱/۲۸۴، نعیمیہ، فتاوی قاسمیہ:۲۳/۱۸۳) (احقر محمد احسان غفرلہ)

فصلِ دہم

کھیل تماشوں اور میلوں میں جانا

من جملہ ان رسوم کے اکثر تاجروں اور ثقہ لوگوں کا بلکہ بعض اہلِ علم واہلِ فقہ کا کھیل تماشوں کے مجمع میں تفریح کے لیے چلا جانا ہے، مثل: گھوڑ دوڑ، اکھاڑہ، کشتی، نمائش گاہ و میلۂ ہنود یا تھیٹر وغیرہم، چوں کہ ایسے مجمعوں میں اکثر امور خلافِ شرع واقع ہوتے ہیں۔

ڈھول نقارہ وغیرہ سے خالی نہیں ہوتے، بازار عورتوں کی آمد ورفت سے پاک نہیں ہوتے۔ گھوڑ دوڑ میں قمار بھی ہوتا ہے۔ کشتی میں گھٹنا، ران پہلوانوں کے کھلے ہوتے ہیں۔ میلۂ کفار میں تو کفریات کا اجتماع محتاجِ بیان نہیں، اس لیے ایسے مجمعوں میں جانا معاصی وکفریات کی تائید اور ترویج کرنا اور مجمعِ فسق وفجور بڑھانا ہے۔

حدیث میں ہے: ''جو شخص بڑھائے مجمع کسی قوم کا وہ ان ہی میں سے ہے''۔ حتی کہ رسولِ مقبول ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو لبِ سڑک بیٹھک مقرر کرنے سے منع فرمایا تھا، کیوں کہ ایسے مواقع میں آدمی معصیت سے بچ نہیں سکتا۔ اسی طرح قربِ قیامت میں ایک لشکر کے دھنسنے کی حضور ﷺ نے خبر سنائی جو خانہ کعبہ کی اہانت کے لیے آتا ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ان میں تو دکان دار لوگ

بھی ہوں گے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس وقت سب دھنس جاویں گے۔ تاجرو! شاید تم ضرورت کا عذر کرتے ہو تو حدیث سن لو۔ وَ اللہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ آیت قرآنی پڑھ کر اپنی تسلی کرلو۔(۱)

---

(۱) فتاوی رشیدیه، ص:٥٥٦.

من كثر سواد قوم فهو منهم. (كشف الخفاء:٢/٢٤٤، رقم:٢٥٨٧، دار الكتب العلمية بيروت)

ولا تعاونوا على الاثم والعدوان. (سورة المائدة، رقم:٢)

وقال الجصاص في أحكام القرآن تحت آيته: نهي عن معاونة غيرنا على معاصي الله.

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: "إياكم والجلوس على الطرقات" إلخ. (صحيح البخاري:٢/١/٣٣٣، رقم:٢٤٦٥، باب افنية الدور والجلوس فيها، كتاب المظالم)

قالت أم سلمة رض: قال رسول الله ﷺ: "يعوذ عائذ بالبيت، فيبعث إليه بعث، فإذا كانوا ببيداء من الأرض خسف بهم" فقلت: يا رسول الله فكيف بمن كان كارها؟ قال: "يخسف به معهم، ولكنه يبعث يوم القيامة على نيته". (صحيح مسلم: ٢/ ٣٨٨، رقم: ٢٨٨٢، باب الخسف بالجيس، كتاب الفتن وأشراط الساعة)

قال النووي: وفي هذا الحديث من الفقه التباعد من أهل الظلم والتحذير من مجالستهم ومجالسة البغاة ونحوهم من المبطلين لئلا يناله ما يعاقبون به وفيه أن من كثر سواد قوم جرى عليه حكمهم في ظاهر عقوبات الدنيا. (شرح النووي للمسلم:٢/٣٨٩، تحت حديث:٢٨٨٢)

والأولى للمسلمين أن لا يوافقوهم على مثل هذه الأحوال لإظهار الفرح والسرور. (شامي:١٠/ ٤٨٦، كتاب الخنثى، مسائل شتى، زكريا)

﴿تیسرا باب﴾

ان رسوم کے بیان میں جن کو عبادت سمجھ کر کیا جاتا ہے اور اس میں چند فصلیں ہیں:

﴿فصلِ اوّل / محفل مولود شریف﴾

من جملہ ان رسوم کے مولود شریف کی محفل ہے اس کی صورتیں کئی ہیں اور ہر ایک کا حکم جدا ہے۔

﴿مسنون و مستحب محفلِ مولود شریف﴾

پہلی صورت: وہ محفل جس میں قیودِ مروّجہ متعارفہ میں سے کوئی قید نہ ہو، نہ قیدِ مباح، نہ قیدِ مکروہ سب قیود سے مطلق ہو۔ مثلاً: کچھ لوگ اتفاقاً جمع ہو گئے، کسی نے اس کا اہتمام کر کے نہیں بلایا، یا کسی اور مباح ضرورت سے بلائے گئے۔ اس مجمع میں خواہ کتاب سے یا زبانی حضور پر نور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم ﷺ کے حالاتِ ولادتِ شریفہ و دیگر اخلاق و شمائل و معجزات و فضائلِ مبارک صحیح صحیح روایات سے بیان کر دیا گیا۔ اور اثنائے بیان میں اگر ضرورت امر بالمعروف و بیان احکام کی دیکھی جائے تو اس میں بھی دریغ نہیں کیا گیا، یا اصل میں اجتماع استماعِ وعظ و احکام کے لیے ہوا، اس کے ضمن میں ان وقائعِ شریفہ و فضائل کا بیان بھی آ گیا۔ یہ وہ صورت ہے کہ بلا نکیر جائز بلکہ مستحب و سنت ہے۔ رسولِ مقبول ﷺ نے اپنے حالات و کمالات اسی طریق سے بیان فرمائے ہیں اور آگے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو روایت کیا، جس کا سلسلہ محدثین میں آج تک بفضلہ تعالیٰ جاری ہے اور تا بقائے دین

جاری رہے گا۔(۱)

﴿مروج محفلِ میلاد﴾

دوسری صورت: وہ محفل جس میں قیودِ غیر مشروعہ موجود ہوں، جو کہ اپنی ذات میں بھی قبیح و معصیت ہیں۔ مثلاً: روایاتِ موضوعہ خلافِ واقعہ بیان کی جائیں یا خوش رو، خوش الحان لڑکے اس میں غزل خوانی کریں یا رشوت یا سود وغیرہ کا حرام مال اس میں خرچ کیا جائے یا حدِ ضرورت سے زیادہ اس میں روشنی فرش وآرائشِ مکان وغیرہ کا تکلف کیا جاوے یا لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام بہت مبالغہ سے کیا جاوے کہ اس قدر اہتمام نماز و جماعت و وعظ کے لیے بھی نہ ہوتا ہو یا نثر و نظم میں حضرت حق تعالیٰ شانہ، یا حضرات انبیاء کی توہین وگستاخی صراحتًا یا اشارتًا کی جائے یا اس مجمع میں جانے سے نماز یا جماعت فوت ہوجائے یا وقت تنگ ہوجائے یا اس کا قوی احتمال ہو یا بانی مجلس کی نیت شہرت وتفاخُر کی ہو یا رسولِ مقبول ﷺ کو وہاں حاضر وناظر جانا جاوے یا کوئی اور امر اس قسم کا خلاف شرع اس میں پایا جاوے۔ یہ وہ

(۱) الموالد والأذكار التي تفعل عندنا أكثرها مشتمل على خير، كصدقة، وذكر، وصلاة وسلام على رسول الله ﷺ ومدحه، .... والقسم الثاني (الذي ليس فيه شر) سنّة تشمله الأحاديث الواردة في الأذكار المخصوصة والعامة. كقوله (ﷺ): (لا يقعد قوم يذكرون الله تعالى إلا حفّتهم الملائكةُ، وغشيتهم الرحمة، ونزلت عليهم السكينة، وذكرهم الله تعالى فيمن عنده) رواه مسلم. وروى أيضاً أنه ﷺ قال لقوم جلسوا يذكرون الله تعالى ويحمدونه على أن هداهم للإسلام (أتاني جبريل عليه الصلاة والسلام فأخبرني أن الله تعالى يُباهي بكم الملائكة) رفي الحديثين أوضح دليل على فضل الاجتماع على الخير والجلوس له، وأن الجالسين على خير كذلك، يُباهي الله بهم الملائكة، وتنزل عليهم السكينة وتغشاهم الرحمة، ويذكرهم الله تعالى بالثناء عليهم بين الملائكة فأيّ فضائل أجل من هذه ؟. (الفتاوى الحديثية: ۱/ ۱۰۱، مطلب الاجتماع للمولد والأذكار، دار المعرفة بيروت، صحيح مسلم: ۲/ ۳۴۵، رقم: ۲۷۰۰، فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، كتاب الذكر)

لا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله. (هندية: ۵/ ۳۱۹، زكريا قديم، ۵/ ۳۶۸، جديد)

صورت ہے جو اکثر عوام جہلاء میں شائع وذائع ہے اور شرعاً بالکل ناجائز اور گناہ ہے۔(۱)

﴿مروجہ محفلِ میلاد دلائل کی روشنی میں﴾

ارشاد فرمایا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ”جس شخص نے جھوٹ بولا مجھ پر جان کر پس اس کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈھ لینا چاہیے“۔ اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”آدمی کو جھوٹ بولنے کے لیے یہ کافی ہے کہ جو سنا کرے اس کو بیان کر دیا کرے“۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔(۲)

---

(۱) الموالد والأذكار التي تفعل عندنا .... على شرّ بل شرور لو لم يكن منها إلا رؤية النساء للرجال الأجانب ، وبعضها ليس فيها شرّ لكنه قليل نادر ، ولا شك أن القسم الأول ممنوع للقاعدة المشهورة المقررة أنّ درء المفاسد مقدّم على جلب المصالح، فمن عَلِم وقوع شيء من الشرّ فيما يفعله من ذلك فهو عاص آثم، وبفرض أنه عمل في ذلك خيراً، فربما خيرُهُ لا يساوي شرّه ألاترى أن الشارع (ﷺ) اكتفى من الخير بما تيسر وفَطم عن جميع أنواع الشر حيث قال: (إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم ، وإذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه) فتأمله تعلم ما قررته من أن الشرّ وإن قلّ لا يُرَخص في شيء منه، والخير يكتفى منه بما تيسر . (الفتاوى الحديثية: ۱/۱۵۰، مطلب الاجتماع للمولد والأذكار، دار المعرفة بيروت)

الميلاد الذي شاع في هذا العصر وأحدثه صوفي في عهد سلطان أربل ۶۰۰ھ ولم يكن له أصل من الشريعة الغراء. (العرف الشذي على الترمذي: ۱/۱۱۷، باب ماجاء في التكبير والعيدين، أبواب العيدين)

ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات واظهار الشرائع ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المولد وقد احتوى على بدع ومحرمات. (المدخل: ۲/۲، شامله بحواله فتاوى قاسميه: ۲/۴۶۴، أشرفيه)

(۲) عن عبد الله بن الزبير، عن أبيه، قال: قلت للزبير: إني لا أسمعك تحدث عن رسول الله ﷺ كما يحدث فلان وفلان؟ قال: أما إني لم أفارقه، ولكن سمعته يقول: "من كذب علي فليتبوأ مقعده من النار". (صحيح البخاري: ۱/۲۱، رقم: ۱۰۷، باب اثم من كذب على النبي ﷺ، كتاب العلم، صحيح مسلم: ۱/۷، رقم: ۲، باب تغليط الكذب على رسول الله، المقدمة)

عن حفص بن عاصم قال قال رسول الله ﷺ: كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع. (صحيح مسلم: ۱/۸، رقم: ۵، باب النهي من الحديث بكل ما سمع، المقدمة، أبو داود: ۲/رقم: ۴۹۹۲، باب في التشديد في الكذب، أول كتاب الأدب)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ روایات کے بیان کرنے میں بڑی احتیاط کرنا چاہیے، بدون علم و تحقیق کے بیان کرنا گناہ ہے۔ خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی غلط امر کا منسوب کرنا سخت ہی وبال ہے۔ اور حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "گانا جماتا ہے نفاق کو قلب میں جس طرح جماتا ہے پانی زراعت کو"۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے۔(۱) اس حدیث سے گانے کی مذمت معلوم ہوئی، بالخصوص جہاں احتمال فتنہ کا ہو، جیسے کہ خوش رو عورت کا گانا۔

اور حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے، نہیں قبول کرتا مگر پاک حلال مال کو۔ اور اسی روایت میں ہے کہ ایک شخص بڑا سفر دراز کرے اور اس کے بال بھی پریشان ہیں اور بدن ولباس بھی میلا ہے، اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بڑھا بڑھا کر یارب! یارب! کرتا ہے (یعنی تمام سامان قبولیتِ دعا کے بظاہر مجتمع ہیں)، مگر ساتھ ہی اس کے یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام اور پینا حرام اور لباس حرام اور حرام ہی سے غذا دی گئی۔ پس ایسے شخص کی دعا کب قبول ہو" روایت کیا اس کو مسلم نے۔(۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کیسے ہی خلوص سے کوئی عبادت کرے، مگر حرام مال سے سب اکارت

---

(۱) عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: "الغناء ينبت النفاق في القلب، كما ينبت الماء الزرع". (شعب الإيمان: ٤/ ٢٧٩، رقم: ٥١٠٠، فصل في حفظ اللسان عن الغناء، باب حفظ اللسان، دار الكتب العلمية بيروت، الجامع الصغير للسيوطي: ٣٥٨/١، رقم: ٥٨٠٩، دار الكتب العلمية بيروت) نغمة المرأة عورة. (شامي: ٧٨/٢، باب شروط الصلاة، كتاب الصلاة، زكريا)

(۲) عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: "أيها الناس، إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا، وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين، فقال: {يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا، إني بما تعملون عليم} وقال: {يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم} ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر، يمد يديه إلى السماء، يا رب، يا رب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام، فأنى يستجاب لذلك؟". (صحيح مسلم: ٣٢٦/١، رقم: ١٠١٥، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، كتاب الزكاة)

ہو جاتا ہے، بلکہ حرام مال لگانے کا گناہ اس کے اُوپر جو رہتا ہے وہ جدا۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ "تم اسراف مت کرو، اور فرمایا کہ بے شک فضول اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے"۔(۱) جس میں کوئی مشروع غرض نہ ہو، وہ سب اس میں داخل ہو گیا، خواہ روشنی ہو یا اور تکلفات ہوں، لباس ووضع غیر مشروع کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں بابِ اوّل میں مذکور ہو چکی ہیں، حاجت اعادہ کی نہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری اس کے قبضہ میں ہے کہ تم لوگ یا تو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہو، نہیں تو عنقریب بھیجے گا اللہ تعالیٰ عذاب تم پر، تمہاری یہ حالت مردودیت کی ہو جاوے گی کہ تم اس سے دعا کرو گے اور قبول نہ ہوگی"۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔(۲)

﴿جو دعوت سنت سے ثابت نہ ہو اس میں جانا پسندیدہ نہیں﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کسی ختنہ میں بلائے گئے، آپ نے انکار فرمادیا، کسی نے دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ "پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں ہم لوگ ختنہ میں نہیں جاتے تھے، اور نہ اس کے لیے بلائے جاتے

---

(۱) وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○.
(سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ:۲٦-۲۷)
عن مجاهد: لو انفق انسان ماله كله في الحق ما كان تبذيرا، و لو انفق مدا في باطل كان تبذيرا.
(سورۃ الاسراء، تحت رقم الآیۃ:۲٦، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۲) عن حذيفة بن اليمان، عن النبي ﷺ قال: والذي نفسي بيده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر او ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه ثم تدعونه فلا يستجاب لكم. (ترمذي: ۲/۴۰، رقم: ۲۱٦۹، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، أبواب الفتن، مسند أحمد: رقم: ۵/۳۸۸، ۲۳۳۹۱، حديث حذيفة، مسند الأنصار)

تھے"۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کام کے لیے لوگوں کو بلانا سنت سے ثابت نہیں، اس کے لیے بلانے کو صحابی نے ناپسند فرمایا اور جانے سے انکار کیا۔

﴿شرعاً غیر مہتم شئ کو اہتمام کے ساتھ کرنا درست نہیں﴾

اور راز اس میں یہ ہے کہ بلانا دلیل ہے اہتمام کی، تو شریعت نے جس امر کا اہتمام نہیں کیا، اس کا اہتمام کرنا دین میں ایجاد کرنا ہے۔(۲)

﴿نفل نماز جماعت کے ساتھ بر سبیل تداعی ممنوع ہے﴾

اسی وجہ سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جب مسجد میں چاشت کی نماز کے لیے مجتمع دیکھا تو براہِ انکار اس کو بدعت فرمایا اور اسی بنا پر فقہاء نے جماعتِ نافلہ کو مکروہ کہا ہے۔(۳)

---

(۱) عن الحسن، قال: دعي عثمان بن أبي العاص إلى ختان، فأبى أن يجيب، فقيل له، فقال: إنا كنا لا نأتي الختان على عهد رسول الله ﷺ ولا ندعى له. (مسند أحمد:٤/٢١٧، رقم: ١٧٩٠٨، حديث عثمان بن أبي العاص، مسند الشاميين)

فقال الحنفية والشافعية والحنابلة: ليست الإجابة إليها واجبة بل هي مستحبة إن لم يكن عذر أو مانع على ما يأتي. (الموسوعة الفقهية:٢/٢٣٧، كويت)

(۲) عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مسلم:٢/٧٧، رقم:١٧١٨، باب نقض الأحكام الباطلة، كتاب الأقضية)

من أصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (مرقاة:٢/٣٥٣، باب الدعاء في التشهد، أشرفيه)

(۳) عن مجاهد، قال: دخلت أنا وعروة بن الزبير المسجد، فإذا عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، جالس إلى حجرة عائشة، وإذا ناس يصلون في المسجد صلاة الضحى، قال: فسألناه عن صلاتهم، فقال: بدعة. (صحيح البخاري:١/٢٣٨، رقم:١٧٧٥، باب كم اعتمر النبي ﷺ، أبواب العمرة)

لأن صلاة النفل غير التراويح ونحوها بالجماعة إنما تكره إذا كان الإمام والمقتدي معا متنفلين به وكان على سبيل التداعي بأن يجتمع جمع كثير فوق الثلاثة. (كبيري: ٢/ ١٣٦، فصل في النوافل، أشرفيه جديد)

﴿باری تعالیٰ، آپ علیہ السلام اور ملائکہ کی گستاخی موجبِ کفر ہے﴾

اور حضرت حق تعالیٰ اور انبیا اور ملائکہ کی گستاخی کا مذموم و کفر ہونا محتاجِ بیان نہیں۔ کون مسلمان اس کا منکر ہے؟ گو بہت سے جاہل شاعر اس میں مبتلا ہیں۔ نہ ایسے اشعار کا تصنیف کرنا جائز، نہ اس کا پڑھنا سننا جائز۔(۱)

﴿باجماعت نماز یا وقت نماز کو ضائع کرنا ناجائز ہے﴾

اسی طرح نماز باجماعت یا وقت کا ضائع کرنا ظاہر ہے کہ حرام ہے اور جو ذریعہ گناہ کا ہو وہ بھی گناہ ہوتا ہے، اسی لیے حدیث شریف میں عشا کے بعد باتیں کرنے سے ممانعت آئی ہے اور اس کی وجہ شرّاحِ حدیث نے یہی لکھی ہے کہ اس سے صبح یا تہجد کی نماز میں خلل پڑے گا۔ اسی طرح نمائش اور فخر کا حرام ہونا سب جانتے ہیں اور ذریعہ حرام کا حرام ہی ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے: ”جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہناویں گے“۔ اور حدیث میں ہے کہ ”تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے“۔(۲)

---

(۱) یکفر إذا وصف الله تعالی بما لا یلیق به. (هندیه: ۲/۲۵۸، قدیم زکریا، ۲/۲۷۱، زکریا جدید، تاتارخانیه: ۷/۲۸۵، رقم: ۱۰۴۹۷، زکریا جدید)
وقال فیما یتعلق بالأنبیاء یکفر، لأنه شتم لهم واستخفاف بهم. (هندیه: ۲/۲۶۳، زکریا قدیم)
رجل عاب ملکا من الملائکة کفر. (تاتارخانیه: ۷/۳۶۴، رقم: ۱۰۵۷۵، زکریا جدید)
وإن أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها. (درمختار: ۲/۳۰۰، باب الإمامة، کتاب الصلاة، زکریا)

(۲) عن أبي سفیان، قال: سمعت جابرا، یقول: سمعت النبي ﷺ یقول: ”إن بین الرجل وبین الشرك الشرك والکفر ترك الصلاة“. (صحیح مسلم: ۱/۶۱، رقم: ۸۲، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلاة، کتاب الإیمان)
عن أبي برزة قال: کان النبي ﷺ یکره النوم قبل العشاء والحدیث بعدها. (ترمذي: ۱/۴۲، رقم:

﴿مسئلۂ حاضر و ناظر﴾

اور حاضر ناظر ہونا موقوف ہے علم وقدرت پر، چوں کہ حق تعالیٰ کا علم وقدرت دونوں کامل ہیں، اس لیے وہ ہر زمان ومکان میں حاضر وناظر ہیں۔ یہ اعتقاد حضور سرورِ عالم ﷺ کے ساتھ، انبیاء اور اولیاء کے ساتھ کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ آپ کے لیے علم وقدرت ذاتی ثابت کرتا ہے جیسا کہ بعض جہلاء کا عقیدہ ہے تب تو یہ شرک ہے، گو اللہ تعالیٰ سے کم ہی سمجھتا ہو۔ کیوں کہ مشرکینِ عرب بہ نصِ قرآنی مشرک ہیں اور یہ بھی قرآن ہی سے ثابت ہے کہ وہ اپنے دیوتاؤں کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہ سمجھتے تھے۔

اور اگر یوں جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اطلاع اور اِذن دیتا ہے، تو شرک تو نہیں ہے، مگر بلاحجتِ شرعیہ گناہ ضرور ہے، اس لیے کہ جھوٹ سب جانتے ہیں کہ حرام ہے اور جھوٹ جیسا زبان سے ہوتا ہے دل سے بھی ہوتا ہے، مگر اصل تو دل میں ہی ہوتا ہے، وہاں سے زبان پر آتا ہے، حتیٰ کہ بدگمانی کہ محض فعلِ قلب ہے، اس کی نسبت حق تعالیٰ نے ﴿إِنَّ بَعْضَ

==١٦٨، باب كراهية النوم قبل العشاء والسمر بعدها، أبواب الصلاة، صحيح البخاري: ٨٠/١، رقم: ٥٦٨، باب ما يكره من النوم قبل العشاء، كتاب مواقيت الصلاة)

وقال ابن حجر تحت روايته: إن هذه الكراهة مخصوصة بما إذا لم يكن في أمر مطلوب وقيل الحكمة فيه لئلا يكون سببا في ترك قيام الليل أو للاستغراق في الحديث ثم يستغرق في النوم فيخرج وقت الصبح. (فتح الباري: ٦٠/٢، تحت رقم: ٥٦٨، شركة القدس)

عن ابن عمر - قال في حديث شريك يرفعه - قال "من لبس ثوب شهرة ألبسه الله يوم القيامة ثوبا مثله". (أبو داود: ٥٥٨/٢، رقم: ٤٠٢٩، باب في لبس الشهرة، كتاب اللباس) وفي رواية المسند ثوب مذلة مكان ثوبا مثله (مسند أحمد: ٩٢/٢، رقم: ٥٦٦٤، مسند عبد الله بن عمر)

عن عمر بن الخطاب، أنه خرج يوما إلى مسجد رسول الله ﷺ - إلى قوله - سمعت رسول الله ﷺ، يقول: إن يسير الرياء شرك. (سنن ابن ماجه، ص: ٢٨٧، رقم: ٣٩٨٩، باب من ترجى له السلامة من الفتن، كتاب الفتن)

الظَّنِّ إِثْمٌ} فرمایا ہے اور حدیث میں فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ آیا ہے۔

غرض ان اُمورِ ناجائز سے وہ مجلس بھی ناجائز ہوتی ہے اور اس میں شرکت درست نہیں ہوتی۔ اور آج کل اکثر ایسی ہی مجلسیں ہوتی ہیں کہ ان میں اگر کل اُمور ناجائز نہیں ہوتے تو بعض تو غالباً ضرور ہوتے ہیں اور مجلس کے ناجائز ہونے کے لیے ایک امرِ ناجائز بھی کافی ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔(۱)

﴿جائز محفل مولود﴾

تیسری صورت: وہ محفل جس میں نہ تو پہلی صورت کا سا اطلاق و بے تکلفی ہو اور نہ دوسری صورت کی طرح اس میں قیودِ حرام ہوں، بلکہ قیود تو ہوں مگر ایسے قیود ہوں جو خود اپنی ذات میں مباح و حلال ہیں، یعنی روایات بھی صحیح و معتبر ہوں، بیان کرنے والا بھی ثقہ،

---

(۱) إن الله عنده علم الساعة إلخ. (سورة لقمان، رقم الآية:۳٤)

عن ابن عمر رضي الله عنهما، عن النبي ﷺ، قال: "مفاتيح الغيب خمس، لا يعلمها إلا الله: ... ولا تدري نفس بأي أرض تموت، ولا يعلم متى تقوم الساعة إلا الله". (صحيح البخاري:۲/٦٨١، رقم:٤٦٩٧، كتاب التفسير، سورة الرعد)

فقال أبو حنيفة هو اشارة إلى هذه الآية فان هذه العلوم الخمسة مختصة بالله تعالى. (تفسير مظهري:۷/ ۲۷۲، سورة لقمان، زكريا)

إن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما أعلمهم الله تعالى أحيانا. (شرح فقه الأكبر، ص:۱۸۵، مجتبائي دهلي)

فالله تعالى علم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه. مثقال ذرة في العلويات والسفليات وأنه تعالى يعلم الجهر والسر ومايكون أخفى منه من المغيبات. (شرح فقه الأكبر، ص:۳٤٠، دار الإيمان)

قل لو كان معه آلهة كما يقولون إذا لابتغوا إلى ذي العرش سبيلا. (سورة الاسراء، رقم الآية:٤٢)

عن عبد الله قال قال رسول الله -ﷺ- "إياكم والكذب فإن الكذب يهدى إلى الفجور وإن الفجور يهدى إلى النار. (أبو داود:۲/٦٨١، رقم:٤٩٨٩، باب في التشديد في الكذب، الأدب)

إن بعض الظن الم. (سورة حجرات، رقم الآية:۱۲)

قال أبي هريرة: يأثر عن النبي ﷺ، قال: "إياكم والظن، فإن الظن أكذب الحديث، ولا تجسسوا، ولا تحسسوا، ولا تباغضوا، وكونوا إخوانا. (صحيح البخاري:۲/۷۷۲، رقم:٥١٤٣، لا يخطب على خطبة اخيه، كتاب النكاح)

دین دار ہو اور محلِ شہوت بھی نہ ہو، مال بھی اس میں حلال وطیب صرف کیا جاوے، آرائش وزیبائش بھی حدِ اسراف تک نہ ہو، حاضرینِ محفل کا لباس ووضع موافق شرع کے ہو اور اتفاقاً کوئی خلافِ شرع ہیئت سے حاضر ہو جائے تو بیان کرنے والا بشرطِ قدرت امر بالمعروف سے دریغ نہ کرے، اسی طرح حسبِ موقع اور ضروری احکام بھی بیان کرتا جاوے، اگر کچھ نظم ہو تو قواعدِ موسیقی سے نہ ہو، مضمون اس کا حدِ شرع سے متجاوز نہ ہو، لوگوں کو بلانے اور اطلاع کرنے میں مبالغہ نہ ہو، کسی ضروری عبادت میں اس مجمع میں حاضر ہونے سے خلل نہ پڑے، بانی کی نیت بھی خالص ہو، محض امیدِ برکت ومحبتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا باعث ہو۔ اور اگر صیغۂ ندا کسی کلام میں ہو تو قرائنِ قویہ سے اعتماد کامل ہو کہ حاضرین کم فہم نہیں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر وعالم الغیب سمجھیں گے اور بھی جمیع منکرات سے پاک ہو۔

مگر اس میں یہ امور بھی ہیں: شیرینی وقیام وفرش ومنبر وبخور وعطر ومثل اس کے جو اپنی ذات میں خلافِ شرع نہیں ہیں۔ یہ وہ محفل ہے جو نہایت احتیاط والوں میں شاید کہیں شاذ ونادر پائی جاتی ہو۔ پس ایسی محفل نہ تو پہلی محفل کی طرح علی الاطلاق جائز ہے اور نہ دوسری محفل کی طرح علی الاطلاق ناجائز ہے، بلکہ اس کے ناجائز اور جائز ہونے میں تفصیل ہے جو عنقریب معروض ہوتی ہے۔ مگر قبلِ بیان اس تفصیل کے چند قواعدِ شرعیہ معروض ہوتے ہیں جو فہمِ تفصیل میں معین ہوں گے۔(۱)

---

(۱) الموالد والأذكار التي تفعل عندنا أكثرها مشتمل على خير، كصدقة، وذكر، وصلاة وسلام على رسول الله (ﷺ) ومدحه، .... والقسم الثاني (الذي ليس فيه شر) تشمله الأحاديث الواردة في الأذكار المخصوصة .... وفي الحديثين أوضح دليل على فضل الاجتماع على الخير والجلوس له، ... فأي فضائل أجل من هذه؟. (الفتاوى الحديثية: ۱/۱۵۰، مطلب الاجتماع للمولد والأذكار، دار المعرفة بيروت)

ولا بأس بالجلوس للوعظ إذا أراد به وجه الله. (هنديه: ۵/۳۶۹، زكريا قديم، ۵: ۳۶۸، جديد زكريا)

إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة راجحا على فعل البدعة. (شامي: ۲/۴۰۹، زكريا)

﴿کچھ قواعد شرعیہ﴾

قاعدۂ اوّل: کسی امرِ غیر ضروری کو اپنے عقیدہ میں ضروری اور مؤکد سمجھ لینا یا عمل میں اس کی پابندی اصرار کے ساتھ اس طرح کرنا کہ فرائض وواجبات کی مثل یا زیادہ اس کا اہتمام ہو اور اس کے ترک کو مذموم اور تارک کو قابلِ ملامت وشناعت جانتا ہو، یہ دونوں امر ممنوع ہیں، کیوں کہ اس میں حکمِ شرعی کو توڑ دینا ہے، اور تقیید وتعیین وتخصیص والتزام وتحدید وغیرہ اسی قاعدہ اور مسئلہ کے عنوانات وتغیرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "جو شخص تجاوز کرے گا اللہ تعالیٰ کی حدود سے پس ایسے ہی لوگ ظالم ہیں"۔(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "تم میں ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنی نماز میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے، وہ یہ کہ نماز کے بعد داہنی طرف سے پھرنے کو ضروری سمجھنے لگے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بسا اوقات بائیں جانب سے بھی پھرتے دیکھا ہے"۔ روایت کیا ہے اس کو بخاری ومسلم نے۔

طیبی شارحِ مشکاۃ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات نکلی ہے کہ جو شخص کسی امرِ مستحب پر اصرار کرے اور عزیمت اور ضروری قرار دے لے اور کبھی رخصت پر یعنی اس کی دوسری شقِ مقابل پر عمل نہ کرے تو ایسے شخص سے شیطان اپنا حصہ گمراہ کرنے کا حاصل کر لیتا ہے۔ پھر ایسے شخص کا تو کیا کہنا ہے جو کسی بدعت یا امرِ منکر یعنی خلافِ شرع عقیدہ یا عمل

---

(۱) ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ (سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ:۲۹)

کل مباح یؤدي إلی زعم الجهال سنیة أمر أو وجوبه فهو مکروه کتعیین السورة للصلاة وتعیین القراءة لوقت ونحوه. (تنقیح الفتاوی الحامدیة:۲/۵۷٤، کتاب الفرائض، دار الکتب العلمیة بیروت، قنیه: ص:٤۷، قبیل باب صلاة المسافر، باب في سورة التلاوة، کتاب الصلاة)

قال الطیبي: من أصر علی أمر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشیطان من الإضلال. (مرقاة:۲/۳۵۳، باب الدعاء في التشهد، کتاب الصلاة، أشرفیه)

پر اصرار کرتا ہو۔(۱)

﴿امر مندوب کو اس کے رتبے میں رکھنا لازم ہے﴾

صاحبِ مجمع نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ امرِ مندوب بھی مکروہ ہوجاتا ہے اگر یہ اندیشہ ہو کہ یہ اپنے رتبے سے بڑھ جاوے گا۔ اسی بنا پر فقہائے حنفیہ نے نمازوں میں سورت مقرر کرنے کو مکروہ فرمایا ہے، خواہ اعتقاداً پابندی ہو یا عملاً۔ فتح القدیر نے اس تعلیم کی تصریح کردی ہے اور مسلم میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "مت خاص کرو شبِ جمعہ کو شب بیداری کے ساتھ اور شبوں میں سے، اور مت خاص کرو یومِ جمعہ کو روزہ کے ساتھ اور ایام میں سے"۔ ہاں! اگر اس کے کسی معمولی روزہ میں جمعہ ہی آپڑے تو وہ اور بات ہے۔(۲)

﴿قاعدۂ دوم﴾

فعلِ مباح بلکہ مستحب بھی کبھی امرِ غیر مشروع کے مل جانے سے غیر مشروع و ممنوع ہوجاتا ہے۔ جیسے دعوت میں جانا مستحب بلکہ سنت ہے، لیکن وہاں اگر کوئی امر خلافِ شرع ہو،

---

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال: لا یجعل أحدکم للشیطان شیئا من صلاتہ یری أن حقا علیہ أن لا ینصرف إلا عن یمینہ "لقد رأیت النبي ﷺ کثیرا ینصرف عن یسارہ" (صحیح البخاري:۱/۱۱۸، رقم:۸۵۲، باب الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال، کتاب الأذان)

(۲) کل مباح یؤدي إلی زعم الجہال سنیۃ أمر أو وجوبہ فہو مکروہ کتعیین السورۃ للصلاۃ وتعیین القراءۃ لوقت ونحوہ. (قنیہ:۴۷، باب في سجدۃ التلاوۃ، کتاب الصلاۃ)

والحق أن المداومۃ مطلقا مکروہۃ سواء رآہ حتما یکرہ غیرہ أو لا إلخ (فتح القدیر:۱/۳۴۴، باب لاقراءۃ، کتاب الصلاۃ، أشرفیہ)

عن أبي ہریرۃ رضي اللہ عنہ، عن النبي ﷺ، قال: "لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالي، ولا تختصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الأیام، إلا أن یکون في صوم یصومہ أحدکم". (صحیح مسلم:۱/۳۶۱، رقم:۱۱۴۴، باب کراہیۃ صیام یوم الجمعۃ منفردا، کتاب الصیام)

اس وقت جانا ممنوع ہو جائے گا، جیسے احادیث میں آیا ہے، اور ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور اسی طرح نفل پڑھنا مستحب ہے، مگر اوقاتِ مکروہہ میں ممنوع و گناہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امرِ مشروع بوجہ اقتران وانضمامِ غیر مشروع کے غیر مشروع ہو جاتا ہے۔(۱)

﴿قاعدۂ سوم﴾

چوں کہ دوسرے مسلمان کو بھی ضرر سے بچانا فرض ہے، اس لیے اگر خواص کے کسی غیر مشروع فعل سے عوام کے عقیدے میں خرابی پیدا ہو، تو وہ فعل خواص کے حق میں بھی مکروہ و ممنوع ہو جاتا ہے۔ خواص کو چاہیے کہ وہ فعل ترک کردیں۔

حدیث شریف میں قصہ آیا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے حطیم کو بیت اللہ کے اندر داخل فرمانے کا ارادہ کیا، مگر اس خیال سے کہ جدید الاسلام لوگوں کے عقیدے میں فتور اور قلوب میں خلجان پیدا ہوگا۔ اور خود بنا کے اندر داخل ہونا کوئی امرِ ضروری تھا نہیں، اس لیے آپ نے اس قصد کو ملتوی فرمادیا اور تصریحاً یہی وجہ ارشاد فرمائی،(۲) حالاں کہ بنا کے اندر داخل فرمادینا مستحسن تھا، مگر ضررِ عوام کے اندیشہ سے اس امرِ مستحسن کو ترک فرمادیا۔ اور ابنِ ماجہ میں حضرت عبداللہ کا قول ہے کہ اہلِ میّت کو اوّل روز طعام دینا سنت تھا۔ مگر جب لوگ اس کو رسم سمجھنے لگے، پس متروک و ممنوع ہوگیا۔ دیکھئے خواص نے بھی عوام کے دین

---

(۱) عن علي قال: صنعت طعاما، فدعوت النبي ﷺ فجاء، فدخل فرأى سترا فيه تصاوير فخرج وقال: "إن الملائكة لاتدخل بيتا فيه تصاوير". (نسائي:۲/۲۵٦، رقم:۵۳۵۱، التصاوير، كتاب الزينة)

وإن علم المدعو أن فيها لهوا لا يجيب سواء كان ممن يقتدى به أو لا لأنه لا يلزمه إجابة الدعوة إذا كان هناك منكر. (مجمع الأنهر: ٤/ ۲۱۷، كتاب الكراهية، فضل في المتفرقات، بيروت، تاتارخانيه:۱۸/۱۷۵، رقم:۲۸٤۲٦، زكريا جديد)

وإن افتتحها نصف النهار أو حين تحمر الشمس أو عند طلوعها فإن صلى كذلك فقد أساء. (مبسوط للسرخسي:۱/۲۰۹، كتاب الصلاة، بيروت)

(۲) عن عمر بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله ﷺ قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطا مالك، ص:۲۱۱، كتاب الأقضية)

کی حفاظت کے لیے اس کو ترک کردیا۔(۱)

حدیثوں میں سجدۂ شکر کا فعل مباح وارد ہے۔ مگر فقہائے حنفیہ نے حسبِ قول علامہ شامی اس لیے مکروہ کہا ہے کہ کہیں عوام اس کو سنتِ مقصودہ نہ سمجھنے لگیں اور عالمگیری میں ہے کہ یہ جو لوگ نمازوں کے بعد کیا کرتے ہیں، مکروہ ہے۔ اس لیے کہ جاہل لوگ اس کو سنت اور واجب سمجھنے لگیں گے اور جس فعلِ مباح سے یہ نوبت آجائے وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر وہ فعل خود شرعاً ضروری ہے تو اس فعل کو ترک نہ کریں گے، اس میں جو مفاسد پیدا ہو گئے ہیں ان کی اصلاح کردی جائے گی۔ مثلاً: جنازہ کے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت ہو تو اس امرِ مکروہ کے اقتران سے جنازہ کے ہمراہ جانا ترک نہ کریں گے، خود اس نوحہ کو منع کریں گے، کیوں کہ وہ ضروری امر ہے۔ اس عارضی کراہت سے اس کو ترک نہ کیا جاوے گا۔ بخلاف قبولِ دعوت کے، کہ وہاں امرِ مکروہ کے اقتران سے خود دعوت کو ترک کردیا ہے، کیوں کہ وہ ضروری امر نہیں۔ علامہ شامی نے ان مسئلوں میں بھی فرق لکھا ہے۔(۲)

---

(۱) عن أسماء بنت عميس، قالت: لما أصيب جعفر، رجع رسول الله ﷺ إلى أهله، فقال: إن آل جعفر قد شغلوا بشأن ميتهم، فاصنعوا لهم طعاما. قال عبد الله: فما زالت سنة حتى كان حديثا، فترك. (ابن ماجه، ص: ۱۱۵، رقم: ۱۶۱۱، كتاب الجنائز، باب ماجاء في الطعام يبعث إلى أهل الميت)

(۲) عن أبي بكرة عن النبي -ﷺ- أنه كان إذا جاءه أمر سرور أو بشر به خر ساجدا شاكرا لله. (أبو داود: ۳۸۳/۲، رقم: ۲۷۷۴، كتاب الجهاد، باب في سجود الشكر، ترمذي: ۱/، رقم: ۵۷۸، باب ماجاء في سجدة الشكر، أبواب السير)

وأن فعلها مكروه لا ثياب عليه بل تركه أولى، وعزه في المصفى إلى الأكثرين. (شامي: ۵۹۸/۲، مطلب في سجدة الشكر، باب سجود التلاوة، كتاب الصلاة، زكريا)

وما يفعل عقيب الصلوات مكروه لأن الجهال يعتقدونها سنة أو واجبة وكل مباح يؤدي إليه فمكروه. (هنديه: ۱۳۶/۱، قبيل باب الرابع عشر في صلاة المريض، كتاب الصلاة، زكريا قديم)

الإقامة وإن حضرتها نياحة، هدايه.. وقال ط: وفيه نظر، والأصح ما في التبيين حيث قال: لأنه لا يلزمه اجابة الدعوة إذا كان هناك منكر. (شامي: ۵۰۲/۹، قبيل فصل في اللباس، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

﴿قاعدہ چہارم﴾

جس امر میں کراہت عارضی ہو اختلافِ اَزْمِنَہ وَاَمْکِنَہ واختلافِ تجربہ ومشاہدہ اہلِ فتویٰ سے اس کا مختلف حکم ہوسکتا ہے، یعنی یہ ممکن ہے کہ ایسے امر کو ایک زمانہ میں جائز کیا جاوے، کیوں کہ اس وقت اس میں وجوہ کراہت کی نہیں تھیں اور دوسرے زمانہ میں ناجائز کہہ دیا جاوے اس لیے کہ اس وقت علت کراہت کی پیدا ہوگئی، یا ایک مقام پر اجازت دی جاوے، دوسرے ملک میں منع کر دیا جاوے۔ اس فرق مذکور کے سبب یا ایک وقت اور ایک موقع پر ایک مفتی جائز کہے اور اس کو اطلاع نہیں کہ عوام نے اس میں اعتقادی یا عملی خرابی کیا کیا پیدا کر دی ہیں۔ دوسرا مفتی ناجائز کہے کہ اس کو اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے عوام کے مبتلا ہونے کا علم ہوگیا ہے۔ تو واقع میں یہ اختلاف ظاہری ہے حقیقی نہیں، اور تعارض صوری ہے، معنوی نہیں۔ حدیث وفقہ میں اس کے بے شمار نظائر مذکور ہیں۔

دیکھو! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو مساجد میں آکر نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی، اس وقت فتنہ کا احتمال نہ تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بدلی ہوئی حالت دیکھ کر ممانعت فرمادی۔ اسی طرح امام صاحب وصاحبینؒ کے بہت سے اختلاف اسی قبیل کے ہیں۔(۱)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: "لو أدرك رسول الله ﷺ ما أحدث النساء لمنعهن كما منعت نساء بني إسرائيل" قلت لعمرة: أو منعن؟ قالت: نعم. (صحيح البخاري: ۱/۱۲۰، رقم: ۸۶۹، كتاب الأذان، باب خروج النساء إلى المساجد بالليل والغلس)

ولو حلف لا يأكل رأسا. قال: فهذا على رءوس البقر والغنم، وهذا لأنا نعلم أنه لم يرد رأس كل شيء، ... وجب اعتبار العرف، وهو الرأس الذي يشوى في التنانير، ويباع مشويا، فكان أبو حنيفة - رحمه الله تعالى - يقول أولا: يدخل فيه رأس الإبل والبقر والغنم؛ لأنه رأى عادة أهل الكوفة، فإنهم يفعلون ذلك في هذه الرءوس الثلاثة، ثم تركوا هذه العادة، فرجع وقال: يحنث في رأس البقر والغنم خاصة، ثم إن أبا يوسف ومحمدا رحمهما الله تعالى شاهدا عادة أهل بغداد وسائر البلدان، أنهم لا يفعلون ذلك إلا في رأس الغنم خاصة، فقالا: لا يحنث إلا في رءوس الغنم، فعلم أن الاختلاف اختلاف عصر وزمان لا اختلاف حكم وبيان، والعرف الظاهر أصل في مسائل الأيمان. (مبسوط: ۸/۱۷۸، باب الأكل، كتاب الإيمان، دار الكتب العلمية، بيروت)

قاعدة: لا ينكر تغير الأحكام بتغير الأزمان. (قواعد الفقه، ص: ۷۶، أصول الكرخي، رقم: ۲۸٤، نعيميه)

﴿قاعدۂ پنجم﴾

اگر کسی امر خلافِ شرع کرنے سے کچھ فائدے اور مصلحتیں بھی ہوں جن کا حاصل کرنا شرعاً ضروری نہ ہو یا اس کے حاصل کرنے کے اور طریقے بھی ہوں اور ایسے فائدوں کے حاصل کرنے کی نیت سے وہ فعل کیا جاوے یا ان فائدوں سے مرتب دیکھ کر عوام کو اس سے نہ روکا جاوے یہ بھی جائز نہیں۔ نیک نیت سے مباح تو عبادت بن جاتا ہے اور معصیت مباح نہیں ہوتی، خواہ اس میں ہزار مصلحتیں اور منفعتیں ہوں، نہ اس کا ارتکاب جائز، نہ اس پر سکوت کرنا جائز، اور یہ قاعدہ بہت ہی بدیہی ہے۔

مثلاً: اگر کوئی شخص اس نیت سے غصب وظلم کرے کہ مال جمع کر کے محتاجوں اور مسکینوں کی امداد کریں گے تو ہرگز ہرگز غصب وظلم جائز نہیں ہوسکتا، خواہ لاکھوں فائدے اس پر مرتب ہونے کی اُمید ہو۔ جب یہ قواعد اور مقدمات سمجھ میں آگئے تو اب تیسری صورت کے جواز وناجواز کی تفصیل سننا چاہیے۔ وہ یہ کہ قیودِ مذکورہ چوں کہ فی نفسہٖ امر مباح میں سے ہیں، اس لیے ان کی ذات میں کوئی خرابی نہیں، نہ ان کی وجہ سے محفل میں کوئی ذاتی ممانعت۔ لیکن اس مباح سے اگر کوئی فساد وخرابی لازم آنے لگے تو اس وقت ان امور اور محفل کو اس عارض کی وجہ سے ممنوع وناجائز کہا جاوے گا اور اگر کسی قسم کی کوئی خرابی لازم نہ آوے تو وہ امور بھی بحالِ خود مباح رہیں گے، چنانچہ قاعدۂ دوم سے یہ حکم واضح ہے۔(۱)

---

(۱) أما المعاصي فهي لاتتغير عن موضوعاتها بالنية فلايظن الجاهل أن قوله عليه الصلاة والسلام (إنما الأعمال بالنيات) يقتضي انقلاب المعصية طاعة بالنية كالذي يطعم فقيراً من مال غيره أو يبني مسجداً من مال حرام. (مفاتيح الغيب للرازي: ٦/٤، تحت رقم الآية: ١١٢، سورة البقرة، أشرفيه)

كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه فهو مكروه. (تنقيح الفتاوى الحامدية: ٢/ ٥٧٤، دار الكتب العلمية بيروت)

﴿ہمارے زمانے کی محفلِ میلاد﴾

اب دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ آیا ہمارے زمانہ میں ان مباحات کی وجہ سے کوئی خرابی لازم آرہی ہے یا نہیں، اگر لازم آتی ہوئی دیکھو تو اس محفل کو منع سمجھو اور ناجائز۔ اور یہ امر تجربہ و مشاہدہ سے بخوبی بلاتردّد معلوم ہوسکتا ہے، اس میں کوئی بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ سو راقم کا کئی سال کا تجربہ ہے اس کی رُو سے عرض کیا جاتا ہے کہ بلا شک اکثر بلکہ قریب کل عوام ان قیود کو مؤکد، ضروری ولوازمِ مجلس سے جانتے ہیں اور مثل ضروریاتِ دین کے، بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ ان کے ساتھ عمل درآمد کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے کرنے میں جس قدر اہتمام ہوتا ہے، نمازِ جمعہ و جماعت میں اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں دیکھا جاتا اور اس کے ترک سے جس قدر ناگواری ہوتی ہے، فرائض وواجبات کے ترک سے ہرگز ہرگز نہیں ہوتی۔ بلکہ خود ترک کرنا تو بہت بعید ہے، اگر کوئی دوسرا شخص انکار کرے تو درکنار، اگر ترک بھی کرے تو اس پر لعن وطعن حد سے زیادہ ہوتا ہے۔ کفار و مبتدعین وفساق سے زیادہ اس کے مخالف اور آمادۂ ایذارسانی وبدزبانی ہوجاتے ہیں۔ جب عوام نے اپنے اعتقاد وعمل سے ان اُمور کی یہاں تک نوبت پہنچادی کہ فرض و واجب سے بھی زیادہ ان کی شان بڑھادی تو لاریب اس التزام واصرار کی وجہ سے یہ اُمور مکروہ وممنوع ہوجاویں گے، جیساکہ قاعدۂ اوّل میں ثابت ہوچکا ہے۔ جب یہ اُمور ممنوع ہوئے تو ان کے ملنے سے وہ محفل بھی غیر مشروع اور ممنوع ٹھہرے گی جیساکہ قاعدۂ دوم میں بیان کیا گیا اور گو کسی خاص فہیم شخص کا یہ عقیدۂ فاسد نہ ہو اور وہ ان اُمور کو مؤکد نہ سمجھتا ہو، اور نہ تارک کو قابلِ ملامت ونفرت جانتا ہو، گو اس وقت میں ایسے لوگ عنقاء صفت ہیں، لیکن فرضاً اگر کوئی ہو بھی تو غایت مافی الباب وہ اپنے فسادِ عقیدہ وعمل کے گناہ سے بچ گیا، مگر اس کے کرنے سے اگر دوسرے فاسد الاعتقاد وفاسد العمل کو سہارا لگا، ان کے فعل مکروہ کے ترویج وتائید کے الزام سے یہ شخص کیسے بچ سکے

گا، جیسا کہ قاعدۂ دوم میں مذکور ہو چکا ہے۔(۱)

﴿خلاصۂ بحث﴾

خلاصہ یہ ہے کہ جہاں یہ مفاسدِ مذکورہ نہ ہوں، گو اس کی توقع عوام کی حالت پر نظر کرنے سے بہت ہی بعید ہے، لیکن اگر فرضاً کسی وقت یا کسی موقع پر ایسا ہو تو وہاں اجازت دی جاوے گی۔ مگر اس وقت اجازت کے فعل میں بھی ضروری ہو گا کہ ان قیود کو جس طرح عقیدۃً غیر مؤکد سمجھیں اسی طرح اپنے عمل سے بھی ان کا مؤکد نہ ہونا بار بار ظاہر کرتے رہیں۔

مثلاً: کبھی شیرینی تقسیم کردیں، کبھی نقد یا غلہ یا کپڑا مساکین کو خفیہ دے دیں اور جب کبھی گنجائش نہ ہو یا محض رخصتِ شرعی پر عمل کرنے کے لیے کچھ بھی نہ دیا کریں۔ کبھی اثنائے بیان فضائل وشمائلِ نبویہ علیہ الصلاۃ والسلام والتحیۃ میں اگر شوق و وجد غالب ہوجاوے کھڑے ہوجاویں، پھر اس میں کسی خاص موقع کی تعیین کی کوئی وجہ نہیں۔ جب کیفیت غالب ہو، خواہ اوّل میں یا وسط میں یا آخر میں، اور خواہ تمام بیان میں ایک بار یا دوبار اور جب یہ غلبہ نہ ہو بیٹھے رہا کریں، کبھی باوجود غلبہ کے اسی طرح ضبط کرکے بیٹھے رہیں اور نہ محفلِ مولود کی تخصیص کریں، اور اگر اور موقع پر بھی حضور ﷺ کے ذکر سے غلبہ وشوق ہو وہاں بھی گاہ گاہ کھڑے ہوجایا کریں۔

---

(۱) قال الطيبي: من أصر على أمر مندوب وجعل عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (مرقاة: ۲/۳۵۳، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، أشرفيه)

المفسدة إذا ترجحت على المصلحة اقتضت تحريم الفعل. (روح المعاني: ۲/ ۱۷۳، سورة البقرة، تحت رقم الآية: ۲۱۹، زكريا)

الإصرار على المندوب يبلغ إلى حد الكراهة. (السعايه على شرح الوقايه: ۲/ ۲۶۵، باب صفة الصلاة، ط: فيصل)

عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ، سب قیودِ مباحہ کے ساتھ یہی عمل رکھیں، تو اس طرح کی محفل گو سلفِ صالحین سے منقول نہیں، مگر بوجہ مخالف نہ ہونے قواعدِ شرعیہ کے ممنوع بھی نہ کہی جاوے گی۔ یہ حکم ہے صورتِ سوم کا باعتبار فتویٰ کے، لیکن مصلحتِ انتظامِ دین کا مقتضا یہ ہے کہ اس سے بھی احتیاط رکھیں۔ کیوں کہ یہ خود نہ ضرورتِ دین سے ہے نہ کسی ضرورتِ دینی کا موقوف علیہ ہے اور ایک بار یہی ہیئتِ اجتماعیہ مباحہ مفضی الی المفاسد ہو بھی چکی ہے، جیساکہ پیشِ نظر ہے اور جہل روز بروز غالب ہوتا جاتا ہے اس لیے مرتبۂ تقویٰ احتیاط ہی میں ہے۔(۱) واللہ تعالی أعلم وعلمہ أتم وأحکم۔

﴿کچھ شبہات کے مختصر جوابات﴾

اب بعض لوگوں کے کچھ شبہات کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث شریف تو خود حضور سرورِ عالم ﷺ سے منقول ہے، ورنہ ہم تک روایت کیوں کر پہنچتی۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جو منقول ہے وہ پہلی صورت ہے اور گفتگو

---

(۱) المندوبات قد تنقلب مکروهات إذا رفعت عن مرتبتها. (فتح الباري: ۲/۳۹٦، تحت رقم: ۸۵۲، باب الأنفال والأنصراف عن اليمين والشمال، كتاب الأذان، أشرفيه)
أن تخصيص الذكر بوقت لم يرد به الشرع غير مشروع. (شامي: ۳/۵۰، باب العيدين، كتاب الصلاة، زكريا، البحر الرائق: ۲/۲۷۹، باب العيدين، كتاب الصلاة، زكريا)
عن النعمان بن بشير يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول: الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبهات لا يعلمها كثير من الناس فمن اتقى المشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات كراع يرعى حول الحمى يوشك أن يواقعه. (صحيح البخاري: ۱/۱۳، رقم: ۵۲، كتاب الإيمان باب فصل من استبرأ لدينه)
قال بن حجر: والمعنى أن الحلال حيث يخشى أن يؤل فعله مطلقا إلى مكروه أو محرم ينبغي اجتنابه. (فتح الباري: ۱/۱۵٤، تحت رقم الحديث/: ۵۲، شركة القدس للنشر والتوزيع)

صورتِ سوم میں ہے۔(۱)

﴿دوسرا اعتراض﴾

بعض کہتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء سیوطی وابنِ حجر وملا علی قاریؒ وغیرہم نے اس کا اثبات کیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ اوّل تو اس وقت بھی علماء نے ان کے ساتھ اختلاف کیا تھا اور قطعِ نظر اس سے یہ کہ ان کے زمانہ میں مفاسد مذکورہ پیدا نہ ہوئے تھے اس وقت انھوں نے اثبات کیا، اب مفاسد پیدا ہوگئے ہیں، وہ حضرات بھی اگر اس زمانہ میں ہوتے اور ان مفاسد کو ملاحظہ فرماتے تو خود منع فرماتے، اس لیے اب نفی کی جاتی ہے جیسا قاعدۂ چہارم میں لکھا گیا ہے۔(۲)

---

(۱) عن معاوية قال: خرج رسول الله ﷺ على حلقة من أصحابه، فقال: "ما أجلسكم؟" قالوا: جلسنا جلسنا نذكر الله ونحمده على ما هدانا للإسلام، ومن به علينا، قال: "آلله ما أجلسكم إلا ذاك؟" قالوا: والله ما أجلسنا إلا ذاك، قال: "أما إني لم أستحلفكم تهمة لكم، ولكنه أتاني جبريل فأخبرني، أن الله عز وجل يباهي بكم الملائكة". (صحيح مسلم: ۲/۳۵٦، رقم: ۲۷۰۱، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن)

الموالد والأذكار التي تفعل عندنا .... على شر بل شرور لو لم يكن منها إلا رؤية النساء للرجال الأجانب ... إلخ. (الفتاوى الحديثية: ۱/ ۱۵۰، مطلب في الاجتماع للمولد والأذكار، دار المعرفة بيروت)

(۲) لا ينكر تغير الأحكام بتغير الأزمان. (قواعد الفقه، ص: ۷٦، أصول الكرخي، رقم: ۲۸٤، نعيميه) نعيميه)

المفسدة إذا ترجحت على المصلحة اقتضت تحريم الفعل. (روح المعاني: ۲/ ۱۷۳، سورة البقرة تحت رقم الآية: ۲۱۹، زكريا)

﴿تیسرا اعتراض﴾

بعض لوگ کہتے ہیں کہ علمائے حرمین اس کے جواز پر اتفاق رکھتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اوّل تو اتفاق غیر مسلّم، پھر یہ کہ ان کے فتووں میں قیودِ مباحہ کوفی نفسہا جائز لکھا ہے، جس محفل کو جن عقائد و مفاسد کی وجہ سے ہم روک رہے ہیں ان مفاسد کا اظہار سوال میں کرنے کے بعد فتویٰ منگا دو، اس وقت تمہارا یہ شبہ معقول ہو سکتا ہے۔ جب فتویٰ آجاوے گا اس وقت جواب ہمارے ذمہ ہوگا۔(۱)

﴿چوتھا اعتراض﴾

بعض کہتے ہیں کہ کثرت سے علماء جواز کی طرف ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اوّل تو کسی نے دنیا بھر کے علماء شماری نہیں کی، دوسرے یہ کہ جس خرابی کی وجہ سے ممانعت کی جاتی ہے اس خرابی کو کون سے علمائے کثیر، بلکہ قلیل نے جائز کیا ہے۔ فتویٰ تو استفتا کے تابع ہے۔ مستفتی اپنا عیب کب کھولتا ہے، بلکہ ہر طرح اپنی خوش اعتقادی و خلوص کو جتلا کر پوچھتا ہے۔

اس کا جواب بجز جواز کے کیا ہوگا سو یہ فتویٰ حرمین میں یا دیگر علمائے کثیر کے تحقیق مذکورہ بالا کو مضر نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) أن الشر وإن قل لا يرخص في شيء فيه، والخير يكتفى منه بما تيسر. (الفتاوى الحديثية: ۱/۱۵۰، مطلب في الاجتماع للمولد والأذكار، دار المعرفة، بيروت)

درء المفاسد أولى من جلب المصالح. فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالبا، لأن اعتناء الشرع بالمنهيات أشد من اعتنائه بالمأمورات. (الأشباه والنظائر، ص: ۲٦٤، الفن الأول، القاعدة الخامسة، الضرر يزال، زكريا)

(۲) يكتب جواب ما في الرقعة. (فصل في آداب الفتوى للنووي على رسم المفتي، ص: ۱۹، زكريا)

وقال الإمام أبو عمر في آداب المفتي: اعلم أن من يكتفي بأن يكون فتواه أو عمله موافقا لقول أو وجه في المسئلة ويعمل بما شاء من الأقوال والوجوه من غير نظر في الترجيح فقد جهل وخرق

﴿پانچواں اعتراض﴾

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس بہانہ سے غریب غربا کو خیر خیرات پہنچ جاتی ہے یا اس سے اسلام کی شوکت بڑھتی ہے، ناواقف لوگوں کے کان میں کچھ مسائل پڑ جاتے ہیں۔

سو اوّل تو خود یہ امر مسلّم نہیں، اکثر جگہ امیروں کو حصہ بٹتا ہوا اور غریبوں کو دھکے ملتے ہوئے دیکھا جاتا ہے اور ایسے سامانوں سے جس کی خبر بعض اوقات محلہ میں بھی نہیں ہوتی کیا احتشامِ اسلام کا مقصود ہے، اور احکام کا ذکر بھی نہیں آتا۔

اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو خیر خیرات اور احتشامِ اسلام اور تبلیغِ احکام کے جب اور طریقے بھی مشروع ہیں تو غیر مشروع طریقے سے اس کے حاصل کرنے کی اور ان کے حاصل کرنے کے لیے ان نامشروع طریقوں کے اختیار کرنے کی شرعاً کب اجازت ہو سکتی ہے، جیساکہ قاعدۂ پنجم میں مذکور ہوا۔(۱)

اور بھی شبہات اس کے قریب قریب ہیں، جن کا جواب بعد ضبط کر لینے اُصولِ مذکورہ کے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے۔ یہ کلام تھا اس مسئلۂ مولد شریف میں جو بہت سلاست اور اختصار اور جامعیت کے ساتھ لکھنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔

==الإجماع. (رسم المفتي، ص:٤٧، زكريا)

(۱) درء المفاسد أولى من جلب المصالح، فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالبا، لأن اعتناء الشرع بالمنهيات أشد من اعتنائه بالمأمورات (الأشباه والنظائر، ص:٢٦٤، القاعدة الخامة: الضرر يزال)

اعتبار الشرع بالمنهيات أشد من اعتناءه بالمأمورات. (الأشباه والنظائر، ص: ٢٦٤، القاعدة الخامسة: الضرر يزال، زكريا)

أن الشروان قل لا يرخص في شيء منه. (الفتاوى الحديثية: ١/١٥٠، مطلب في الاجتماع، للمولد والأذكار، دار المعرفة بيروت)

اب اُمید ہے کہ اہلِ انصاف کو اس مسئلہ میں شبہ نہ رہے گا اور اِفراط اور تفریط سے سب باز آئیں گے، اور علمائے مصلحینِ اُمت سے عداوت و بدگمانی اور ان کی شان میں اہانت و بدزبانی گوارا نہ رکھیں گے، اور شب و روز محبت و اتباعِ سنتِ نبویہ ﷺ میں کوشش کریں گے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ نَبِیِّكَ وَاتِّبَاعَ سُنَّتِهٖ، وَتَوَفَّنَا عَلٰی مِلَّتِهٖ، وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ ﷺ۔

فصلِ دوم/عرس وفاتحہ مروجہ

قوالی وعورتوں کا ناچ

من جملہ ان رسوم کے اولیاء اللہ کا عرس وفاتحۂ مروّجہ ہے جو کسی وقت میں بمصلحتِ ایصالِ ثواب بارواحِ بزرگان واستفادہ برکاتِ اجتماعِ صلحاء شروع ہوا تھا، مگر اب اس میں بھی مثل دیگر اُمور کے بہت سے مفاسد پیدا ہوگئے۔ چنانچہ عرس میں تو یہ اُمور ہوگئے:

۱۔ بعض جگہ تو خوب بازاری عورتوں کا ناچ ہوتا ہے، جس کا حرام ہونا ظاہر ہے اور بابِ اوّل میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ خصوصاً قبور پر جو جگہ عبرت و تذکرۂ موت و تذکرۂ آخرت کی ہے۔ پھر خاص کر قبورِ اولیا پر جن کو اپنی حیات میں بول و براز سے زیادہ نفرت معاصی سے تھی، ظاہر ہے کہ ایسے مجمع میں جانا لاریب فسق و معصیت ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم تو بہ نیتِ زیارت جاتے ہیں، ہم کو ان منکرات سے کیا ضرر، جواب یہ ہے کہ اوّل تو ممکن نہیں کہ مجمعِ فسق میں جاوے اور ضرر نہ ہو، کچھ نہ کچھ میلان معصیت کی طرف یا چشم و گوش کا تلوّث ضرور ہی ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ زیارت دوسرے وقت بھی ہو سکتی ہے۔ تیسرے

زیارت کچھ فرائض وواجبات سے نہیں۔ فرض وواجب کے ادا کرنے میں اقترانِ معصیت پر نظر نہیں کی جاتی۔ اور مباح بلکہ مستحب میں اگر ایسا اتفاق ہو تو خود اس مستحب کو ترک کردینا واجب ہے، جیساکہ ابھی فصلِ اوّل کے قاعدہ دوم میں ذکر ہو چکا ہے۔ پھر یہ کہ اس کی حرکت سے دوسروں کو ضرر ہوتا ہے اور اہلِ معصیت کے فعل کی تائید ہوتی ہے، اس وجہ سے بھی اس سے بچنا ضروری ہے، جیساکہ فصلِ اوّل کے قاعدہ سوم میں بیان ہو چکا ہے۔(۱)

﴿سماع بآواز مرداں﴾

۲۔ بعض جگہ بازاری عورتیں نہیں ہوتیں اور بجائے ان کے قوّال و معازف و مزامیر ہوتے ہیں۔ ایسے سماع کے متعلق اس عاجز نے ایک رسالہ ”حق السماع“ مفصل طور پر لکھا ہے۔ اس میں آداب و شرائط سماع کے اور جو جو اس میں مفاسد ہو گئے ہیں ان سب کا ذکر بالتفصیل کیا ہے، جس سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس زمانہ کے مجالسِ سماع حسبِ

---

(۱) استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام بقوله عليه السلام. استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر. (درمختار مع الشامي: ۹/۵۰٤، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

عن أبي سعيد، قال: دخل رسول الله ﷺ — في حديث طويل - فقال: فإنه لم يأت على القبر يوم إلا تكلم فيه فيقول: أنا بيت الغربة وأنا بيت الوحدة، وأنا بيت التراب، وأنا بيت الدود. (ترمذي: ۲/۷۲، رقم: ۲٤٦۰، أبواب صفة القيامة والرقاق إلخ،)

أن الشر وإن قل لا يرخص في شيئ منه. (الفتاوى الحديثية: ۱/۱۵۰، مطلب في الاجتماع للمولد والأذكار، دار المعرفة)

المفسدة إذا ترجحت على المصلحة اقتضت تحريم الفعل. (روح المعاني: ۲/۱۷۳، زكريا)

كل مباح يؤدي أليه (إلى السنية والوجوب) فمكروه. (شامي: ۲/ ۵۹۸، مطلب في سجدة الشكر، كتاب الصلاة، زكريا)

وفيه: التحذير من مصاحبة أهل الظلم ومجالستهم وتكثير سوادهم. (فتح الباري: ٤/ ۳۹٦، تحت رقم الحديث: ۲۱۱۸، باب ما ذكر في الأسواق، كتاب البيوع، شركة القدس للنشر والتوزيع)

اقوالِ ائمۂ تصوف ہرگز ہرگز جائز نہیں۔(۱)

﴿سالانہ عرس﴾

۳۔ بعض جگہ یہ قصہ بھی نہیں، صرف معیّن تاریخ پر اجتماع اور قرآن خوانی وتقسیمِ طعام یاشیرینی ہوتا ہے اور بس۔ اور ایسے عرس کو اس زمانہ میں مشروع عروس سمجھتے ہیں۔ مگر اس میں بھی وہی خرابی اصرار و تعیّن والتزامِ مالایلزم وغیرہا کی یقینا موجود ہیں، جس کی وجہ سے عوام کے عقائد بھی فاسد ہوتے ہیں اور بعض اوقات مہتمِ عرس کو اس کے انجام دینے کے لیے قرض لینا پڑتا ہے، گو سودی ہی کیوں نہ ملے پھر حاضرین عرس کی دست نگری کرتا ہے کہ ان سے نذرانہ وصول ہو تو یہ قرض ادا کیا جاوے، بلاضرورت قرض لینا خاص کر سودی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تکنا جس کا منشا حرص وطمع ہے، ظاہر ہے کہ شرعاً اور عقلاً سخت مذموم ہے۔ حدیث میں اس دست نگری کی نسبت آیا ہے: وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ (جو چیز تمہارے ہاتھ نہ آئے اپنے جی کو اس کے پیچھے مت ڈالو) اور اصرار و التزام وغیرہ کا غیر مشروع ہونا فصلِ اوّل کے قاعدۂ اوّل میں بیان ہوچکا ہے جس کی وجہ سے وہ مجلس بھی غیر مشروع ہوجاوے گی، جیسا قاعدۂ دوم میں بیان ہوا۔ اور اس عذر کا جواب اسی فصل کے آغاز میں ہوچکا ہے کہ کوئی شخص کہنے لگے کہ ”ہماری نیت تو اچھی ہے ہم کو دوسروں کے عقیدۂ

---

(۱) لا یجوز مایفعله الجهال بقبور الأولیاء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد علیها ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونه عرسا. (التفسیر المظهري: ۶۸/۲، سورة آل عمران تحت رقم الآیة: ۶۴)

سئل عن قوم یجتمعون في مکان یقرؤون شیئاً من القرآن ثم ینشد لهم منشد شیئاً من الشعر، فیرقصون ویطربون ویضربون بالدف والشبابة هل الحضور معهم حلال أم لا؟ فأجاب مذهب السادة الصوفیة أن هذا بطالة وجهالة وضلالة. (حیاة الحیوان: ۱۱۲/۲، بحواله فتاوی محمودیه: ۴۶۱/۵، میرٹھ)

عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: الغناء ینبت النفاق في القلب کما ینبت الماء الزرع. (شعب الایمان: ۲۷۹/۴، رقم: ۵۱۰۰، باب في حفظ اللسان، فصل في حفظ اللسان عن الغناء، دار الکتب العلمیة بیروت)

فاسد سے کیا بحث"۔(۱)

﴿مشروع استفادہ قبور﴾

البتہ افادہ واستفادۂ اہلِ قبور بطریقِ مشروعِ شریعت مستحسن ہے۔ اس کا طریق یہ ہے کہ گاہ گاہ ان مزارات پر حاضر ہوا کرے اور جو کچھ توفیق ہو پڑھ کر بخش دے اور اپنی موت کو یاد کرے اور اگر صاحبِ نسبت ہے اور دل چاہے تو حسبِ طریقۂ معمولۂ اہلِ تصوف ان سے استفادۂ برکات کا کرے۔ اور اگر عباداتِ مالیہ کا ان کو ثواب بخشنا ہو تو اپنے گھر پر حسبِ توفیق پکا کر کھلا کر یا نقد وغلہ وغیرہ مساکین کو خفیہ دے کر ان کی رُوح کو بخش دے۔ نہ تاریخ معین کرنے کی حاجت ہے اور نہ شہرت دینے کی۔(۲)

---

(۱) لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالاعياد ويسمونه عرسا. (التفسير المظهري: ٦٨/٢، سورة آل عمران تحت رقم الآية: ٦٤، زكريا)

ويكره عند القبر مالم يعهد من السنة والمعهود منها إلا لزيارته والدعاء عنده قائما. (هنديه: ١٦٦/١، الفصل السادس في القبر والدفن، باب الجنائز، زكريا قديم)

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، قال: سمعت عمر يقول: كان رسول الله ﷺ يعطيني العطاء، فأقول: أعطه من هو أفقر إليه مني، فقال: "خذه إذا جاءك من هذا المال شيء وأنت غير مشرف ولا سائل، فخذه وما لا فلا تتبعه نفسك" (صحيح البخاري: ١٩٩/١، رقم: ١٤٧٣، باب من اعطاه الله شيئا من غير مسألة، كتاب الزكاة)

درء المفاسد أولى من جلب المصالح. فإذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالبا؛ لأن اعتناء الشرع بالمنهيات أشد من اعتنائه بالمأمورات. (الأشباه والنظائر، ص: ٢٦٤، الفن الأول، القاعدة الخامسة: الضرر يزال. زكريا)

(۲) ويكره عند القبر مالم يعهد من السنة والمعهود منها إلا لزيارته والدعاء عنده قائما. (هنديه: ١٦٦/١، الفصل السادس في القبر والدفن، باب الجنائز، زكريا قديم)

عن أبي هريرة، قال: زار النبي ﷺ قبر أمه، فبكى وأبكى من حوله، فقال: "استأذنت ربي في أن أستغفر لها فلم يؤذن لي، واستأذنته في أن أزور قبرها فأذن لي، فزوروا القبور فإنها تذكر الموت". (صحيح مسلم: ٣١٤/١، رقم: ٩٧٦، فصل في الذهاب إلى زيارة القبور، كتاب الجنائز)

والأصل أن كل من أتى بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره وفي الشامي: سواء كانت صلاة أو صوما أو صدقة أو قراءة. (شامي مع الدر: ١٠/٤، زكريا)

﴿مزارات پر چادر پوشی اور نذر و نیاز﴾

اسی طرح زمانۂ عرس بلکہ غیر عرس میں اولیاء اللہ کے مزارات پر چادر ڈالتے ہیں جو مکروہ اور اسراف ہے اور عوام کو جو اس میں اعتقاد ہے وہ بالکل شرک ہے۔ پھر غضب یہ ہے کہ اس کی نذر و منّت مانی جاتی ہے۔ بعض لوگ دور دراز سے سفر کر کے اپنے بچوں کا چلّہ چھٹی وہاں کرتے ہیں اور یہ نذر وہاں پوری کرتے ہیں۔ بعضے آسیب اُتروانے کے لیے آتے ہیں، اور عقائدِ فاسدہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بعضے طواف و سجدہ کرتے ہیں۔ بعضے وہاں چراغ روشن کرتے ہیں، قبریں پختہ بناتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے صاف صاف ان سب اُمور سے توبہ کا حکم ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم نہیں فرمایا کہ قبروں کو کپڑے پہنائے جاویں"۔ اس سے قبروں پر غلاف ڈالنے کا ناپسند ہونا صاف ظاہر ہے۔

علامہ شامیؒ نے نقل کیا ہے: یُکْرَہُ السُّتُوْرُ عَلَی الْقُبُوْرِ۔ بعض لوگ دھوکا دینے کے لیے حجت ملاتے ہیں کہ دیکھو عورت کے جنازہ پر گہوارہ بنا کر چادر ڈالتے ہیں۔ گہوارہ بھی قبر کے مشابہ ہے، جب یہ جائز ہے وہ بھی جائز ہے۔ اس تقریر کا لغو ہونا ظاہر ہے۔ اوّل تو یہ قیاس ہے کہ جو نص کے مقابلہ میں خود باطل ہے۔ دوسرے قیاس بھی مع الفارق، گہوارہ پر تو پردے کی غرض سے چادر ڈالتے ہیں۔ قبر جب بند ہوگئی اب پردہ کی کون سی ضرورت ہے۔

یہاں تو محض زیب و زینت و تکلف اور تقرب و رضامندی صاحبِ مزار مقصود ہے بس۔ اور اسراف رہا جدا۔ اور خود یہ اُمور جدا جدا ممنوع ہیں اور سب کا جمع ہونا اور بھی شدید ہے۔ جب اس کا ممنوع ہونا ثابت ہوگیا اور معصیت کی نذر جائز نہیں۔ بلاشک ایسی نذر باطل ہوگی جس کا ایفا بالکل ناجائز ہے اور وہاں ایسے فضول کاموں کے لیے جانا خود سفرِ معصیت ہے، بالخصوص عورتوں کا لے جانا جس میں علاوہ مفاسدِ مذکورہ کے انواع انواع

کی بے پردگیاں ہوتی ہیں اور فسادِ عقیدہ رہا جدا(۱)

﴿عورتوں کے لیے زیارتِ قبور﴾

ایسے ہی عورتوں کی نسبت ارشاد فرمایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ لعنت کرے ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں"۔ اور حدیث شریف میں حضرت ابنِ عباس ﷛ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "لعنت کرے اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر کہ انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا"۔ یہ حدیث مطلبِ مذکور کے اثبات کے لیے کافی ہے اور اسی حدیث سے قبر کو سجدہ کرنے کی حرمت بھی ثابت ہوگئی۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی کہ ہم آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ ﷺ نے سوال کیا کہ اگر ہمارے بعد ہماری قبر پر گزرو گے، کیا جب بھی سجدہ کرو گے؟ صحابی ﷛ نے عرض کیا: اس وقت تو نہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اگر کسی کو

---

(۱) عن أبي طلحة الأنصاري قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "لاتدخل الملائكة بيتا. وفي حديث حديث طويل: وقال إن الله لم يأمرنا أن نكسو الحجارة والطين إلخ. (صحيح مسلم: ۲/۲۰۰، رقم: ۲۱۰۷، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، كتاب اللباس)

تكره الستور على القبور. (شامي: ۳/۱٤٥، مطلب في دفن الميت، باب الصلاة على الجنائز)

اعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام.. وفي الشامية: باطل وحرام لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق ولايجوز. (شامي: ۳/٤۲۷، زكريا)

لايجوز مايفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالاعياد ويسمونه عرسا. (تفسير مظهري: ۲/ ٦٨، تحت رقم الآية: ٦٤، سورة آل عمران، زكريا)

ولا تسرفوا إنه لايحب المسرفين. (سورة الأعراف، رقم الآية: ۳۱)

قوله: باطل وحرام لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق ولا يجوز لأنه عبادة والعبادة لاتكون لمخلوق؛ ومنها أن المنذور له ميت والميت لايملك ومنها أنه إن ظن أن الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر. (طحطاوي على الدر: ۱/٤۷۱، كتاب الصوم، أشرفيه، شامي: ۳/٤۲۷، زكريا)

اجازت سجدہ کی ہوتی تو عورت کو اجازت دیتا کہ خاوند کو سجدہ کیا کرے"۔(۱) مطلب آپ کے کے جواب کا یہ ہوا کہ جب تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو کہ بعد موت کے کوئی مستحق سجدہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مستحقِ سجدہ کا حیّ ہے، سو جو دائم و قائم ہے سجدہ اسی کا حق ہے، اس سے زندہ مُردہ سب کو سجدہ کرنا حرام ٹھہرا۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو زندہ پیروں کو سجدہ کرتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں۔ اور اگر کسی بزرگ سے قولاً یا فعلاً منقول ہو تو بحسنِ ظن اس میں تاویل سکر و غلبۂ حال کی کی جائے گی جس میں معذوری ہے۔

اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے کہ قبروں پر چراغاں کا سامان کیا جائے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت

---

(۱) عن ابن عباس قال: لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج. (ترمذي: ۱/۷۳، رقم: ۳۲۰، باب كراهية أن يتخذ على القبر مسجدا، أبواب الصلاة)

أن عائشة، وعبد الله بن عباس، قالا: لما نزل برسول الله ﷺ طفق يطرح خميصة له على وجهه، فإذا اغتم بها كشفها عن وجهه، فقال وهو كذلك: "لعنة الله على اليهود والنصارى، اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد" يحذر ما صنعوا. (صحيح البخاري: ۱/۶۲، رقم: ۴۳۵، باب كتاب الصلاة)

عن قيس بن سعد قال أتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم فقلت: رسول الله أحق أن يسجد له قال فأتيت النبي -ﷺ- فقلت إني أتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم فأنت يا رسول الله أحق أن نسجد لك. قال "أرأيت لو مررت بقبري أكنت تسجد له"؟. قال قلت لا. قال "فلا تفعلوا، لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد لأمرت النساء أن يسجدن لأزواجهن لما جعل الله لهم عليهن من الحق". (أبو داود: ۱/۲۹۱، رقم: ۲۱۴۰، كتاب النكاح، باب في حق الزوج على المرأة)

وكذا ما يفعلونه من تقبيل الأرض بين يدي العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضي به آثمان لأنه يشبه عبادة الوثن وهل يكفر؟ وإن على وجه العبادة والتعظيم كفر وإن على وجه التحية لا وصار آثما مرتكبا للكبيرة. (الدر المختار مع الشامي: ۹/۵۵۰، باب الاستبراء، كتاب الحظر والإباحة، زكريا، تبيين الحقائق: ۷/۵۶، فصل في الاستبراء وغيره، كتاب الكراهية، زكريا)

لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الأولياء والشهداء من السجود والطواف حولها ...إلخ. (تفسير مظهري: ۲/۶۸، سورة آل عمران، تحت رقم الآية: ۶۴)

فرمائی اس سے کہ قبروں کو پختہ بنایا جائے اور اس سے کہ ان پر لکھا جائے اور اس سے کہ ان پر عمارت بنائی جائے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔(۱)

﴿قبروں کا چڑھاوا﴾

بعضے لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں، چوں کہ مقصود اس سے تقرّب و رضامندی اولیاء اللہ کی ہوتی ہے اور ان کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں، یہ اعتقاد شرک ہے۔ اور وہ چڑھاوا کھانا بھی جائز نہیں؛ لعموم قولہ تعالیٰ: ﴿وَمَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ﴾۔

بعض لوگ تاویل کرتے ہیں کہ مقصودِ اصلی ہمارا مساکین کو دینا ہے، چوں کہ یہ لوگ وہاں جمع رہتے ہیں، اس لیے وہاں لے جاتے ہیں۔ مگر یہ محض حیلہ ہے، کیوں کہ اگر وہی مساکین اس شخص کو راہ میں مل جاویں اور سوال کریں تو ہرگز ان کو اس چڑھاوے میں سے ایک ذرّہ بھی نہ دیں اور یہی جواب ملے کہ جہاں کے لیے لائے ہیں وہاں تو ابھی پہنچا ہی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر مقصود ہے، مساکین مقصود نہیں۔ پھر وہاں پہنچ کر ویسے بھی تو مساکین کو تقسیم کر سکتے ہیں، قبر پر رکھنے کی کیا وجہ؟(۲)

---

(۱) عن ابن عباس قال: لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج. (أبو دود: ۲/٤٦١، رقم: ۳۲۳٦، باب في زيارة النساء القبور، كتاب الجنائز)

عن جابر قال: نهى النبي ﷺ أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ. (سنن ترمذي: ۱/۲۰۳، رقم: ۱۰۵۲، باب كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، أبواب الجنائز)

(۲) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ. (سورة المائدة: ۳)

اعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو باطل وحرام. (طحطاوي على المراقي: ٦٩۳، باب مايلزم من الوفاء به، كتاب الصوم، دار الكتاب، شامي: ۳/٤۲۰، زكريا، البحر الرائق: ۲/٥٦١، قبيل باب الاعتكاف، زكريا)

المفسدة إذا ترجحت على المصلحة اقتضت تحريم الفعل. (روح المعاني: ۲/۱۷۳، زكريا)

قبر پر پھولوں کا ہار اور چادر

بعض لوگ پھولوں کی چادر اور ہار نہایت مکلف بناکر قبروں پر ڈالتے ہیں اور دلیل لاتے ہیں کہ حضور پُر نور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دو قبروں پر ایک شاخ کھجور کے دو حصے کرکے گاڑ دیا تھا اور ارشاد فرمایا تھا کہ ''جب تک یہ خشک نہ ہوجائیں امید ہے کہ ان سے عذاب ہلکا ہوجاوے''۔(۱)

جواب اس کا یہ ہے کہ اوّل تو بعض لوگوں نے اس کو حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خصوصیات سے کہا ہے اور اگر عام ہی کہا جاوے تب بھی قیاس مع الفارق ہے دو وجہ سے: اوّل تو کجا شاخ اور کجا پھولوں کے ہار اور چادریں، وہاں مقصود محض ایصالِ اثرِ ذکر ہے اور یہاں تکلف وآرائش اور تکلف قبور کے ساتھ خود ممنوع ہے، جیسا کہ اُوپر معلوم ہوچکا ہے۔

دوسرے یہ کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس عمل کو تخفیفِ عذاب کے لیے کیا تھا، اگر یہ لوگ بھی تخفیفِ عذاب کے لیے کرتے ہیں تو جن حضرات کو کامل اور مقبول مانتے ہیں اور ان میں عذاب کا احتمال بھی ان کو ہرگز نہیں ہوسکتا ان کی قبروں کے ساتھ یہ عمل نہ کرتے، بلکہ فاسقوں اور فاجروں کی قبور کے ساتھ کرتے۔ حالاں کہ معاملہ بالعکس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقصود تخفیفِ عذاب نہیں، بلکہ وہی تقرّب اور خوش نودی اولیاء اللہ کی، جس کی دلیل ان کے پاس نہیں، اور نہ وہ ان اُمور سے خوش ہوتے ہیں اور خوش تو جب ہوتے جب ان

---

(۱) عن ابن عباس قال: مر النبي ﷺ بقبرين، فقال: ''إنهما ليعذبان، وما يعذبان في كبير، أما أحدهما أحدهما فكان لا يستتر من البول، وأما الآخر فكان يمشي بالنميمة'' ثم أخذ جريدة رطبة، فشقها نصفين، فغرز في كل قبر واحدة، قالوا: يا رسول الله، لم فعلت هذا؟ قال: ''لعله يخفف عنهما مالم ييبسا''. (بخاري: ۳۵/۱، رقم: ۲۱۸، باب كتاب الضوء)

کو کوئی نفع پہنچتا، ان تکلّفات سے ان کو کیا فائدہ؟(۱)

﴿مروج فاتحہ کے منکرات﴾

اور فاتحہ مروّجہ میں یہ اُمور پیدا ہو گئے ہیں:

۱۔ اکثر عوام حضرات اولیاء اللہ کو حاجت روا اور مشکل کُشا سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں کہ ان سے ہمارے کاروبار کو ترقی ہوگی، مال و اولاد ہوگی، ہمارا رزق بڑھے گا اور اولاد کی عمر بڑھے گی، ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس طرح کا عقیدہ صرف شرک ہے۔ تمام قرآنِ مجید اس عقیدہ کے ابطال سے بھرا پڑا ہے۔(۲)

﴿توسل کی حقیقت﴾

بعض لوگ زبردستی تاویل کرتے ہیں کہ ہم قادرِ مطلق عالمُ الغیب حق تعالیٰ ہی کو سمجھتے

---

(۱) و كذلك مايفعله أكثر الناس من وضع ما فيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوهما على القبور ليس بشيء. (عمدة القاري: ۳/۱۲۱، تحت رقم الحديث: ۲۱٦، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله، كتاب الوضوء، دار الفكر)

فقال المازري: يحتمل أن يكون أوحي إليه أن العذاب يخفف عنهما هذه المدة... وقال الطرطوشي: لأن ذلك خاصة ببركة يده.. قال الراقم: اتفق الخطابي والطرطوشي والقاضي عياض على المنع وقولهم أولى بالاتباع حيث اصبح مثل هو تلك المسامحات والتعللات مثارا للبدع المنكرة والفتن السائرة فترى العامة يلقون الزهور على القبور، وبالأخص على قبور الصلحاء والأولياء والجهلة منهم ازدادوا إصرارا على ذلك وتغالوا فيه. (معارف السنن: ۱/ ۲٦٤، ۲٦٥، التشديد في البول، كتاب الطهارة، أشرفيه)

(۲) لاتشرك بالله إن الشرك لظلم عظيم. (سورة لقمان، رقم الآية: ۱۳)

اعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقربا إليهم فهو باطل وحرام، وتحته قوله: باطل وحرام لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق ولا يجوز لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق. (طحطاوي على الدر: ۱/۴۷۱، كتاب الصوم قبيل باب الاعتكاف، أشرفيه)

ہیں، مگر آخر بزرگوں کا توسّل تو جائز اور ثابت ہے۔

جواب یہ ہے کہ توسل کا یہ معنی نہیں کہ ان وسائل کو کارخانۂ تکوین میں کچھ دخیل سمجھا جاوے، خواہ تو ان کو فاعل سمجھیں، اس طرح کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کارخانے سپرد کر رکھے ہیں اور خواہ یوں سمجھیں کہ فاعل تو اللہ تعالیٰ ہے مگر ان حضرات کے عرض و معروض کرنے سے ضرور ہی اللہ میاں کو کرنا پڑتا ہے، ایسا توسّل تو شرکِ محض ہے۔ مشرکینِ عرب کے عقائد اسی قسم کے تھے، وہ بھی اصنام وارواح کو فاعل بالاصالت نہ جانتے تھے۔ اسی طرح کارکن سمجھتے تھے، جیسا کہ آیت: {وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ} {مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى} اس کی شاہد ہے۔ (۱)

---

(۱) ويطلق التوسل أيضا على التقرب إلى الله بطلب الدعاء من الغير، وعلى الدعاء المتقرب به إلى الله تعالى باسم من أسمائه، أو صفة من صفاته، أو بخلقه كنبي، أو صالح، أو العرش، وغير ذلك. (الموسوعة الفقهية: ١٤/ ١٥٠، كويت)

وروى ابن أبي شيبة بإسناد صحيح من رواية أبي صالح السمان عن مالك الداري وكان خازن عمر قال أصاب الناس قحط في زمن عمر فجاء رجل إلى قبر النبي ﷺ فقال يا رسول الله استسق لامتك فإنهم قد هلكوا. (فتح الباري: ٢/ ٥٧٦، تحت رقم: ١٠٠٧، كتاب لااستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، شركة القدس)

وفي هذا الحديث دليل على جواز التوسل برسول الله ﷺ إلى الله عز وجل مع اعتقاد أن الفاعل هو الله سبحانه تعالى وأنه المعطي المانع ماشاء كان ومالم يشالم يكن. (تكمله فتح الملهم: ٥/ ٦٢٣، كتاب الرقاق، مسئلة التوسل في الدعاء، أشرفيه)

مانعبدهم الاليقربونا إلى الله زلفى (سورة الزمر، رقم: ٣)

وقال البغوي انهم كانوا إذا قيل لهم من ربكم ومن خلقكم ومن خلق السماوات والأرض قالوا الله فيقال لهم ما معنى عبادتكم الأوثان قالوا ليقربونا إلى الله زلفى. (تفسير مظهري: ٨/ ١٤٥، زكريا)

﴿ممنوع وسیلہ کی وجوہ ممانعت﴾

ایک موٹی بات سمجھنے کے قابل ہے کہ کسی شخص سے کسی چیز کی توقع رکھنے کے لیے کئی امر کا جمع ہونا ضروری ہے: اوّل اس شخص کو اس کی حاجت کی اطلاع ہو، دوسرے اس کے پاس وہ چیز بھی موجود ہو، تیسرے اس کو دینے کی قدرت بھی ہو، چوتھے اس سے بڑا کوئی روکنے والا نہ ہو، پانچویں اس کے پاس ذرائع اس چیز کو اس شخص تک پہنچانے کے بھی ہوں۔

اب خیال فرمائیے کہ جو شخص بزرگوں سے اولاد، رزق وغیرہ کی توقع رکھتا ہے، اس سے پوچھنا چاہیے کہ اوّل تو ان اولیا کو تمہاری حاجت کی اطلاع کیسے ہوئی اور اگر کہیں کہ ان کو تو سب کچھ خود معلوم ہے تو یہ شرکِ صریح ہے اور اگر کہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اطلاع کر دیتا ہے سو یہ محال تو نہیں، مگر ضرور بھی نہیں۔ بلاحجتِ شرعیہ کسی امرِ ممکن کے وقوع کا عقیدہ کرنا محض معصیت وکذبِ قلب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ الآیۃ۔ پھر یہ کہ ان کے پاس رزق واولاد کہاں جمع رکھا ہے، جو نعمتیں ان کے پاس ہیں وہ اور چیزیں ہیں۔ بچے اور روپیہ کا ڈھیر ان کے پاس نہیں لگا۔

پھر یہ کہ قدرت کو اگر ذاتی سمجھا جاوے تب تو شرک ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ تصرف دیا ہے تو اس کے لیے دلیلِ شرعی کی حاجت ہے اور بدون اس کے یہ اعتقاد بھی باطل وافترائے محض ہے، بلکہ قرآن وحدیث میں تو ﴿لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا﴾ صاف صاف موجود ہے جس سے دوسروں کو ایسی قدرت کی نفی ہو رہی ہے۔ پھر یہ کس طرح معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو اَحکم الحاکمین ہے وہ ہرگز اس تصرف سے نہ روکیں گے، جس طرح چاہتے ہیں وہی ہو جاوے گا۔ اگر ایسا کوئی سمجھے تو اس نے تمام قرآن کی تکذیب کی، پھر وہ ذرائع دریافت کیے جاویں کہ اولاد اس کو کس طرح دی، روپیہ کس طرح ان کے پاس بھیجا اور اگر ان تمام اشکالات کے جواب میں کوئی یوں کہے کہ وہ لوگ دُعا کرتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ویسا ہی کر دیتے ہیں۔

اس کا جواب یہی ہے کہ دُعا کے لیے اوّل ان کو اطلاع کی ضرورت ہے، اور اس کی دلیل کوئی نہیں، پھر بعد اطلاع کے اس کی دلیل کیا ہے کہ وہ دُعا کر ہی دیتے ہیں۔ پھر دُعا کے بعد اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے۔ غرض توسّل کے یہ معنی نہیں ہیں۔(۱)

مشروع توسل

البتہ توسّل جو احادیث سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے کہ "یا الٰہی! فلاں مقبول بندہ کی برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرما دیجیے"۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسّل سے بارش کی دعا مانگی، ایسا توسّل بلا شک جائز ہے اور جس طرح جہلاء کا عقیدہ ہے وہ محض شرک ہے۔

غرض یاد رکھو کہ جن کمالات کا اختصاص حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ عقلاً و نقلاً ثابت ہے ان کمالات کا کسی دوسرے میں اعتقاد کرنا شرکِ اعتقادی ہے۔ اور جن معاملات اور افعال کا خاص ہونا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ثابت ہے وہ برتاؤ کسی سے کرنا شرک فی العمل ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ کرنے سے ان شاء اللہ کسی بلا میں مبتلا نہ ہو گا۔

۲۔ وہی تخصیصات و تعیّنات کا ضروری سمجھنا جس کی کراہت کا چند بار ذکر ہو چکا ہے،

---

(۱) ولا تقف ما ليس لك به علم (سورة بني إسرائيل، رقم الآية:٣٦)

وقال الشيخ الباني بتي: اى ما لم يتعلق به علمك بالحس او الخبر الصادق او البرهان. (تفسير مظهري:٥/٢٨٧، سورة بني إسرائيل، زكريا)

{قل لا أملك لنفسي نفعا ولا ضرا (سورة الأعراف:١٨٨)

وقال ابن كثير تحت آية الكريمة: أمره الله تعالى أن يفوض الأمور إليه، وأن يخبر عن نفسه أنه لا يعلم الغيب المستقبل، ولا اطلاع له على شيء من ذلك إلا بما أطلعه الله عليه، كما قال تعالى: عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحدا. إلا من ارتضى من رسول فإنه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا. (تفسير ابن كثير:٣/٢٣٩، تحت رقم الآية:١٨٨، سورة الأعراف)

یہاں بھی موجود ہے۔(۱)

﴿کھانے پر فاتحہ﴾

۳۔ اکثر عوام کی عادت ہے کہ بہت سے طعام میں سے تھوڑا سا کھانا کسی طباق یا خوان میں رکھ کر اس کو رُوبرو رکھ کر فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ اس میں علاوہ مفاسدِ مذکورہ کے یہ امر قابلِ استفسار ہے کہ جتنا کھانا تم نے پکایا ہے، آیا اس کا ثواب بخشنا منظور ہے یا صرف اس طباق ہی کا، یہ تو یقیناً کوئی نہیں کہے گا کہ صرف اس طباق ہی کا ثواب بخشنا منظور ہے اور عمل اور برتاؤ سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا۔ پس ضرور یہ کہا جاوے گا کہ تمام کھانے کا ثواب بخشنا منظور ہے۔ تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا کھانے کا ثواب پہنچانے کے لیے کھانا رُوبرو ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو صرف ایک طباق رکھنے سے کیا ہوتا ہے، اور اس سے تو تمہارے قاعدے کے موافق صرف اس طباق کا ثواب پہنچنا چاہیے، باقی تمام کھانا ضائع

---

(۱) عن أنس بن مالك، أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، كان إذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبد المطلب، فقال: "اللهم إنا كنا نتوسل إليك بنبينا فتسقينا، وإنا نتوسل إليك بعم نبينا فاسقنا"، قال: فيسقون. (بخاري: ۱/۱۳۷، رقم: ۱۰۱۰، كتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا)

وقال ابن حجر: ويستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع بأهل الخير والصلاح وأهل بيت النبوة. (فتح الباري: ۲/۵۷۹، تحت رقم: ۱۰۱۰، شركة القدس)

حقيقة الشرك أن يعتقد إنسان في بعض المعظمين من الناس أن الآثار العجيبة الصادرة منه إنما صدرت لكونه متصفا بصفة من صفات الكمال مما لم يعهد في جنس الإنسان، بل يختص بالواجب جل مجده لا يوجد في غيره. (حجة الله البالغة: ۱/۱۸۴، مكتبه حجاز ديوبند)

إن الناس قد أكثروا من دعاء غير الله تعالى من الأولياء الأحياء منهم والأموات وغيرهم مثل ياسيدى فلان أغثني وليس ذلك من التوسل المباح في شيء... قد عده أناس من العلماء شركا. (روح المعاني: ٤/جزء/۱۸۸، تحت رقم الآية: ۲۵، سورة المائدة، زكريا)

إن من أصر على أمر مندوب وجعل عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (مرقاة المفاتيح: ۲/۳۵۳، باب الدعاء في التشهد، أشرفيه)

گیا۔ اور اگر یوں کہیں کہ اس چیز کا رُوبرو ہونا ضروری نہیں، صرف نیت کافی ہے اور اسی بنا پر تمام طعام کا ثواب پہنچ سکتا ہے، تو پھر طباق کے رکھنے کی کیا ضرورت ہوئی، اس میں بھی نیت کافی تھی کیا۔ توبہ توبہ! حق تعالیٰ کو نمونہ دکھلانا ہے کہ دیکھئے اس قسم کا کھانا دیگ میں ہے، اس کا ثواب بخش دیجیے۔ غرض اس حرکت کی کوئی معقول وجہ نہیں نکلتی۔ محض رواج کی پابندی ہے اور بس۔ پھر پابندی بھی کیسی کہ اکثر عوام سمجھتے ہیں کہ بدون اس ہیئتِ خاصہ کے ثواب بھی نہ پہنچے گا۔

۴۔ ایک امرِ قابلِ دریافت یہ ہے کہ جس چیز کا ثواب بخشا منظور ہو، اگر اس کا رُوبرو رکھنا ضروری ہے تو کیا وجہ ہے کہ طعام وشیرینی کو تو رکھا جاتا ہے اور اگر روپیہ یا کپڑا یا غلہ وغیرہ ایصالِ ثواب کے لیے دیا جاوے تو اس میں اس طریق سے فاتحہ کیوں نہیں پڑھی جاتی، اور اگر رُوبرو رکھنا ضروری نہیں تو اس طعام وشیرینی ہی میں یہ تکلف کیوں کیا جاتا ہے؟ اور اگر طعام وغیرِ طعام میں کچھ فرق ہے تو دلیلِ شرعی سے اس کو بیان کرنا چاہیے، تو قیامت تک بھی یہ ممکن نہیں۔(۱)

---

(۱) تعیین فاتحہ بر شیرینی وغیرہ از طعام دریں شبہا از اَحادیث وروایات کتب معتبرہ ثابت نہ شد ہر (فقہ مسائل، ص:۱۰۸)

سوال: فاتحہ مروجۂ حال یعنی طعام را روبرو نہادہ است برداشتہ چیزی خواندن چہ حکم دارد؟

جواب: ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود، ونہ در زمانِ خلفاء بلکہ وجود آں در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نہ شدہ -إلی قولہ- وایں را ضروری داشتن مذموم اند۔ (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی:۱/۱۹۵، أشرفیه)

عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (صحيح البخاري:۱/۳۷۱، رقم:۲۶۹۷، باب إذا اصطلحوا على صلح جور، كتاب الصلح)

وكل هذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مستند لها من الكتاب والسنة ويجب على أهل العلم أن ينكروها وأن يبطلوا هذه العادات ما استطاعوا. (معارف السنن: ۱/ ۲٦٦، باب التشديد في البول، كتاب الطهارة، أشرفيه)

بخشش ثواب

۵۔ ایک عادت ورواج یہ ہے کہ کھانا کھلانے اور دینے کے قبل بطریقِ متعارف ثواب بخشتے ہیں، سو اس میں دو امر قابلِ تحقیق ہیں: ایک تو یہ کہ ثواب پہنچانے کی حقیقت کیا ہے؟ سو ظاہر ہے کہ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک شخص نے کوئی نیک کام کیا اور اس پر اس کو کچھ ثواب ملنے کی توقع ہوئی، جو کچھ اس کا ثواب ملا اس نے اپنی طرف سے دوسرے کو دے دیا۔

دوسرا امر قابلِ تحقیق یہ ہے کہ ثواب کس چیز کا ملتا ہے، آیا نفسِ طعام کا یا اس کے کھلانے اور دینے کا، تو ظاہر ہے کہ خود کھانے کی ذات تو کوئی ثواب کی چیز نہیں، جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ہر گز نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ کے پاس قربانی کا گوشت اور نہ اس کا خون، لیکن تمہارا التقویٰ وہاں پہنچتا ہے"۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ شے کا ثواب نہیں پہنچتا، بلکہ عمل کا ہوتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ خود طعام کی ذات کا ثواب نہیں ہوا، بلکہ کھلانے پلانے اور دینے کا ہوا، کیوں کہ وہ عمل ہے۔ جب یہ دونوں امر محقق ہو چکے تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ جس وقت کھانا پک کر تیار ہوا ہے اور ابھی نہ کسی کو دیا گیا اور نہ کھلایا گیا آیا اس کو ثواب ملا یا نہیں؟ اگر نہیں ملا تو یہ مُردہ کو کیا پہنچاتا ہے؟ ابھی خود تو کچھ لے لے، پھر دوسرے کو دے۔ اور اگر اس کو ثواب ملا ہے تو کس چیز کا ملا ہے؟ کوئی عمل تو ابھی پایا نہیں گیا، پھر کاہے کا ثواب بخشتا ہے؟

غرض یہ حرکت بھی محض بے معنی ہے، بلکہ بعض عوام کے طرزِ عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود ذاتِ طعام کو موجبِ ثواب سمجھتے ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ بعض نذر و نیاز میں آپ ہی کھا پی لیتے ہیں یا اغنیاء احباب کو کھلا دیتے ہیں، جن کے دینے کو کوئی شخص بھی موجبِ ثواب نہیں جان سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ دینے کھلانے کو موجبِ ثواب نہیں جانتے، ورنہ ایسے لوگوں کو دیا کرتے جن کے دینے کو ثواب جانتے، بلکہ خود ذاتِ طعام یا

شیرینی میں ثواب سمجھتے ہیں تو یہ خود ایک عقیدۂ فاسدہ ہے اور قرآن کے خلاف، جس سے توبہ کرنا واجب ہے۔(۱)

﴿مروج بخششِ ثواب کا جائزہ﴾

اگر کوئی کہے کہ ہم طعام کو موجبِ ثواب نہیں سمجھتے، مگر جب ہم نے نیت طعام کی کرلی تو نیت بھی تو عمل ہے، اس لیے ایصالِ ثواب بے معنی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے مانا کہ نیت عمل ہے، مگر نیت کا ثواب بخشا چاہتے ہو یا کھانا کھلادینے کا، کیوں کہ نیت کا ثواب اور ہے اور طعام کا ثواب اور، پھر یہ کہ نیت تو قبل کھانا پکانے کے بھی ہوگئی تھی اس وقت کیوں نہیں بخش دیا کرتے۔

غرض اس عادت کی بھی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ رواج کی پابندی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ البتہ ایصالِ ثواب بطریقِ مشروع نہایت خوبی کی بات ہے۔ اس کا سیدھا طریقہ وہی ہے جو ان مفاسد کے بیان سے ذرا قبل مذکور ہوا ہے کہ بلا تعین وپابندیٔ رواج حسبِ توفیق جو میسر ہو مستحقین کو دے دے اور ثواب بخش دے۔

اس تقریر سے ان سب معمولات کا حکم معلوم ہوگیا۔ گیارہویں، سہ ماہی، توشہ وغیرہا کو بلا تقیید وبلا تخصیص وبلا فسادِ عقیدہ تو بلا کلام جائز ہے اور قیودِ مکروہہ ومفاسدِ مذکورہ کے ساتھ بلا

---

(۱) الأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة. (هدايه: ۱/۳۶۶، باب الحج عن الغير، كتاب الحج، أشرفيه)
الأصل أن كل من أتى بعبادة ما، له جعل ثوابها لغيره. (در مختار مع الشامي: ۴/۱۰، باب الحج عن الغير، مطلب في اهداء ثواب الأعمال للغير، زكريا)
لَن يَنَالَ اللهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ. (سورة الحج، رقم الآية: ۳۷)
مصرف الزكاة والعشر: هو فقير وهو من له أدنى شيئ (در مختار) وفي الشامي: وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغيره ذلك من الصدقات الواجبة. (شامي مع الدر: ۳/ ۲۸۳، زكريا)

تردّد ناجائز ہے۔ اور قیودِ مباحہ کے ساتھ جس کو نہ خود ضرر ہو نہ اس کے فعل سے کسی اور کو ضرر ہو خفیہ طور پر اس کو گنجائش دی گئی ہے۔ اس کو بھی چاہیے کہ ان قیود میں گاہ گاہ تغیر وتبدّل کر دیا کرے، تاکہ کہیں سے اسی کے نفس میں یا شاید دوسرے کے نفس میں کوئی خرابی نہ پیدا ہو جاوے۔ مگر پھر بھی اطلاق کا طریقہ افضل و مسنون ہے، کیوں کہ اس طریقِ مباح ہی سے آخر خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں تو آئندہ بھی اندیشہ ہی ہے، اس لیے مقتضائے انتظام یہی ہے کہ ان قیود سے بالکل ہی احتیاط رکھے اور تجربہ سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ قیود کی پابندی میں اگر ابتدا میں بالفرض خلوص بھی ہو، مگر بعد چندے پھر اس کو نباہنے کے لیے کرنا پڑتا ہے اور نیت درست نہیں رہتی۔(۱)

﴿شب برات کا حلوہ﴾

فصلِ سوم: من جملہ ان رسوم کے شبِ براءت کا حلوہ اور عید کی سویاں، عاشورۂ محرم کا کھچڑا اور شربت وغیرہ ہے۔(۲)

﴿شب برات میں قبرستان جانے کی حیثیت﴾

شبِ براءت میں حدیث سے اس قدر ثابت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ بحکمِ حق

---

(۱) كل مباح يؤدي إليه (إلى السنية والوجوب) فمكروه. (شامي:٢/٥٩٨، مطلب في سجدة الشكر، كتاب الصلاة، زكريا، مرقاة المفاتيح:٢/٣٥٣، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، أشرفيه)
إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة راجحا على فعل البدعة. (شامي:٢/٤٠٩، زكريا)
وكل ما أدى إلى ما لا يجوز، لا يجوز. (شامي:٩/٥١٩، زكريا)
لأن القول والعمل لا تقبل مالم توافق السنة. (ارشاد الطالبين، ص:٢٨)

(۲) وقد عاكس الرافضة والشيعة يوم عاشوراء النواصب من أهل الشام، فكانوا إلى يوم عاشوراء يطبخون الحبوب ويغتسلون ويتطيبون ويلبسون أفخر ثيابهم ويتخذون ذلك اليوم عيدا يصنعون فيه أنواع الأطعمة، ويظهرون السرور والفرح، يريدون بذلك عناد الروافض ومعاكستهم. (البدايه والنهايه:٨/٢٠٢، دار الفكر، بيروت)

تعالیٰ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور اموات کے لیے استغفار فرمایا۔(۱)

﴿شب براءت کے منکرات﴾

اس سے آگے سب ایجاد ہے۔ جس میں مفاسدِ کثیرہ پیدا ہو گئے ہیں:

۱۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کا دندانِ مبارک جب شہید ہوا تھا، آپ نے حلوہ نوش فرمایا تھا۔ یہ بالکل موضوع اور غلط قصہ ہے، اس کا اعتقاد کرنا ہرگز جائز نہیں، بلکہ عقلاً بھی ممکن نہیں، اس لیے کہ یہ واقعہ شوال میں ہوا نہ کہ شعبان میں۔(۲)

﴿امیر حمزہؓ کی شہادت اور ان کی فاتحہ﴾

۲۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہ ؓ کی شہادت ان دنوں میں ہوئی ہے، یہ ان کی فاتحہ ہے۔ یہ بھی محض بے اصل ہے۔ اور اوّل تو تعیینِ تاریخ کی ضرورت نہیں۔ دوسرے خود یہ واقعہ غلط ہے۔ آپ کی شہادت بھی شوال میں ہوئی تھی، شعبان میں نہیں ہوئی۔(۳)

---

(۱) عن عائشة: قالت فقدت رسول الله ﷺ ليلة فخرجت فإذا هو بالبقيع فقال أكنت تخافين أن يحيف الله عليك ورسوله؟ قلت يا رسول الله إني ظننت أنك أتيت بعض نساءك فقال إن الله عز و جل ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا. إلخ (ترمذي: ١٥٦/١، رقم: ٧٣٩، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، كتاب الصوم، ابن ماجه: ص: ٩٩، رقم: ١٣٨٩، با ماجاء في في ليلة النصف من شعبان، كتاب الصلاة)

وقال السندي في هامش ابن ماجه: يعني خرجت للدعاء ولأهل البقيع مما رأيت من كثرة الرحمة في هذه الليلة. (حاشيه ابن ماجه، ص:٩٩)

(٢) كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه فهو مكروه كتعيين السورة للصلاة وتعيين القراءة لوقت ونحوه. (قنيه، ص:٤٧، باب في سجدة التلاوة، كتاب الصلاة)

وكانت هذه الغزوة (أحد) في شوال سنة ثلاث إلخ. (البدايه والنهايه: ١٠/٤، غزوة أحد في شوال سنة شوال، دار إحياء التراث العربي)

(٣) وشهد (حمزة) أحدا فقتل بها يوم السبت النصف من شوال. (أسد الغابة: ٥٢٩/١، رقم: ١٢٥١، دار الفكر، بيروت)

﴿روحوں کا گھروں پر آنا﴾

۳۔ بعض لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ شبِ براءت وغیرہ میں مُردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اور دیکھتی ہیں کہ کسی نے ہمارے لیے پکایا ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ ایسا امرِ خفی بجز دلیلِ نقلی کے اور کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا، اور وہ یہاں ندارد ہے۔(۱)

﴿میت کے گھر عید و فاتحہ﴾

۴۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب شبِ براءت سے پہلے کوئی مرجائے تو جب تک کہ اس کے لیے فاتحۂ شبِ براءت نہ کیا جاوے وہ مُردوں میں شامل نہیں ہوتا۔ یہ بھی محض تصنیفِ یاراں اور بالکل لغو ہے، بلکہ رواج ہے کہ اگر تہوار سے پہلے کوئی مرجاوے تو کنبہ بھر میں پہلا تہوار نہیں ہوتا۔ حدیثوں میں صاف مذکور ہے کہ جب مُردہ مرتا ہے مرتے ہی اپنے جیسے لوگوں میں جا پہنچتا ہے، یہ نہیں کہ شبِ براءت تک اٹکا رہتا ہے۔(۲)

﴿حلوے کی پابندی﴾

۵۔ حلوے کی ایسی پابندی ہے کہ بدون اس کے سمجھتے ہیں کہ شبِ براءت ہی نہیں

---

(۱) لأن القول والعمل لا تقبل مالم توافق السنة. (ارشاد الطالبین، ص:۲۸)
من أحدث في الإسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر أو خفي ملفوظ أو مستنبط فهو مردود. (مرقاة:۱/۲۱۵، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، أشرفيه)

(۲) عن أم حبيبة زوج النبي ﷺ، فقالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، تحد على ميت فوق ثلاث إلا على زوج أربعة أشهر وعشرا". (بخاري:۱/۱۷۱، رقم:۱۲۸۱، باب حد المرأة على غير زوجها، كتاب الجنائز)
عن عبد الله رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: "من مات يشرك بالله شيئا دخل النار" وقلت أنا: "من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة". (بخاري:۱/۱۶۵، رقم:۱۲۳۸، باب ماجاء في الجنائز، كتاب الجنائز)

ہوئی۔ اس پابندی میں اکثر فسادِ عقیدہ بھی ہوجاتا ہے کہ اس کو مؤکد ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔ فسادِ عمل بھی ہوجاتا ہے۔ فرائض وواجبات سے زیادہ اس کا اہتمام کرنے لگتے ہیں اور ان دونوں کا معصیت ہونا فصلِ اوّل میں بالتشریح مذکور ہوچکا ہے۔

ان خرابیوں کے علاوہ تجربہ سے ایک اور خرابی ثابت ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ نیت بھی فاسد ہوجاتی ہے۔ ثواب وغیرہ کچھ مقصود نہیں رہتا ہے۔ خیال ہوجاتا ہے کہ اگر اب کے نہ کیا تو لوگ کہیں گے کہ اب کے خست اور ناداری نے گھیر لیا ہے، اس الزام کے رفع کرنے کے لیے جس طرح بن پڑتا ہے مرمار کر کرتا ہے۔ ایسی نیت سے صَرف کرنا محض اسراف وتفاخر ہے جس کا گناہ ہونا بارہا مذکور ہوچکا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے لیے قرض سودی لینا پڑتا ہے، یہ جدا گناہ ہے۔(۱)

بطور ریاء وتفاخر لوگوں کو دینا

۶۔ جو لوگ مستحقِ اعانت ہیں ان کو کوئی بھی نہیں دیتا یا ادنیٰ درجہ کا پکا کر ان کو دیا جاتا ہے، اکثر اہلِ ثروت وبرادری کے لوگوں کو بطور معاوضہ کے دیتے لیتے ہیں اور نیت اس میں یہی

---

(۱) كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه فهو مكروه كتعيين السورة للصلاة وتعيين القراءة لوقت ونحوه. (قنيه: ٤٧، باب في سجد التلاوة، كتاب الصلاة)

والضابط أن كل ما فعلته لداعي الحق فهو العمل الحق، وكل ما عملته لغير الله فحلالها حساب وحرامها عذاب. (مفاتيح الغيب للرازي: ٧/٤، سورة البقرة، تحت رقم الآية: ١١٢، أشرفيه)

عن أبي هند الداري، أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: من قام مقام رياء وسمعة راءى الله به يوم القيامة وسمع. (مسند أحمد: ٦٩١/٢، رقم الحديث: ٢٢٣٢٢، حديث أبي هند الادري، مسند الأنصار، بيت الأفكار)

عن عبد الله، قال: "لعن رسول الله ﷺ آكل الربا ومؤكله"، قال: قلت: وكاتبه، وشاهديه؟ قال: "إنما نحدث بما سمعنا" (مسلم: ١/ رقم: ١٥٩٧، باب لعن آكل الربا والمؤكله، كتاب القسامة)

ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے ہمارے یہاں بھیجا ہے، اگر ہم نہ بھیجیں گے تو وہ کیا کہے گا، غرض کہ اس میں بھی وہی ریا و تفاخر ہو جاتا ہے۔(۱)

﴿پندرہ شعبان میں مسور کی دال﴾

۷۔ بعض لوگ اس تاریخ میں مسور کی دال ضرور پکاتے ہیں۔ اس ایجاد کی وجہ آج تک معلوم نہیں ہوئی، لیکن اس قدر ظاہر ہے کہ مؤکد سمجھنا بلاشک معصیت ہے، یہ تو کھانے پکانے میں مفاسد ایجاد کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ آتش بازی کی رسم اس شب میں شامل ہے۔ اس کی نسبت بابِ اوّل میں بیان ہو چکا ہے۔ حاجتِ اعادہ نہیں۔(۲)

﴿شبِ برات میں لوگوں کو جمع کرنا﴾

تیسرے زیادتی اس میں یہ کی گئی ہے کہ بعض لوگ شب بیداری کے لیے فرائض سے زیادہ اس میں لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

ہر چند کہ اجتماع سے شب بیداری سہل تو ہو جاتی ہے، مگر نفل عبادت کے لیے لوگوں کو ایسے اہتمام سے بلانا اور جمع کرنا یہ خود خلافِ شریعت ہے، جیسا اسی باب کی فصلِ اوّل میں

---

(۱) قال النبي صلى الله عليه وسلم: من سمّع سمع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري: ۹٦۲/۲، رقم: ٦٤۹۹، باب الرياء والسمعة، كتاب الرقاق)

قال الخطابي: معناه من عمل عملا على غير إخلاص وإنما يريد أن يراه الناس ويسمعوه جوزي على ذلك بأن يشهره الله ويفضحه ويظهر ما كان يبطنه. (فتح الباري: ۳۸٤/۱۱، تحت رقم الحديث: ٦٤۹۹، شركة القدس بيروت)

(۲) من أصر على أمر مندوب وجعل عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (مرقاة: ۳٥۳/۲، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، أشرفيه)

ولا تسرفوا أنه لا يحب المسرفين. (سورة الأعراف، رقم الآية: ۳۱)

ولا تبذر تبذيرا. (سورة الاسراء، رقم الآية:)

بیان ہوچکا ہے۔ البتہ اتفاقاً کچھ لوگ جمع ہوگئے اس کا مضائقہ نہیں۔(۱)

﴿شب براءت میں چراغاں کرنا، اور برتن بدلنا﴾

۸۔ بعض لوگوں نے اس میں برتنوں کا بدلنا اور گھر لیپنا اور خود اس شب میں چراغوں کا زیادہ روشن کرنا عادت کرلی ہے۔ یہ بالکل رسمِ کفار کی نقل ہے اور حدیثِ تشبہ سے حرام ہے۔(۲)

﴿شبِ براءت میں کرنے کے اعمال﴾

حدیث سے اس زمانہ میں تین امر ثابت ہوئے ہیں، ان کو بطورِ مسنون ادا کرنا موجبِ ثواب وبرکات ہے: اوّل: پندرہویں شب کو گورستان میں جاکر اموات کے لیے دُعا و استغفار کرنا اور کچھ صدقہ وخیرات دے کر بھی اگر مُردوں کو اس کا ثواب بخش دیا جاوے تو وہی دُعا و استغفار اس کے لیے اصل نکل سکتی ہے کہ مقصود دونوں سے نفع رسانی اموات کی ہے، مگر اس میں کسی بات کا پابند نہ ہو، اگر وقت پر میسر ہو خفیہ کچھ دے دلا دے، باقی حدودِ شرعی

---

(۱) ویکره الاجتماع علی إحیاء لیلة من هذه اللیالي "المتقدم ذکرها "في المساجد" وغیرها لأنه لم یفعله النبي ﷺ ولا الصحابة فأنکره أکثر العلماء من أهل الحجاز... وقالوا: ذلك کله بدعة. (طحطاوي علی المراقي: ص:۴۰۲، دار الکتاب دیوبند)

(۲) الاستفسار: السراج الکثیر الزائد عن الحاجة لیلة البراءة ولیلة القدر في الأسواق والمساجد کما تعارف في امصارنا، هل یجوز؟
الاستبشار: هو بدعة کذا في خزانة الروایات عن القنیة. (نفع المفتي والسائل، ص:۵۱۷، ما یتعلق النوم والقیام والقعود إلخ. دار الفاروق، اردن)
أن اسراج السرج الکثیرة في السکك والأسواق بدعة وکذا في المساجد. (قنیه:۱۷۷، باب فیما یتعلق بیوم عاشوراء ولیلة البراءة إلخ، مرقاة:۲/۲۱۹، هل یجوز زیارة القبور للنساء أم لا؟ أشرفیه)
عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم. (أبو داود:۲:۵۵۹، رقم: ۴۰۳۶، باب في لبس الشهرة، کتاب اللباس)

سے تجاوز نہ کرے۔(۱)

دوم: اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں ہو یا دو چار آدمیوں کے ساتھ جن کے جمع کرنے کے لیے کوئی خاص اہتمام نہ کیا گیا ہو۔(۲)

سوم: پندرہویں تاریخ کو روزۂ نفل، ان عبادتوں کو مسنون طور پر ادا کرنا نہایت احسن ہے۔(۳)

---

(۱) عن عائشة: قالت فقدت رسول الله ﷺ ليلة فخرجت فإذا هو بالبقيع فقال أكنت تخافين أن يحيف الله عليك ورسوله؟ قلت يا رسول الله إني ظننت أنك أتيت بعض نساءك فقال إن الله عز و جل ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا. (ترمذي: ۱/۱۵٦، رقم: ۷۳۹، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، كتاب الصوم، ابن ماجه: ۹۹، رقم: ۱۳۸۹)

الأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة. (هدايه: ۱/۳۱٦، باب الحج عن الغير، كتاب الحج، نعيمية)

(۲) ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي "المتقدم ذكرها "في المساجد" وغيرها لأنه لم يفعله النبي ﷺ ولا الصحابة فأنكره أكثر العلماء من أهل الحجاز ... وقالوا: ذلك كله بدعة. (طحطاوي على مراقي الفلاح: ۱/٤۰۲، فصل في تحية المسجد وصلاة الضحى، كتاب الصلاة، دار الكتاب ديوبند)

ولا التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك على سبيل التداعي، بأن يقتدي أربعة بواحد كما في الدرر، ...وفي الأشباه عن البزازية: يكره الاقتداء في صلاة رغائب وبراءة وقدر. وفي الشامية: (على سبيل التداعي) هو أن يدعو بعضهم بعضا ... لو اقتدى به واحد أو اثنان ثم جاءت جماعة اقتدوا به. قال الرحمتي: ينبغي أن تكون الكراهة على المتأخرين. (در مختار مع الشامي: ۲/ ۵۰-۵۱، مطلب في كراهية الاقتداء في النفل إلخ، باب الوتر والنفل، كتاب الصلاة، زكريا)

(۳) عن علي بن أبي طالب، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا كانت ليلة النصف من شعبان، فقوموا ليلها وصوموا نهارها. (ابن ماجه، ص: ۹۹، رقم: ۱۳۸۸، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، كتاب الصلاة، ماجاء في قيام شهر رمضان)

وقال البوصيري: هذا اسناد فيه لين، ابن أبي سبرة واسمه أبو بكر بن عبد الله بن محمد بن أبي سبرة قال أحمد وابن معين يضع الحديث، وفي هامشه: قول أحمد في التهذيب ولم يذكر ابن حجر عن بن معين رميه بالوضع، وكذا في التاريخ لابن معين العبارة الأولى فقط وفيه أيضا ليس بشيئ. (مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه للبوصيري: ۲/۸۱۸، رقم: ٤۹۱، المدينة المنورة)

﴿عید کی سویاں﴾

اور عید الفطر میں سویاں پکانا فی نفسہٖ مباح ہے، مگر لوگوں نے اس میں خرابیاں پیدا کرلی ہیں:

۱۔ اس کو ضروری سمجھتے ہیں، حتیٰ کہ اگر سویاں نہ پکائی جائیں تو گویا عید ہی نہیں ہوئی، ایسے التزام واہتمام کا خلافِ شرع ہونا اوپر مذکور ہوچکا ہے۔

۲۔ اس پابندی کی بدولت یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ اگر پاس خرچ نہ ہو تو قرض لے کر گو سودی ہی ملے ضرور اس کا اہتمام کرتے ہیں۔

۳۔ اس کی نسبت ایک موضوع روایت مشہور ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آٹا پکا کر مروڑیاں جمع کر کے سویاں پکائی تھیں، یہ محض تہمت ہے، کہیں ثابت نہیں۔

۴۔ اور دینے لینے میں ریا وتفاخر ہونا یہاں بھی موجود ہے۔ اکثر اعزہ واقارب کے بچوں کو شرم اُتارنے کے لیے دیا جاتا ہے، خواہ گنجائش ہو یا نہ ہو، پھر جانبِ ثانی سے اسی دن یا اگلی عید بقر عید کو نہایت ضروری سمجھ کر اس کا عوض ادا کیا جاتا ہے۔ جو مصیبت نوتا میں تھی وہی یہاں بھی ہے۔ اسی طرح سویوں کا طباق جہاں اُس نے اِس کی بہو کو اور اِس نے اُس کی بہو کو دیا لیا، جس کو ٹھٹیر ابدلوائی کہا جائے تو نہایت زیبا ہے۔ اسی دل لگی میں جانبین پر پورا پورا بار ہوگیا۔(۱)

---

(۱) كل مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروه. (مرقاة المفاتيح: ۳/۳۶۵، ملتان، شامي: ۲/۵۹۸، مطلب في سجدة الشكر، كتاب الصلاة، زكريا)

عن عبدالله، قال: "لعن رسول الله ﷺ آكل الربا ومؤكله"، قال: قلت: وكاتبه، وشاهديه؟ قال: "إنما نحدث بما سمعنا". (مسلم: ۲/۲۷، رقم: ۱۵۹۷، باب الربا، كتاب المساقاة)

وقال النووي: فإنه صريح في رد كل البدع والمخترعات. (نووي على مسلم: ۲/۷۷)

كان ابن عباس يقول: إن النبي ﷺ نهى عن طعام المتباريين أن يؤكل. (ابو داود: ۲/۵۲۷، رقم: ۳۷۵۴، باب في طعام المتباريين، أول كتاب الأطعمة)

﴿عید کے دن کرنے کے کام﴾

اس تاریخ میں حضرت پیغمبر ﷺ سے صرف اس قدر ثابت ہے کہ چند خرما نوش فرماکر عید گاہ تشریف لے جاتے تھے۔ اگر رغبت ولذّت کے لیے دودھ سویاں وغیرہ بھی اضافہ کرلے تو مباح ہے۔ مگر اس کا ایسا پابند نہ ہو جس سے مفاسدِ مذکورہ لازم آئیں، کبھی کبھی ناغہ بھی کردیا کریں۔ گنجائش نہ ہونے کے وقت خواہ مخواہ تردّد میں نہ پڑے اور گنجائش کے وقت بھی رسوم کا اتباع نہ کرے، بے تکلفی سے جو ہوجاوے اس پر بس کرے۔(۱)

﴿عشرۂ محرم کے اعمال﴾

عشرۂ محرم میں حدیث سے دو امر ثابت ہیں: نویں دسویں کا روزہ اور دسویں تاریخ اپنے گھر والوں کے خرچ میں قدرے وسعت کرنا وارد ہوا ہے کہ اس عمل سے سال بھر تک روزی میں وسعت رہتی ہے۔(۲)

==قال الخطابي: المتباريان المتعارضان بفعليهما يقال: تبارى الرجلان إذا فعل كأحدهما مثل فعل صاحبه ليرى أيهما يغلب صاحبه، وإنما كره ذلك لما فيه من الرياء والمباهاة. (بذل المجهود: ۴۸۲/۱۱، تحت رقم: ۳۷۵٤، دار البشائر)

(۱) عن أنس بن مالك، قال: "كان رسول الله ﷺ لا يغدو يوم الفطر حتى يأكل تمرات". (بخاري: ۱۳۰/۱، رقم: ۹۵۳، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج، كتاب العيدين)
يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ. (سورة البقرة، رقم الآية: ۱۷۲)

(۲) عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما يقول حين صام رسول الله ﷺ يوم عاشوراء وأمر بصيامه قالوا: يا رسول الله إنه يوم تعظمه اليهود والنصارى فقال رسول الله ﷺ فإذا كان العام المقبل إن شاء الله صمنا اليوم التاسع قال فلم يأت العام المقبل حتى توفي رسول الله ﷺ. (مسلم: ۳۵۹/۱، رقم: ۱۱۳٤، باب أي يوم يصام في عاشوراء، كتاب الصيام)
عن عبد الله: عن النبي ﷺ قال: من وسع على عياله يوم عاشوراء لم يزل في سعة سائر سنته. (المعجم الكبير للطبراني: ۷۷/۱۰، رقم: ۱۰۰۰۷، دار إحياء التراث، شعب الإيمان: ۳۶۵/۳، رقم: ۳۷۹۲، دار الكتب العيمة بيروت)

﴿ماہ محرم کے امور ممنوعہ﴾

باقی اُمورِ حرام یہ ہیں:

ا۔ تعزیہ بنانا، جس کی وجہ سے طرح طرح کا فسق وشرک صادر ہوتا ہے۔ بعض جہلاء کا اعتقاد ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ اس میں حضرت امام حسین ﷛ رونق افروز ہیں اور اس وجہ سے اس کے آگے نذرونیاز رکھتے ہیں۔ جس کا {مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ} میں داخل ہوکر کھانا حرام ہے۔ اس کے آگے دست بستہ تعظیم سے کھڑے ہوتے ہیں، اس کی طرف پشت نہیں کرتے، اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں۔ اس کے دیکھنے کو زیارت کہتے ہیں، اور اس قسم کے واہی تباہی معاملات کرتے ہیں، جو صریح شرک ہیں۔ ان معاملات کے اعتبار سے تعزیہ اس آیت کے مضمون میں داخل ہیں۔ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ یعنی کیا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جس کو خود تراشتے ہیں۔(۱)

﴿تعزیہ کی بربادی﴾

اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ یا تو اس کی بے حد تعظیم وتکریم ہورہی تھی اور یا دفعتاً اس کو جنگل میں لے جاکر توڑ پھوڑ کر برابر کیا۔ معلوم نہیں آج وہ ایسا بے قدر کیوں ہوگیا؟ واقعی جو امر خلافِ شرع ہوتا ہے وہ عقل کے بھی خلاف ہوتا ہے۔ بعض نادان یوں کہتے ہیں کہ صاحب!

---

(۱) حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله. (سورة البقرة، رقم الآية:۱۷۳)
أتعبدون ماتنحتون. (سورة الصافات، رقم الآية:۹۵)
وأما اتخاذه ماتما لأجل قتل الحسين بن علي رضي الله عنهما كما يفعله الروافض فهو من عمل الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون أنهم يحسنون صنعا. (مجالس الأبرار، ص: ۲۵۳، بحوالہ فتاوی محمودیہ:۵/۴۸۵، میرٹھ)
لايجوز العمل بالطيرة وهي التفاؤل بالطير والتشاؤم بها. (مرقاة المفاتيح:۸/۳۹۱، باب الفال والطيرة، كتاب الطب والرقى، زكريا)

اس کو حضرت امامِ عالی مقام کے ساتھ نسبت ہوگئی اور ان کا نام لگ گیا۔ اس لیے تعظیم کے قابل ہوگیا۔

جواب اس کا یہ ہے کہ نسبت کی تعظیم ہونے میں کوئی کلام نہیں، مگر جب کہ نسبت واقعی ہی ہو، مثلاً: حضرت امام حسین ﷛ کا کوئی لباس ہویا اور کوئی ان کا تبرک ہو، ہمارے نزدیک بھی قابل تعظیم ہیں۔ اور جو نسبت اپنی طرف سے تراشی ہوئی ہو وہ ہرگز اسباب تعظیم سے نہیں، ورنہ کل کو کوئی خود امام حسین ﷛ ہونے کا دعوی کرنے لگے تو چاہیے کہ اس کی اور زیادہ تعظیم کرنے لگو، حالاں کہ بالیقین اس کو گستاخ و بے ادب قرار دے کر اس کی سخت توہین کے درپے ہوجاؤ گے، اس سے معلوم ہوا کہ نسبتِ کاذبہ سے شئے معظم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کذب کی وجہ سے زیادہ اہانت کے قابل ہوتی ہے، اس بنا پر انصاف کرو کہ یہ تعزیہ تعظیم کے قابل ہے یا اہانت کے۔(۱)

﴿تعزیہ میں گانا بجانا﴾

۲۔ معازف و مزامیر کا بجانا جس کی حرمت حدیث میں صاف صاف مذکور ہے اور

---

(۱) إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (سورة الاسراء، رقم الآية:۲۷)

قال السيوطي: المبذرين قال هم الذين ينفقون المال في غير حقه. (الدر المنثور: ۳۲۰/۴، ۳۲۱، تحت رقم الآية: ۲۷، سورة الاسراء، دار الكتب العلمية، بيروت)

عن عمر رضي الله عنه: أنه جاء إلى الحجر الأسود فقبله، فقال: "إني لأعلم أنك حجر، لا تضر ولا تنفع، ولولا أني رأيت النبي ﷺ يقبلك ما قبلتك". (بخاري: ۲۱۷/۱، رقم: ۱۵۹۷، باب ماذكر في الجر الأسود، كتاب الحج)

قال الحافظ: وفي قول عمر هذا التسليم للشارع في أمور الدين وحسن الاتباع فيما لم يكشف عن معانيها، وهو قاعدة عظيمة في اتباع النبي ﷺ فيما يفعله، ولو لم يعلم الحكمة فيه، وفيه دفع لما وقع لبعض الجهال من أن في الحجر الأسود خاصة ترجع إلى ذاته. (بذل المجهود: ۲۸۱/۷، تحت رقم الحديث: ۱۸۷۳، باب في تقبيل الحجر، كتاب المناسك، دار البشائر)

بابِ اوّل میں وہ حدیث لکھی گئی ہے اور قطعِ نظر خلافِ شرع ہونے کے عقل کے بھی تو خلاف ہے۔ معازف و مزامیر توسامانِ سرور ہیں۔ سامانِ غم میں اس کے کیا معنیٰ؟ یہ تودر پردہ خوشی منانا ہے۔ برچنیں دعویٰ الفت آفریں۔(۱)

﴿فساق وفجار کا اجتماع﴾

۳۔ مجمع فساق وفجار کا جمع ہونا، جس میں فحش واقعات ہوتے ہیں کہ ناگفتہ بہ ہیں۔(۲)

﴿نوحہ خوانی﴾

۴۔ نوحہ کرنا جس کے متعلق سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ابو سعید ﷛ سے روایت ہے کہ " لعنت فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والے اور اس کی طرف کان لگانے والے کو"۔ روایت کیا اس کو ابوداود نے۔(۳)

---

(۱) عن أبي أمامة عن النبي ﷺ قال: إن الله عز وجل بعثني رحمة وهدى للعالمين وأمرني أن امحق المزامير والكفارات يعني البرابط--إلى آخر الحديث (مسند أحمد:٥/٢٦٧، رقم:٢٢٢١٨)
استماع صوت الملاهي كضرب قضب ونحوه حرام (شامي مع الدر:٩/٥٠٤، زكريا)

(۲) عن أبي موسى رضي الله عنه قال: إنما مثل الجليس الصالح والجليس السوء كحامل المسك ونافخ الكير --إلى قوله- ونافخ الكير إما أن يحرق ثيابك وإما أن تجد ريحا خبيثة (مسلم:٢/ ٣٣، رقم:٢٦٢٨، باب استحباب مجالسة الصالحين، كتاب البر والصلاة.
وقال بن حجر: وفي الحديث النهي عن مجالسة من يتأذى بمجالسة في الدين والدنيا (فتح الباري:٤/٣٧٧، رقم:٢١٠١، شركة القدس)
وقال النووي وفيه النهي عن مجالسة أهل الشر وأهل البدع ومن يغتاب الناس أو يكثر فجره وبطالته ونحو ذلك من الأنواع المذمومة (نووي على المسلم:٢/٣٣٠، تحت رقم:٢٦٢٨)

(۳) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: لعل رسول الله ﷺ النائحة والمستمعة (أبو داود: ٢/٤٤٦، رقم:٣١٢٨، باب في النوح، كتاب الجنائز)

﴿مرثیہ خوانی﴾

۵۔ مرثیہ پڑھنا، جس کی نسبت حدیث میں صاف ممانعت آئی ہے۔ ابنِ ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔(۱)

﴿موضوع روایات بیان کرنا﴾

۶۔ اکثر موضوع روایات پڑھنا جس کی نسبت حدیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔(۲)

﴿ایام سوگ﴾

۷۔ ان ایام میں قصداً زینت ترک کرنا، جس کو "سوگ" کہتے ہیں اور حکم اس کا شریعت میں یہ ہے کہ عورت کو صرف خاوند پر چار ماہ دس دن یا وضع حمل تک واجب ہے۔ اور دوسرے عزیزوں کے مرنے پر تین دن جائز ہے، باقی حرام۔ سو اب تیرہ سو سال کے بعد یہ عمل کرنا بلاشک حرام ہے۔(۳)

---

(۱) عن ابن أبي الأوفي رضي الله عنه قال: نهى رسول الله ﷺ عن المراثي (ابن ماجه: ۱۱۴، رقم: ۱۵۹۲، باب ما جاء في بكاء الميت، كتاب الجنائز، مسند أحمد: ۳/۶۵، رقم: ۱۱۶۲۲)

(۲) عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: "من كذب علي متعمدا، فليتبوأ مقعده من النار". (مسلم: ۱/۷، رقم: ۳، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ، المقدمة)

الرابعة: يحرم رواية الحديث الموضوع على من عرف كونه موضوعا أو غلب على ظنه وضعه فمن روى حديثا علم أو ظن وضعه ولم يبين حال روايته وضعه فهو داخل في هذا الوعيد، مندرج في جملة الكاذبين على رسول الله ﷺ. (نووي على مسلم: ۱/۸، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ، المقدمة)

(۳) عن زينب بنت أبي سلمة أخبرته، قالت: دخلت على أم حبيبة زوج النبي ﷺ، فقالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، تحد على ميت فوق ثلاث إلا على زوج أربعة أشهر وعشرا". (بخاري: ۱/۱۷۱، رقم: ۱۲۸۱، باب حد المرأة على غير زوجها، كتاب الجنائز)

لكن لا يحسن ما يفعله الشيعة من إظهار الجزع والحزن الذي لعل أكثره تصنع ورياء. (البدايه والنهايه: ۸/۱۴۲، دار إحياء التراث)

﴿مخصوص رنگ کے لباس میں سوگ﴾

۸۔ کسی خاص لباس یا کسی خاص رنگ میں اظہارِ غم کرنا۔ ابنِ ماجہ میں حضرت عمران بن حصین سے ایک قصے میں منقول ہے کہ ایک جنازہ میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ غم میں چادر اُتار کر صرف کرتہ پہنے ہیں، یہ وہاں غم کی اصطلاح تھی۔ آپ ﷺ نہایت ناخوش ہوئے اور فرمایا: ”کیا جاہلیت کے کام کرتے ہو یا جاہلیت کی رسم کی مشابہت کرتے ہو؟ میرا تو یہ ارادہ ہو گیا تھا کہ تم پر ایسی بددعا کروں کہ تمہاری صورتیں مسخ ہو جاویں“۔ پس فوراً ان لوگوں نے اپنی چادریں لے لیں اور پھر کبھی ایسا نہیں کیا۔ ااس سے ثابت ہوا کہ کوئی خاص وضع وہیئت اظہارِ غم کے لیے بنانا حرام ہے۔(۱)

﴿بچوں کو امام حسین کا فقیر بنانا﴾

۹۔ بعض لوگ اپنے بچوں کو امام حسین ؓ کا فقیر بناتے ہیں اور ان سے بعض بھیک بھی منگواتے ہیں، اس میں اعتقادی فساد تو یہ ہے کہ اس عمل کو اس کی طولِ حیات میں مؤثر جانتے ہیں، یہ صریح شرک ہے، اور بھیک مانگنا بلا اضطرار حرام ہے۔(۲)

---

(۱) عن عمران بن الحصين، وأبي برزة، قالا: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة، فرأى قوما قد طرحوا أرديتهم يمشون في قمص، فقال رسول الله ﷺ: "أبفعل الجاهلية تأخذون؟ أو بصنع الجاهلية تشبهون؟ لقد هممت أن أدعو عليكم دعوة ترجعون في غير صوركم" قال: فأخذوا أرديتهم، ولم يعودوا الذلك. (ابن ماجه، ص: ۱۰۷، رقم: ۱۴۸۵، باب ما جاء في النهي عن التسلب مع الجنازة، كتاب الجنائز، المعجم الأوسط: ۵/۲۲۱، رقم: ۷۱۳۳، دار الفكر للنشر والتوزيع) وفي الزوائد هذا اسناد ضعيف فيه نقيع بن الحارث، هامش المعجم الأوسط.

(۲) من اعتقد أن شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أي شركا جليا وقال القاضي إنما سماها شركا لأنهم كانوا يرون ما يتشاءمون به سببا مؤثرا في حصول المكروه وملاحظة الأسباب في الجملة شرك خفي فكيف إذا انضم إليها جهالة وسوء اعتقاد. (مرقاة: ۹/۶-۷، الفصل الثاني، باب الفال والطيرة، أشرفيه)

﴿اہانتِ اہل بیت﴾

۱۰۔ حضرات اہلِ بیت کی اہانت بر سرِ بازار کرتے ہیں۔ اگر ایامِ غدر کے واقعات جس میں کسی خاندان کی عورتوں کا ہتک ہوا ہو، اس طرح علی الاعلان گائے جاویں تو اس خاندان کے مردوں کو کس قدر غیظ و غضب آئے گا۔ پھر سخت افسوس ہے کہ حضرات اہلِ بیت کے حالات اعلان کرنے میں غیرت بھی نہ آئے اور اس طرح کے بہت سے اُمورِ قبیحہ ہیں جو ان دنوں میں کیے جاتے ہیں، ان کا اختیار کرنا اور ایسے مجمع میں جانا سب حرام ہے۔ اور یہی تمام تر فضیحتیں پھر چہلم کو دہرائی جاتی ہیں۔ اور بعض امور فی نفسہٖ مباح تھے، مگر بوجہ فسادِ عقیدہ یا عمل کے وہ بھی ممنوع ہوگئے (۱)

﴿محرم کا کھچڑا﴾

کھچڑا اور کچھ کھانا پکانا اور احباب یا مساکین کو دینا اور اس کا ثواب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بخش دینا، اس کی اصل وہی حدیث ہے کہ جو شخص اس دن میں اپنے اہل و عیال پر وسعت دے، اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس پر وسعت فرماتے ہیں۔ وسعت کی یہ بھی ایک صورت ہوسکتی ہے کہ بہت سے کھانے پکائے جاویں، خواہ جدا جدا یا ملا کر۔ کھچڑے میں کئی جنس

==عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: "من سأل الناس أموالهم تكثرا، فإنما يسأل جمرا فليستقل أو ليستكثر". (مسلم: ۱/۳۳۳، رقم: ۱۴۱، باب النهي عن المسألة، كتاب الزكاة)

(۱) عن أبي بكر رضي الله عنهم، قال: "ارقبوا محمدا ﷺ في أهل بيته". بخاري: ۱/۵۲۶، رقم: ۳۷۱۳، باب: مناقب قرابة رسول الله ﷺ، فضائل أصحاب النبي.

قال بن حجر تحت روايته: يخاطب بذلك الناس ويوصيهم به.... احفظوه فيهم فلا تؤذوهم ولا تسيئوا إليهم. (فتح الباري: ۷/۹۲، تحت رقم: ۳۷۱۳، شركة القدس)

ان بغضهم أو كرههم معصية تؤدي بأصحابها إلى النار. (الموسوعة الفقهية: ۳۶/۱۹۰، كويت)

الوسيلة إلى الحرام حرام. (بدائع: ۴/۲۹۱، كتاب الاستحسان، زكريا)

مختلف ہوتی ہیں، اس لیے وہ اس وسعت میں داخل ہو سکتا تھا۔

چنانچہ درّ مختار میں ہے: وَلَا بَأْسَ بِالْمُعْتَادِ خَلَطًا وَيُؤْجَرُ۔ جب اہل وعیال کو دیا، کچھ غریب غرباء کو بھی دے دیا۔ حضرت امامین کو بھی ثواب بخش دیا۔ مگرچوں کہ لوگوں نے اس میں طرح طرح کی رسوم کی پابندی کرلی ہے، گویا خود اس کو ایک تہوار قرار دے دیا ہے، اس لیے رسم کے طور پر کرنے سے ممانعت کی جائے گی۔ بلا پابندی اگر اس روز کچھ فراخی خرچ میں، کھانے پینے میں کردے تو مضایقہ نہیں۔(۱)

محرم کا شربت

۲۔ شربت پلانا یہ بھی اپنی ذات میں مباح تھا، کیوں کہ جب پانی پلانے میں ثواب ہے تو شربت پلانے میں کیا حرج تھا، مگر وہی رسم کی پابندی اس میں بھی ہے۔ اور اس کے علاوہ اس میں اہلِ رِفض کے ساتھ تشبُّہ بھی ہے، اس لیے یہ بھی قابلِ ترک ہے۔ تیسرے اس میں ایک مضمر خرابی یہ ہے کہ شربت اس مناسبت سے تجویز کیا گیا ہے کہ حضرات شہدائے

---

(۱) عن عبد الله : عن النبي ﷺ قال : من وسع على عياله يوم عاشوراء لم يزل في سعة سائر سنته. (المعجم الكبير للطبراني: ۷۷/۱۰، رقم: ۱۰۰۰۷، دار احياء التراث العربي، شعب الايمان: ۳۶۵/۳، رقم: ۳۷۹۲، دار الكتب العليمة، بيروت)

لابأس بالمعتاد خلطا ويؤجر وتحته في الشامية: أنه لايقتصر فيه على التوسعة بنوع واحد بل يعمها في المآكل والملابس وغيره ذلك. (درمختار مع الشامي: ۶۱۵/۹، باب الاستبراء، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

وقد عاكس الرافضة والشيعة يوم عاشوراء النواصب من أهل الشام، فكانوا إلى يوم عاشوراء يطبخون الحبوب ويغتسلون ويتطيبون ويلبسون أفخر ثيابهم ويتخذون ذلك اليوم عيدا يصنعون فيه أنواع الأطعمة، ويظهرون السرور والفرح، يريدون بذلك عناد الروافض ومعاكستهم. (البدايه والنهايه: ۱۴۱/۸، دار إحياء التراث، بيروت)

والضابط أن كل مافعلته لداعي الحق فهو العمل الحق، وكل ماعملته لغير الله فحلالها حساب و حرامها عذاب. (مفاتيح الغيب للرازي: ۷/۴، سورة البقرة تحت رقم الآية: ۱۱۲، أشرفيه)

کربلا پیاسے شہید ہوئے تھے۔ اور شربت مسکّن عطش ہے، اس لیے اس کو تجویز کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عقیدہ میں شربت پہنچتا ہے جس کا باطل اور خلافِ قرآنِ مجید ہونا فصلِ دوم میں مذکور ہوچکا ہے۔ اور اگر پلانے کا ثواب پہنچتا تو ثواب سب یکساں ہے۔ کیا صرف شربت دینے کو ثواب میں تسکینِ عطش کا خاصہ ہے؟ پھر یہ بھی اس سے لازم آتا ہے کہ ان کے زعم میں اب تک شہدائے کربلا نعوذ باللہ پیاسے ہیں، یہ کس قدر بے ادبی ہے، ان مفاسد کی وجہ سے اس سے بھی احتیاط لازم ہے۔(۱)

﴿حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصہ بیان کرنا﴾

۳۔ شہادت کا قصہ بھی بیان کرنا، یہ بھی فی نفسہٖ روایات کا ذکر کردینا ہے، اگر صحیح ہوں تو روایات کا بیان کردینا فی ذاتہٖ جائز ہے، مگر اس میں یہ خرابیاں عارض ہوگئیں:

۱۔ مقصود اس بیان سے ہیجان اور جلبِ غم اور گریہ وزاری کا ہوتا ہے۔ اس میں مقابلہ شریعت مطہرہ کا ہے، کیوں کہ شریعت میں ترغیبِ صبر مقصود ہوتا ہے اور تعزیت سے یہی مقصود ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ مزاحمت شریعت کی سخت معصیت اور حرام ہے۔

اس لیے گریہ وزاری کو بھی قصداً یاد کرکے لانا جائز نہیں، البتہ غلبۂ غم سے اگر آنسو

---

(۱) عن سعد بن عبادة قال: قلت: يا رسول الله، أي الصدقة أفضل؟ قال: سقي الماء. (ابن ماجه، ص:۲٦۱، رقم:۳٦۸٤، باب فضل صدقة الماء، كتاب الأدب)

وقال بن حجر سقي المسلم أعظم أجرا. (فتح الباري: ٥/٥٠، تحت رقم: ۲۳٦۳، باب فضل سقي الماء، باب في الشرب، شركة القدس)

كل مباح يؤدي أليه (إلى السنية أو الوجوب) فمكروه. (شامي: ۲/ ٥۹۸، مطلب في سجدة الشكر، كتاب الصلاة، زكريا)

من اعتقد أن شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أي شركا جليا. (مرقاة المفاتيح: ۹/٦، أشرفيه)

آجائیں تو اس میں گناہ نہیں۔(۱)

﴿محفلِ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے لوگوں کو بلانا﴾

۲۔لوگوں کو اس لیے بلایا جاتا ہے اور ایسے اُمور کے لیے تداعی واہتمام خود ممنوع ہے۔

۳۔اس میں مناسبت اہلِ رفض کے ساتھ بھی ہے، اس لیے ایسی مجلس کا منعقد کرنا اور اس میں شرکت کرنا سب ممنوع ہے۔ چنانچہ مطالب المؤمنین میں صاف منع لکھا ہے اور قواعدِ شرعیہ بھی اس کے شاہد ہیں۔ اور یہ تو اس مجلس کا ذکر ہے جس میں کوئی مضمون خلاف نہ ہو، اور نہ وہاں نوحہ وماتم ہو اور جس میں مضامین بھی غلط ہوں یا بزرگوں کی توہین ہو یا نوحہ حرام ہو، جیسا کہ غالب اس وقت میں ایسا ہی ہے تو اس کا حرام ہونا ظاہر ہے۔

اور اس سے بدتر خود شیعہ کی مجالس میں جاکر شریک ہونا بیان سننے کے لیے یا ایک پیالہ

---

(۱) التذكير على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الأنبياء والمرسلين.. .القصص المكروه أن يحدثهم بما ليس له أصل معروف أو يعظهم بما لا يتعظ به أو يزيد وينقص يعني في أصله، وفي الشاميه: يعني في أصله أي بأن يزيد على أصل الكلام أشياء من عنده غير ثابتة أو ينقص ما يخرج المنقول الثابت عن معناه. (الدر المختار مع الشامي: ۹/ ۶۰۵، باب الاسبراء وغيره، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

عن عبد الله : عن النبي ﷺ قال من عزى مصابا فله مثل أجره. (ترمذي: ۱/ ۲۰۵، رقم: ۱۰۷۳، باب ماجاء في أجر من عزّى مصابا، أبواب الجنائز)

عن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ،ليس منا من ضرب الخدود أو شق الجيوب أو دعا بدعوى الجاهلية. (بخاري: ۱/ ۱۷۲، رقم: ۱۲۹٤، باب ليس من شق الجيوب، كتاب الجنائز)

لأن القول والعمل لا تقبل مالم توافق السنة. (ارشاد الطالبين. ص: ۲۸)

عن أسامة بن زيد رضي الله عنه قال: أرسلت ابنة النبي ﷺ إليه إن ابنا لي قبض، ... ففاضت عيناه، فقال سعد: يارسول الله، ما هذا؟ فقال: "هذه رحمة جعلها الله في قلوب عباده، وإنما يرحم الله من عباده الرحماء" (بخاري: ۱/ ۱۷۱، رقم: ۱۲۸٤، باب قول النبي ﷺ يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه، كتاب الجنائز)

وقال بن حجر تحت روايته: وفيه جواز البكاء من غير نوح وغيره. (فتح الباري: ۳/ ۱۸۳، تحت رقم: ۱۲۸٤)

فریق اور دونان کے لیے۔(۱)

﴿فصلِ چہارم﴾

من جملہ ان رسوم کے وہ رسوم ہیں جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں۔

﴿تجہیز وتکفین دیر سے کرنا﴾

اوّل: تجہیز وتکفین یا نماز میں اس وجہ سے دیر کرتے ہیں کہ فلاں عزیز شریک ہوجاوے، یا جمعہ میں زیادہ مجمع ہوگا، وہاں نماز ہونا زیادہ اچھا ہے، سو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ بالکل شریعت کے خلاف ہے۔ حدیث میں صاف حکم ہے کہ جنازہ میں ہرگز دیر مت کرو۔ فقہاء نے بعض وقتی نمازوں سے اس کو مقدم لکھا ہے اور اگر رونے پیٹنے میں دیر لگائی جاوے تو وہ اور بھی زیادہ برا ہے۔(۲)

---

(۱) وكل ماأدى إلى مالايجوز لايجوز. (شامي:۹/۵۱۹، زكريا)

من أصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (مرقاة المفاتيح:۲/۳۵۳، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، أشرفيه)

لا يحسن ما يفعله الشيعة من إظهار الجزع والحزن الذي لعل أكثره تصنع ورياء. (البداية والنهاية:۸/۲۰۳، مكتبة المعارف)

وقال النووي وفي الحديث: النهي عن مجالسة أهل الشر واهل البدع ومن يغتاب الناس او يكثر فجره وبطالته ونحو ذلك من الانواع المذمومة. (نووي على المسلم:۲/۳۳۰، تحت رقم:۲۶۲۸)

(۲) عن علي بن أبي طالب: أن النبي ﷺ قال له يا علي ثلاث لا تؤخرها الصلاة إذا آنت والجنازة إذا حضرت والأيم إذا وجدت لها كفؤا. (ترمذي:۱/۴۳، رقم:۱۷۱، باب الوقت الأول من الفضل، أبواب الصلاة)

وكره تاخير صلاته ودفنه ليصلي عليه جمع عظيم بعد صلاة الجمعة. (درمختار مع الشامي:۳/۱۳۶، مطلب في حمل الميت، كتاب الصلاة، زكريا) وكذا في الطحطاوي، ص: ۶۴، دار الكتاب، كبيري:۲/۵۲۳، فصل في الجنائز، أشرفيه جديد)

﴿میت کے ساتھ کچھ اجناس وغیرہ لے کر جانا﴾

دوم: بعض لوگ جنازہ کے ساتھ کچھ اناج اور پیسے وغیرہ لے جاتے ہیں اور اس کو وہاں خیرات کر دیتے ہیں، سو چوں کہ یہ فعل بالیقین ناموری کے واسطے کیا جاتا ہے، اس لیے خلافِ شرع ہے اور اکثر اس میں غیر مستحقین زیادہ جمع ہو جاتے ہیں، اس لیے اولیٰ یہ ہے کہ جو کچھ دینا ہو اپنے گھر پر خفیہ مستحقین کو سوچ سمجھ کر دیں اور وہ بھی مشترک ترکہ سے نہ ہو، جیسا کہ آئندہ آتا ہے۔(۱)

﴿مشترکہ ترکہ میں تصرف﴾

سوم: اکثر کفن کے ساتھ جانماز اور اوپر کے ڈالنے کی چادر بھی ترکۂ میّت سے خریدی جاتی ہے۔ سو چوں کہ یہ دونوں چیزیں کفنِ مسنون سے خارج ہیں، اس لیے ترکہ میں سے جو کہ سب وُرثاء میں مشترک ہے اور ممکن ہے کہ ان میں بعض نابالغ رہے ہوں یا بعض یہاں حاضر نہ ہوں، ان کا خریدنا ان کے مال میں ناجائز تصرف کرنا ہے۔ اوّل تو ان چیزوں کی حاجت نہیں، بلکہ اس کی پابندی التزامِ مالایلزم ہے۔ اور اگر بلا پابندی کسی مصلحت سے اس کو رکھا جاوے، تو کوئی شخص بالغ خاص اپنے مال سے خریدے تو مضائقہ نہیں۔ البتہ عورتوں کے

---

(۱) عن جندب رضي الله عنه قال النبي صلى الله عليه وسلم: من سمّع سمع الله به ومن يرائي يرائي الله به. (صحيح البخاري: ۲/۹٦۲، رقم: ٦٤٩٩، باب الرياء والسمعة، الرقاق)

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر، إلخ. (شامي: ۳/۱٤۸، مطلب في كراهية الضيافة من أهل الميت، باب صلاة الجنائز، زكريا)

وإن اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا وأطال ذلك في المعراج. (شامي: ۳/۱٤۸، زكريا)

وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء. (شامي: ۳/۱٤۸، زكريا)

لا يجوز التصرف في مال غيره بلا أذنه ولا ولايته. (درمختار مع الشامي: ۹/۲۹۱، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير، كتاب الغصب، زكريا)

جنازہ پر پردہ کے لیے ضروری ہے، اس وجہ سے ترکہ سے خریدنا بھی جائز ہے۔(۱)

﴿مردوں کے کپڑوں کا شرعی حکم﴾

چہارم: رسم ہے کہ مُردہ کے مرتے ہی اس کے کپڑے للّٰہ نکال کر حاجت مندوں کو دیتے ہیں۔ اس میں بھی وہی خرابی ہے جو امرِ سوم میں ذکر کی گئی ہے۔ تاوقتیکہ ترکہ تقسیم نہ ہوجاوے، ہرگز ہرگز اس میں ایسے تصرفات نہ کریں، یا البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور وہاں موجود ہوں اور بہ طیبِ خاطر سب متفق ہوکر دے دیں، تو تقسیم کی حاجت نہیں، بلا تقسیم بھی جائز ہوگا۔(۲)

---

(۱) لايجوز التصرف في مال غيره بلا أذنه ولا ولايته. (درمختار مع الشامي: ۲۹۱/۹، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير، كتاب الغصب، زكريا)

عن بن السائب بن يزيد، أنه سمع رسول الله ﷺ، يقول: "لا يأخذن أحدكم متاع أخيه لاعبا، ولا جادا". (أبو داود: ۶۸۳/۲، رقم: ۵۰۰۳، باب من يأخذ الشيئ على المزاح، ألادب)

وتكره المغالاة في الكفن يعني زيادة على كفن المثل. (شامي: ۳/ ۹۶، باب صلاة الجنائز، زكريا)

وليس للأم التصرف في مال أطفالها. (شرح المجله: ۵۴۶/۱، رقم المادة: ۹۷۴، اتحاد)

وقيل هذا إذا لم يكن في الورثة صغار. (شامي: ۹۶/۳، مطلب في الكفن، باب الجنازة، زكريا، تاتارخانيه: ۲۷/۳، رقم: ۳۶۵۰)

إن اسرف في العدد ضمن الزيادة وإن اسرف في القيمة ضمن الكل. (تاتارخانيه: ۲۷/۳، رقم: ۳۶۴۹، زكريا جديد)

يكره أن يجعل على اللحود رفوف خشب، لأن في ذلك اضاعة المال بلا فائدة ولكن مع هذا لو فعل لا بأس به رخاوة الأراضي في ديارنا. (تاتارخانيه: ۸۹/۳، رقم: ۳۷۹۰، زكريا جديد)

(۲) ولا يجوز لأحدهما أن يتصرف في نصيب الآخر إلا بأمره وكل واحد منهما كالأجنبي في نصيب صاحبه. (هنديه: ۳۰۱/۲، زكريا قديم، هدايه: ۶۲۴/۲، أشرفيه)

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بغير إذنه. (قواعد الفقه: ۱۱۰، أشرفيه)

وكل ماجاز باجازة الوارث يتملكه المجاز له. (هدايه: ۶۳۹/۴، في صفة الوصية، الموسوعة االكويتية: ۲۵۹/۴۳)

﴿تیجے کی رسومات﴾

پنجم: اکثر تیسرے روز مُردہ کے مکان پر یا اس کے محلہ کی مسجد میں برادری کے لوگ اور مساکین وغیرہ جمع ہو کر قرآنِ مجید اور کلمۂ طیبہ ختم کر کے مردے کو بخشتے ہیں اور کہیں کھانا اور کہیں نقد اور کہیں نخود بریاں(۱) پڑھنے والوں کو تقسیم ہوتے ہیں اور جلسہ برخاست ہونے کے قبل جس جس کا دل چاہے کچھ متفرق رکوع میں کچھ معیّن سورتیں باآواز بلند پڑھ کر جس کو "پنج آیت" کہتے ہیں دعا کر کے ختم کر دیتے ہیں۔ یہ عمل بظاہر تو بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے، مگر اس کی اندرونی حالت دیکھنے کے قابل ہے۔

تجربہ و مشاہدہ سے یہ امر درجۂ یقین کو پہنچ گیا ہے کہ دوست، آشنا اور برادری کے لوگ تو محض رفعِ شکایت کی غرض سے آتے ہیں۔ ایصالِ ثواب ہرگز مقصود نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی عزیز اپنے گھر بیٹھ کر پورا قرآن ختم کر کے بخش دے تو اہلِ میّت ہرگز راضی نہ ہوں اور شکایت ان کی رفع نہ ہو اور یہاں حاضر ہو کر یوں ہی تھوڑی دیر بیٹھ کر اور کوئی بہانہ حیلہ کر کے چلا جاوے تو شکایت سے بچ جاوے گا۔ اور بار بار بیان ہو چکا ہے کہ جو عمل ایسے فاسد اغراض سے ہوتا ہے اس کا کچھ ثواب نہیں ملتا۔ جب اس کو ثواب نہ ملا مُردے کو کیا دے گا۔ رہ گئے مساکین، ان کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہاں جا کر صرف پڑھنا پڑے گا، ملے ملاوے گا کچھ نہیں، تو ہرگز ایک بھی نہ آئے، سو ان کا آنا محض اس توقع سے ہوتا ہے کہ کچھ ملے گا۔ جب ان کو عوضِ دنیوی مقصود ہو گیا ان کا پڑھنا بھی خالصاً للہ نہ رہا، اس لیے اس کا ثواب بھی نہ ملے گا، پھر مُردہ کو کیا بخشے گا؟

غرض یہ ساری مشقت اور سامان سب رائیگاں ہے، بلکہ قرآن خوانی کو جو ان لوگوں نے

---

(۱) نخود بریاں: بھنا ہوا چنا۔ (فیروز اللغات: ۱۳۵۴)

ذریعہ جاہ ومال کا بنایا اس کا گناہ سر پر الگ رہا۔ اور جس طرح قرآن کا عوض لینا جائز نہیں اسی طرح دینا بھی جائز نہیں، اس بنا پر یہ نخود وطعام تقسیم کرنے والا بھی اس الزام سے بری نہ رہا اور التزام وتعیّن کی کراہت ان سب کے علاوہ ہے۔ اور بعض موقعوں پر پھول وغیرہ بھی تقسیم ہوتے ہیں، یہ صاف تشبّہ بالکفار ہے، اسی طرح "پنج آیت" میں بھی ہر شخص اپنی قرأت کا اظہار کرتا ہے، اور ریا کا معصیت ہونا ظاہر ہے، پھر وہی التزام اور تعیین کا قصہ اس میں بھی ہے۔ (۱)

﴿ایصال ثواب کی خاطر مروج تقسیم طعام﴾

ششم: اکثر جگہ دستور ہے کہ کچھ معیّن تاریخوں میں یا ان کے قریب قریب آگے پیچھے کچھ کھانا پکا کر برادری میں تقسیم ہوتا ہے اور کچھ مساکین کو کھلاتے ہیں اور اس کا ثواب مُردے کو بخشتے ہیں، اس میں بھی وہی قصہ رِیا وتفاخر کا ہے یقین اور اتباعِ رسم کی وجہ سے اس کی ایسی پابندی ہے کہ بعض اوقات قرض لے کر کرتے ہیں اور اگر کوئی ان سے کہے کہ جتنے دام اس میں صَرف کرتے ہیں وہ دام خفیہ طور پر دے دو، تو یہ ہرگز گوارا نہ ہو اور یہی خیال کریں کہ واہ!

(۱) عن جرير بن عبد الله البجلي، قال: "كنا نرى الاجتماع إلى أهل الميت وصنعة الطعام من النياحة". (ابن ماجه: ۱۱٦، رقم: ۱٦۱۲، كتاب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن الاجتماع إلى أهل الميت، صنعة الطعام)

ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع والأعيان ونقل الطعام إلى القبر في المواسم، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص. (بزازيه: ۱/۵٤، زكريا جديد، شامي: ۳/۱٤۸، مطلب في كراهة الضيافة إلخ)

إن من أصر على أمر مندوب وجعل عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (مرقاة المفاتيح: ۲/۳۵۳، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، أشرفيه)

بل الضرر صار في الاستيجار عليه حيث صار القرآن مكسبا وحرفة يتجر بها وصار القاري منهم لا يقرأ شيئاً لوجه الله تعالى خالصا بل لا يقرأ إلا للأجرة وهو الرياء المحض الذي هو إرادة العمل لغير الله تعالى فمن أين يحصل له الثواب الذي طلب المستأجر أن يهديه لميته... ولو علم أنه لا ثواب له لم يدفع له فلسا واحدا، إلخ. (رسم المفتي مع شرحه: ٦٦، ٦٧، زكريا)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز، لا يجوز. (شامي: ۹/۵۱۹، زكريا)

اس قدر خرچ بھی کیا اور کسی کو اطلاع بھی نہ ہوئی۔ اور اکثر ترکۂ مشترکہ میں سے یہ رسوم ادا کی جاتی ہے جس کا ممنوع ہونا ابھی بیان ہو چکا ہے، اس کے علاوہ اس میں برادری کا کیا حق ہے۔ غیر مستحقین کو دینا یہ بھی اضاعتِ مال ہے جس کی ممانعت حدیث و قرآن میں موجود ہے۔ اس قدر مفاسد اس تقسیمِ طعام میں مجتمع ہیں، اس لیے یہ بھی واجب الترک ہے۔(۱)

﴿مشروع ایصال ثواب﴾

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پھر ایصالِ ثواب کس طرح کریں؟ جواب یہ ہے کہ جس طرح سلفِ صالحین کرتے تھے، بلا تقیید و تخصیص اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی

---

(۱) ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الإخلاص. (شامي:۳/۱۴۸، مطلب في كراهية الضيافة من أهل الميت، زكريا)

وقال المحدث السهارنفوري: وإنما كره ذلك مما فيه من الرياء والمباهاة. (بذل المجهود: ۱۱/۴۸۲، تحت رقم۳۷۵٤، دار البشائر)

إن من أصر على أمر مندوب وجعل عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. (مرقاة المفاتيح:۲/۳۵۳، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، أشرفيه)

لايجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته. (درمختار مع الشامي: ۹/۲۹۱، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير، كتاب الغصب، زكريا)

عن المغيرة بن شعبة، عن النبي ﷺ قال: "إن الله حرم عليكم عقوق الأمهات، ومنعاوهات، ووأد البنات، وكره لكم: قيل وقال، وكثرة السؤال، وإضاعة المال". (بخاري:۲/۸۸۴، رقم:۵۹۷۵، باب عقوق الوالدين من الكبائر، كتاب الأدب)

وقال النووي تحت روايته: وأما إضاعة المال فهو صرفه في غير وجوهه الشرعية وتعريضه للتلف وسبب النهي أنه إفساد والله لا يحب المفسدين ولأنه إذا أضاع ماله تعرض لما في أيدي الناس. (نووي على المسلم: ۲/۷۶، تحت رقم: ۱۷۱۵، باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة، كتاب الأقضية)

ويأثم معطيه إن علم بحاله لإعانته على المحرّم. (در مختار مع الشامي:۳/۳۰۶، باب المصرف، كتاب الزكاة، زكريا)

الوسيلة إلى الحرام حرام. (بدائع:٤/۲۹۱، كتاب الاستحسان، زكريا)

خفیہ مدد کریں اور جو کچھ توفیق ہو بطورِ خود قرآن وغیرہ ختم کرکے اس کو پہنچا دیں یا قبرستان میں قبلِ دفن جو فضول خرافات میں وقت گزار دیتے ہیں، اس وقت کچھ کلمہ کلام ہی پڑھتے رہا کریں، بلکہ یہ وقت مُردہ کی زیادہ دست گیری کے قابل ہے۔

اور حدیث میں بھی ہے کہ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کرکے کچھ تسبیح وغیرہ پڑھیں، جس سے ان کو ضیقِ قبر سے نجات ہوئی۔

غرض ایصالِ ثواب سے کوئی منع نہیں کرتا، البتہ منکرات ومکروہات سے منع کرتے ہیں جن سے ثواب بھی نصیب نہیں ہوتا اور مال بھی برباد ہوتا ہے۔(۱)

﴿میت کے گھر میں عورتوں کا اجتماع﴾

ہفتم: میّت کے گھر عورتیں کئی کئی بار جمع ہوتی ہیں اور وہاں پان چھالیہ اور کھانا کھاتی ہیں۔ اس میں کئی امر مکروہ جمع ہیں: اوّل تو کئی کئی بار تعزیت کرنا جس کو ''دُرِّ مختار'' میں تصریحًا ممنوع لکھا ہے۔ اور عقل میں بھی تو یہ بات آتی ہے، کہ بار بار غم کا یاد دلانا ایک نامعقول حرکت

---

(۱) من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة، كذا في البدائع، وقبيله: ويقرأ من القرآن ما تيسر له... ثم يقول اللهم أوصل ثواب ما قرأناه إلى فلان أو إليهم. (شامي: ۳/۱۵۱-۱۵۲، مطلب في القراءة للميت وإهداء ثوابها له، باب صلاة الجنازة، زكريا)

ويكره.. كل مالم يعهد من السنة، والمعهود منها ليس إلا زيارتها والدعاء عندها قائما. (شامي: ۳/۱۵۴، باب صلاة الجنازة، زكريا)

عن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال: كان النبي ﷺ إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه، فقال: استغفروا لأخيكم، وسلوا له بالتثبيت، فإنه الآن يسأل (أبو داود: ۲/رقم: ۳۲۲۱، باب الاستغفار عند القبر للميت، كتاب الجنائز)

عن جابر بن عبد الله، قال: لما دفن سعد، ونحن مع رسول الله ﷺ، سبح رسول الله ﷺ فسبح الناس معه طويلا، ثم كبر فكبر الناس، ثم قالوا: يارسول الله مم سبحت؟ قال: لقد تضايق على هذا الرجل الصالح قبره حتى فرجه الله عنه. (مسند أحمد: ۳/۳۷۷، رقم: ۱۵۰۲۹، ۱۴۸۷۳، مسند جابر)

ہے۔ تعزیت کی غرض تو یہ ہے کہ یاد شدہ غم کو بھلا دیا جائے، نہ یہ کہ بھولے ہوئے غم کو یاد دلایا جائے۔ پھر یہ کہ جو تعزیت کے معنی ہیں کہ اہلِ میت کو تسلی دیں کہ ان کو صبر کی فہمائش کریں، اس کا تو کہیں پتا بھی نہیں ہوتا۔ بعض تو اس قصہ کو زبان تک نہیں لاتیں، آکر مجمع میں بیٹھ گئیں، تو غیبتیں شکایتیں جہان بھر کی شروع ہو جاتی ہیں، ذرا کوئی پوچھے کہ تمہاری تشریف آوری سے کیا فائدہ ہوا۔ بس ایک الزام اتارنا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ اور بعض جو دردمند ہیں، وہ عقل مند بجائے اس کے کہ صبر دلاتیں الٹا صاحبِ خانہ کے گلے لگ کر رونا پیٹنا شروع کر دیتی ہیں، اس میں بڑی محبت ظاہر ہوتی ہے۔

استغفر اللہ! نوحہ اور چلاّنے کا جو گناہ ہے وہ الگ رہا، خود عقل کے بھی تو خلاف ہے۔ ہمدردی کے معنی تو یہ ہیں کہ اہلِ میت کے دل کو تھاما جاوے، نہ کہ اور زیادہ برانگیختہ کیا جاوے، تو غرض یہ بھی تعزیت نہ ہوئی تو عورتوں کا آنا محض بے کار ٹھہرا اور ان کے جمع ہونے میں اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں، جو تجربہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ اور بابِ دوم میں کسی قدر اس جمعیت نامبارک کا بیان بھی ہو چکا ہے۔(۱)

جبراً مہمانداری کروانا

دوسرے میت کے گھر آکر اپنی مہمان داری کرانا، ان سے پان چھالیہ لینا یا کھانا لینا خود ایک امرِ مذموم ہے، چنانچہ کتبِ فقہ میں تصریح موجود ہے، البتہ جو دور کا مہمان ہو اور تعزیت کے لیے آیا، اس کے لیے جائز ہے، چنانچہ "دُرِّ مختار" میں کتاب الوصیہ میں مذکور ہے۔

---

(۱) وبتعزية أهله وترغيبهم في الصبر.... وتكره بعدها إلا لغائب، وتكره التعزية ثانيا (درمختار)
وفي الشامية: (وتكره بعدها) لأنها تجدد الحزن... لاينبغي لمن عزّى مرّة بعد أن يعزي مرة أخرى (درمختار مع الشامي: ۳/۱۴۶-۱۴۷، باب صلاة الجنائز، كتاب الصلاة، زكريا)
ولستحب التعزية للرجال والنساء اللآتي لايفتن (شامي: ۳/۱۴۷، زكريا)
ولا يغتب بعضكم بعضا (سورة الحجرات، رقم الآية: ۱۲)

غرض یہ کہ اہلِ میّت پر اس قسم کا بار ڈالنا اور ان کو تکلیف پہنچانا بالکل خلافِ شرع اور نہایت ہی بے دردی کی دلیل ہے، ہمارے اطراف میں ایسا برادستور ہے کہ مدتوں میّت کے گھر گاڑیوں کی چڑھائی رہتی ہے۔ گھر والا گھاس دانہ دیتے دیتے اور ان مہمانوں کی خاطر داری کرتے کرتے تنگ ہو جاتا ہے۔ حدیث میں بالتصریح میزبان کو تنگ کرنے کی حرمت وارد ہے۔(۱)

﴿انقضاء عدت کے وقت جمع ہونا﴾

اور غضب در غضب یہ ہے کہ بیوہ عورت کو ایک بار تو شوہر کی موت پر اس طرح تنگ کیا تھا کہ ابھی وہ اس بار سے ہلکی نہ ہونے پائی تھی کہ انقضائے عدّت کے وقت پھر وہی فوج کشی ہوتی ہے، گویا عدّت کوئی تنگ کوٹھری ہے کہ اس میں سے نکالنے کے واسطے مجمعِ عظیم کی ضرورت ہے کہ کوئی ہاتھ پکڑے گا، کوئی پاؤں پکڑے گا اور سب مل کر اس سے نکالیں گے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔(۲)

---

(۱) وفيها عن أبي جعفر: أوصى باتخاذ الطعام بعد موته ويطعم الذين يحضرون التعزية جاز من الثلاث ويحل لمن طال مقامه ومسافته لا لمن لم يطل. (درمختار مع الشامي: ۱۰/۳۶۰، كتاب الوصايا، زكريا)
عن أبي شريح الكعبي: أن رسول الله ﷺ قال: "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه، جائزته يوم وليلة، والضيافة ثلاثة أيام، فما بعد ذلك فهو صدقة، ولا يحل له أن يثوي عنده حتى يحرجه". (بخاري: ۲/۹۰۶، رقم: ۶۱۳۵، باب اكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه، كتاب الأدب)
وقال بن حجر تحت روايته: فالأولى أن يقول لئلا يؤذيه فيوقعه في الاثم بعد أن كان ماجورا. (فتح الباري: ۱۰/۶۱۵، رقم: ۶۱۳۵، شركة القدس)
وتكره الضيافة من أهل الميت لأنها شرعت في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة. (طحطاوي على المراقي، ص: ۶۱۷، دار الكتاب ديوبند)

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ: "لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه". (شعب الإيمان: ۴/ ۳۸۷، رقم: ۵۴۹۲، باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة، دار الكتب العلمية، بيروت، مسند أحمد: ۵/۷۲، رقم: ۲۰۹۷۱)
عن عائشة أن رسول الله ﷺ قال من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (بخاري: ۱/۳۷۱، رقم: ۲۶۹۷)

﴿ترکۂ میت سے مہمان نوازی کرنا﴾

تیسرے یہ خرابی ہے کہ ان تمام نزدیک ودور کے مہمانوں کا خرچ گھر والا ترکۂ مشترکہ میں سے لٹاتا ہے، یہ بھی صریح ظلم اور حق تلفی دوسرے وُرثاء کی ہے، جس کو مہمان داری کرنا ہو اپنے حصہ میں سے کرے۔ دوسروں کے مال میں تصرف کرنا بلا اذن معتبرِ شرعی بالکل حرام ہے۔ اور یہ عذر کرنا کہ میرا حصہ ان مصارف کے لیے کافی نہیں، بالکل لچربات ہے۔ اگر یہ سب حصے بھی کافی نہ ہوں توکیا پڑوسیوں کی چوری بھی حلال ہوجاوے گی۔(۱)

﴿قریب اور دور والوں کے لیے تعزیت کا طریقہ﴾

غرض یہ قافلہ مہمانوں کا اس گناہ کا بھی باعث ہوتا ہے، اس لیے یہ مناسب ہے کہ جو مرد عورت پاس کے ہیں وہ کھڑے کھڑے آویں اور تعزیت کرکے چلے جاویں، پھر دوبارہ آنے کی ضرورت نہیں، نہ کوئی تاریخ معین کرنے کی حاجت، جب جس کو فرصت ملے ہوجایا کرے، اور جو دور کے ہیں اگر سمجھیں کہ بدون ہمارے گئے ہوئے اہلِ مصیبت کو ہرگز صبر نہ آئے گا، تواس مصلحت اور ضرورت سے آویں تومضایقہ نہیں، ورنہ خط سے تعزیت اداکریں کہ یہ بھی سنت ہے۔ رسولِ مقبول ﷺ نے توحضرت معاذبن جبل رضی اللہ عنہ کوان کے بیٹے کے مرنے میں خط ہی سے تعزیت فرمائی تھی۔(۲)

---

(۱) لايجوز التصرف في مال غيره بلا اذنه ولا ولايته. (درمختار مع الشامي: ۹/۲۹۱، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير، كتاب الغصب، زكريا)

ولا يجوز لأحدهما أن يتصرف في نصيب الآخر إلا بأمره وكل واحد منهما كالأجنبي في نصيب صاحبه. (هنديه: ۲/۳۰۱، زكريا قديم، هدايه: ۲/۶۲۴، أشرفيه)

(۲) ويستحب التعزية للرجال والنساء اللآتي لايفتن. (شامي: ۳/۱۴۷، قبيل مطلب في الثواب على المصيبة، زكريا)

وتكره بعدها إلا لغائب وتكره التعزية ثانيا. (درمختار) وفي الشامية: وتكره بعدها: لأنها تجدد

﴿اعزاء کی جانب سے اہل میت کی ضیافت﴾

ہشتم: دستور ہے کہ اہلِ میّت کے لیے اوّل روز کسی عزیز قریب کے گھر سے کھانا آتا ہے، یہ فعل فی نفسہ جائز، بلکہ مسنون اور قرینِ مصلحت ہے۔(۱)

﴿اہل میت کی ضیافت میں در آمد مفاسد﴾

مگر اس میں چند مفاسد پیدا ہو گئے ہیں، ان کی اصلاح واجب ہے:

اوّل تو اس میں ادلا بدلا ہونے لگا ہے، کہ انھوں نے ہمارے یہاں دیا تھا، ہم ان کے گھر دیں۔ یہ کوئی تجارت نہیں، محض غم زدوں کی دست گیری ہے، اس میں غضب یہ ہے، کہ قرض چلنے لگا۔ خلاصہ یہ کہ یہ ایک تبرع ہے اور تبرع میں جبر حرام ہے، جب ایک شخص نے محض رسم کی وجہ سے واجب الادا سمجھا تو یہ جبرِ صریح ہے۔ بعض اوقات جب گنجائش نہیں ہوتی،

==الحزن. (شامي مع الدر: ۳/۱٤۹، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، زكريا)

وروى الحسن بن زياد عن أبي حنيفة: إذا عزى أهل الميت مرة فلا ينبغي للذي عزاه أن يعزى مرة أخرى. (تاتارخانيه: ۳/۹٤، رقم: ۳۸۰٤، التعزية والمأتم، كتاب الجنائز، زكريا جديد)

عن معاذ بن جبل، أنه مات ابن له فكتب إليه رسول الله ﷺ يعزيه بابنه فكتب إليه: "بسم الله الرحمن الرحيم، من محمد رسول الله ﷺ إلى معاذ بن جبل، سلام عليك، فإني أحمد إليك، إلى قوله: وكان ابنك من مواهب الله الهنيئة وعواريه المستودعة، متعك الله به في غبطة وسرور وقبضه منك باجر كثير الصلاة والرحمة والهدي ان احتسبته، فاصبر ولا يحبط جزعك اجرك فتندم إلخ. (المعجم الكبير للطبراني: ۲۰/۱۵٦، رقم: ۳٦٤، دار احياء التراث العربي، مستدرك للحاكم: ۵/۱۹۳، رقم: ۵۱۹۳)

(۱) عن عبد الله بن جعفر قال قال رسول الله -ﷺ- " اصنعوا لآل جعفر طعاما فإنه قد أتاهم أمر شغلهم". (أبو داود: ۲/٤٤۷، رقم: ۳۱۳۲، باب صنعة الطعام لأهل الميت، الجنائز)

قال في الفتح: ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهية طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم... ولأنه بر معروف ويلح عليهم في الأكل لأنه الحزن يمنعنم من ذلك فيضعفون. (شامي: ۳/۱٤۸، مطلب في الثواب على المصيبة قبيل مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، الجنازة، زكريا)

قرض لینے کی نوبت آتی ہے تو ایسی پابندی بلا شک مکروہ ہے، اس میں بے تکلفی وسادگی مناسب ہے۔ جس عزیز کو توفیق ہو، کھانا بھیج دے، نہ اس میں ادلے بدلے کی ضرورت ورعایت چاہیے اور نہ ترتیبِ قرابت کے لحاظ کی ضرورت ہے، کہ ہائے فلاں کس طرح بھیجے، میں اس کی نسبت زیادہ نزدیک کا رشتہ دار ہوں، اس پر تکرار ہے، اصرار ہے، ہرگز دور کے رشتہ دار کو نہیں بھیجنے دیتے۔ مرتے ہیں، مارتے ہیں، قرض کرتے ہیں اور بھیجتے ہیں، بس وہی مصیبت بدنامی مٹانے کی۔(۱)

﴿اہلِ میت کی ضیافت میں لمبا چوڑا کھانا﴾

دوم اہلِ میّت گو دو چار آدمی ہوں، مگر کھانا پکتا ہے، دور تک کے کنبے کا، یہ بھی محض حدِ شرعی سے تجاوز ہے۔ اہلِ میّت پر چوں کہ غلبہ غم کا ہوتا ہے، اس لیے وہ پکانے کا اہتمام نہیں کرتے ہیں، سارے کنبہ پر ہرگز ایسا غلبہ نہیں ہوتا کہ ان کے چولہے بھی سرد ہو جاویں، ہرگز نہ ان کو کھانا جائز، نہ ان کے لیے پکانا جائز، بس مختصر سا کھانا کافی ہے۔(۲)

---

(۱) وما آتيتم من ربا ليربو في أموال الناس فلا يربو عند الله (سورة الروم، رقم الآية: ۳۹) قال البغوي: اختلفوا في معنى الاية فقال سعيد بن جبير رضي الله عنه ومجاهد وطاءوس وقتادة واكثر المفسرين هو الرجل يعطي غيره العطية ليثيب اكثر منها وهذا جائز حلال ولكن لا يثاب عليه يوم القيامة وهو معنى قوله فلا يربوا عند الله وكان هذا حراما. (تفسير مظهري: ۷/۲۴۳، زكريا)
المندوبات قد تنقلب مكروهات إذا رفعت عن مرتبتها. (فتح الباري: ۲/۳۹۶، شركة القدس)
كان ابن عباس رضي الله عنه يقول: أن النبي ﷺ نهى عن طعام المتبارئين أن يوكل. (أبو داود: ۲/۵۲۷، رقم: ۳۷۵٤، باب في طعام المتبارئين، أول كتاب الأطعمة)
وقال الشيخ السهارنفوري: وإنما كره ذلك لما فيه من الرياء والمباهات. (بذل المجهود: ۱۱/ ٤۸۲، تحت رقم: ۳۷۵٤، دار البشائر)

(۲) وقال عليه السلام: اصنعوا الآل جعفر الطعام إلخ
وقال المحدث السهارنفوري رحمه الله: والمراد طعام يشبعهم يومهم وليلتهم، فإن الغالب أن الحزن الشاغل عن تناول الطعام ولا يستر أكثر من يوم... واصطناعه من بعيد أو قريب للنائحات شديد التحريم؛ لأنه اعانة للتحريم (بذل المجهود: ۱۰/٤٤، تحت رقم: ۳۱۳۲، باب صفة الطعام لأهل الميت، كتاب الجنائز، دار البشائر)

﴿قبر پر یا گھر پر تیجے، دسویں، چالیسویں کی قرآن خوانی﴾

نہم: دستور ہے کہ قبر پر یا گھر پر حفاظ کو بٹھلا کر کہیں دس روز، کہیں چالیس روز یا کم و بیش قرآنِ مجید ختم کراتے ہیں، پھر ان کو کچھ اسباب کچھ نقد وغیرہ دیتے ہیں۔ تو اس کو لوگ کوشش کرکے درست بنانا چاہتے ہیں۔ مگر بات کھلی ہوئی ہے کہ جب مقصود جانبین کا اُجرت دینا لینا ہے اور طاعت پر اُجرت لینا جائز نہیں، اس لیے یہ فعل ہرگز درست نہیں، نہ ایسے قرآن پڑھنے کا ثواب ملے، جب پڑھنے والے کو نہ ملا تو مُردہ کو کیا پہنچے گا۔

بعض لوگوں کو شبہ پڑ گیا ہے کہ آخر ضرورت کے واسطے متاخرین نے تعلیمِ قرآن پر اُجرت لینا جائز فرمایا ہے۔ جواب خود اس سوال میں موجود ہے، یعنی وہاں ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا کہ اندیشہ قرآنِ مجید کے ضائع ہوجانے کا تھا۔ یہاں کون سے دین کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ البتہ دوستوں کو بطورِ خود پڑھ کر بخشنا موجبِ نفع ہے۔ بعض ملکوں میں یہ غضب ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھانے پر، قبر کی زیارت کرنے پر اُجرت لیتے ہیں، یہ اس سے بڑھ کر ہے اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔(۱)

---

(۱) والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره. إلى قوله: وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها لأنهم لا يريدون بها وجه الله تعالى. (شامي: ۳/ ۱۴۸، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، الجنازة، زكريا)

إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارئ. وقال العيني في شرح الهداية: ويمنع القارئ للدنيا، والآخذ والمعطي آثمان. ... فإذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر. (شامي: ۹/ ۷۷، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستيجار إلخ، كتاب الاجارة، زكريا)

ويقرأ من القرآن ما تيسر له (إلى قوله) ثم يقول: اللهم أوصل ثواب ما قرأنا إلى فلان أو إليهم. (شامي: ۳/۱۵۱، زكريا)

فهذا دليل قاطع وبرهان ساطع على أن المفتى به ليس هو جواز الاستئجار على كل طاعة بل على ما ذكروه فقط مما فيه ضرورة ظاهرة تبيح الخروج عن أصل المذهب من طرو المنع. (شامي: ۹/۷۶، مطلب: تحرير مهم في عدم جواز الاستيجار على التلاوة والتهليل، كتاب الاجارة، زكريا)

﴿حد شرعی سے بڑھ کر سوگ﴾

دہم: اہلِ میّت مدتوں تک سوگ کرتے ہیں۔ چنانچہ اوّل تہوار جو آتا ہے، اس میں خوشی نہیں کرتے، حدِّ شرعی سے بڑھ کر سوگ کرنا بھی حرام ہے۔(۱)

﴿فصلِ پنجم: رمضان المبارک کی رسومات﴾

من جملہ ان رسوم کے رمضان المبارک کے بعض رسوم ہیں جو لوگوں میں شائع ہیں:

اوّل: حفاظ کی عادت ہے کہ اپنا قرآن سنا کر دوسرے حفاظ کا سنتے پھرتے ہیں، ہر چند کہ قرآنِ مجید کا سننا اور اس کے لیے جانا بہت خوبی کی بات ہے۔ مگر ان حضرات کی اکثر نیت یہ ہوتی ہے کہ اس کی غلطی پر مطلع ہو کر اس کی فضیحت کریں گے، ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کی عیب جوئی کرنا خود حرام ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی حرمت موجود ہے۔ پھر اس کو رسوا کرنا، یہ دوسرا گناہ ہے۔ اور گناہ کے ارادہ سے چلنا، کہیں جانا، یہ بھی گناہ ہے۔ البتہ اگر صرف برکاتِ قرآنی حاصل کرنے کے لیے جاویں یا کسی خوش آواز کا سن کر دل ہی خوش کرنا مقصود ہو تو مضائقہ نہیں۔ پہلی ضرورت عبادت، دوسری مباح ہوگی۔(۲)

---

(۱) عن أم عطية، قالت: قال لي النبي ﷺ: "لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد فوق ثلاث إلا على زوج، فإنها لا تكتحل ولا تلبس ثوبا مصبوغا، إلا ثوب عصب". (بخاري: ۸۰۴/۲، رقم: ۵۳۴۲، باب تلبس الحادة ثياب العصب، كتاب الطلاق)
سأل أبو الفضل عن المرأة يموت زوجها، أو أبوها أو غيرهما من الأقارب فتصبغ ثوبها أسود فتلبسه شهرين أو ثلاثة، أو أربعة تأسفا على الميت أتعذر في ذلك؟ فقال: لا. وسئل عنها علي بن احمد فقال: لا تعذر، وهي آثمة إلا الزوجة في حق زوجها. (شامي: ۲۲۱/۵، فصل في الحداد، باب العدة، كتاب الطلاق، زكريا)

(۲) عن بن عباس رضي الله عنه قال: من استمع إلى آية من كتاب الله كانت له نورا. (سنن دارمي: ۵۰۶/۲، رقم: ۳۳۶۷، باب فضل من استمع إلى القرآن، كتاب فضائل القرآن، شركة القدس)
عن جابر بن عبد الله، وأبي طلحة يقولان: قال رسول الله ﷺ: "ما من امرئ يخذل امرأ مسلما في

﴿حفاظ کو پریشان کرنا﴾

بعضے لوگ اس پر یہ طرّہ کرتے ہیں، کہ دوسری جگہ کھنکارتے ہیں۔ کہیں لکڑیاں زمین پر یا دیوار پر مارتے ہیں یا لالٹین کا رخ بدل بدل کر اپنی تشریف آوری سے اطلاع دیتے ہیں، جس سے پڑھنے والا گھبرا کر بھولنے لگے۔ ظاہر ہے کہ کسی عبادت میں خلل ڈالنا خود یہ شیطان کا کام ہے۔ بعضے نماز میں شریک ہو کر قصداً غلط بتلانا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے یاد اور عدمِ یاد کا امتحان لیتے ہیں، یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔ اگر کہیں سننے کے لیے جاوے، چپکے سے جا کر یا تو بیٹھ جاوے، یا بہتر ہے نماز میں شریک ہو جاوے اور جب مقصود حاصل ہو جاوے، اسی طرح واپس آجاوے۔(۱)

==موضع تنتهك فيه حرمته وينتقص فيه من عرضه، إلا خذله الله في موطن يخب فيه نصرته.
(أبو داود:۲/۶۶۹، رقم:۴۸۸٤، باب من ردّ عن مسلم عن غيبة، أول كتاب الأدب)

ذهب الحنفية في ظاهر المذهب إلى حرمة الكلام عند قراءة القرآن فإن استماع القرآن والإنصات له أي الإمساك عن الكلام عند قراءته واجب مطلقا سواء في الصلاة أو خارجها سواء فهم المعنى أو لا. (الموسوعة الفقهية:۳۵/۱۱۸، كويت)

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: "لا تحاسدوا، ولا تناجشوا، ولا تباغضوا، ولا تدابروا، ... المسلم أخو المسلم، لا يظلمه ولا يخذله، ولا يحقره ... بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم". (مسلم:۲/۳۱۷، رقم:۲۵٦٤، باب تحريم ظلم المسلم، كتاب البر والصلة)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه: قال رسول الله ﷺ: "إذا أذن بالصلاة أدبر الشيطان له ضراط ... فلا يزال بالمرء يقول له: اذكر ما لم يكن يذكر حتى لا يدري كم صلى. (بخاري:۱/۱٦۳، رقم:/۱۲۳۲، باب يفكر الرجل الشيئ في الصلاة، العمل في الصلاة)

أجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ. (شامي:۲/٤۳٤، مطلب في رفع الصوت بالذكر، كتاب الصلاة، زكريا)

وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون (سورة الأعراف:۲۰٤)

أن القرآن بصائر للناس وهدى ورحمة، أمر تعالى بالإنصات عند تلاوته إعظاما له واحتراما، لا

﴿بہت تیز کلام پاک پڑھنا﴾

دوم: قرآنِ مجید جلد ختم کرنے کو، یا بہت سے قرآن ختم کرنے کو فخر سمجھتے ہیں اور اس مقصود کو حاصل کرنے کو خوب تیز پڑھتے ہیں کہ حروف بھی صاف ادا نہیں ہوتے۔ قرآنِ مجید میں ترتیل کو فرض فرمایا ہے، خود اس فرض کا ترک کرنا موجبِ گناہ ہے۔ خاص کر جب ریا ونمود و فخر کے لیے ہو تو مضاعف گناہ ہے۔(۱)

﴿تراویح میں قرآن کریم زیادہ مقدار میں پڑھنا﴾

بعض اس قدر زیادہ پڑھتے ہیں کہ مقتدی گھبرا جاتے ہیں۔ حدیث میں امام کو تخفیفِ صلاۃ کا حکم آیا ہے، اس میں اس حکم کا ترک لازم آتا ہے، یہ بھی برا ہے۔
غرض بقدرِ تحمل مقتدیوں کے پڑھنا چاہیے اور صاف صاف، گو کئی کئی ختم نہ ہوں۔(۲)

== كما كان يعتمده كفار قريش المشركون في قولهم: {لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون}. (فصلت:٢٦، تفسير ابن كثير، ص:٣٦٠، زكريا، سورة الأعراف، تحت رقم:٢٠٤)
عن عائشة: قراءة القرآن في الصلاة أفضل من قراءة القرآن في غير الصلاة، إلخ. (شعب الإيمان:٢/٤١٣، دار الكتب العلمية، رقم:٢٢٤٣، بيروت)

(١) ورتل القرآن ترتيلا. (سورة المزمل، رقم الآية:٤)
عن أبي وائل، قال: جاء رجل إلى ابن مسعود، فقال: قرأت المفصل الليلة في ركعة، فقال: "هذا كهذ الشعر، لقد عرفت النظائر التي كان النبي ﷺ يقرن بينهن، فذكر عشرين سورة من المفصل، سورتين في كل ركعة". (بخاري:١/١٠٧، رقم:٧٧٥، باب الجمع بين السورتين في الركعة، كتاب الأذان)
عن عبدالله بن عمرو أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "من سمع الناس بعمله سمع الله به أسامع خلقه فحقره وصغره". (مسند أحمد:٢/٢١٢، رقم:٦٩٨٦، مسند عبدالله بن عمرو)

(٢) عن أبي هريرة أن النبي -ﷺ- قال "إذا صلى أحدكم للناس فليخفف فإن فيهم الضعيف والسقيم والكبير وإذا صلى لنفسه فليطول ما شاء". (بخاري:١/٩٧، رقم:٧٠٣، باب إذا صلى

﴿اجرت علی التراویح﴾

سوم: بعض حفاظ کی عادت ہے کہ اُجرت لے کر قرآنِ مجید سناتے ہیں۔ طاعت پر اُجرت لینا حرام ہے، اسی طرح دینا بھی حرام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پہلے سے مقرر نہیں کیا، اس لیے یہ معاوضہ نہیں ہوا۔ جواب یہ ہے کہ گو پہلے سے نہیں ٹھہرایا، نیت تو دونوں کی یہی ہے۔ اور نیت بھی مرتبۂ خطرہ وخیال میں نہیں، بلکہ مرتبۂ عزم میں، اگر کسی طور سے یہ معلوم ہوجاوے کہ یہاں کچھ وصول نہ ہوگا، تو ہرگز ہرگز وہاں پڑھیں ہی نہیں، اور فقہ کا قاعدہ ہے کہ معروف مثل مشروط کے ہے۔ جب اس کا رواج ہوگیا اور دونوں کی نیت یہی ہے تو بلاشک وہ معاوضہ ہے اور تعلیمِ قرآن پر اُجرت لینے کے شبہ کا جواب فصلِ چہارم میں گزر چکا ہے۔(۱)

==لنفسه فليطول ماشاء، كتاب الأذان)

وقال النووي: وهو الأمر للإمام تخفف الصلاة بحيث بسنتها ومقاصدها. (نووي على مسلم: ۱۸۸، تحت رواية رقم: ٤٦٧)

والاختيار أن الأفضل أن يقرأ فيها مقدار ما لا يؤدي إلى تنفير القوم في زماننا لأن تكثير الجمع أفضل من تطويل القراءة. (البحر الرائق: ۲/۱۲۱، زكريا، شامي: ۲/٤۹۷، زكريا، هنديه: ۱/۱۱۸، زكريا قديم).

عن البراء بن عازب قال: قال رسول الله ﷺ: زينوا القرآن بأصواتكم. (أبو داود: ۱/۲۰۷، رقم: ۱٤٦۸، باب استحباب الترتيل في القراءة، كتاب الصلاة)

(۱) قال الله تعالى: وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلاً. (سورة التوبة: ٤۱)

قال أبو العالية تحت هذه الآية: لا تأخذوا عليه أجرا. (تفسير بن كثير: ۱/۲۲۲، سورة البقرة، زكريا)

وقال عليه السلام اقرؤا القرآن ولا تأكلوا به ولا تستكثروا به ولا تجفوا عنه، ولا تغلوا فيه. (المصنف لابن أبي شيبة: ۲/٤۰۱، رقم: ۷۸۱۵)

فهذا دليل قاطع وبرهان ساطع على أن المفتى به ليس هو جواز الاستئجار على كل طاعة بل على ما ذكروه فقط مما فيه ضرورة ظاهرة تبيح الخروج عن أصل المذهب من طرو المنع. (شامي: ۹/ ۷٦، مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستيجار على التلاوة والتهليل، كتاب الإجارة، زكريا)

المعروف عرفا كالمشروط شرطاً. (بنايه: ۱۰/۲۹، أشرفيه، شامي: ۹/۷۷، زكريا)

﴿شبینہ کے مفاسد﴾

مگر اس میں اور بہت سے مفاسد شامل ہوگئے، جن کی وجہ سے یہ عمل شبینہ کا بطریقِ
ن بلاشک مکروہ ہے:

۔ ہر شخص کوشش کرتا ہے کہ جس طرح ممکن ہو شب بھر میں قرآنِ مجید ختم ہو جاوے
وجہ سے نہ ترتیل کی پروا ہوتی ہے اور نہ غلطی رہ جانے کا غم ہوتا ہے۔ بعض اوقات
د پڑھنے والے یا سننے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں مقام پر غلطی پڑھی گئی ہے، مگر اس
ختم کرنے کے خیال سے اس کو اسی طرح چھوڑ جاتے ہیں۔(۱)

==القرآن، شركة القدس للنشر والتوزيع)
قال عبدالله بن المبارك: يعجبني أن يختم في الصيف أول النهار وفي الشتاء أول الليل. (كبيري: ۲/۲۹۸، مطلب في كم مدة يختم القرآن، كتاب الصلاة، أشرفيه)
ان اباحنيفة كان يختم القرآن في ليلة واحدة في ركعة واحدة. (تاتارخانيه: ۲/۶۷، رقم: ۱۷۶۲، القراءة، كتاب الصلاة، زكريا)
قال النووي: والاختيار أن ذلك يختلف باختلاف الأشخاص ... وإن لم يكن من هؤلاء المذكورين فليستكثر ما أمكنه من غير خروج إلى حد الملل والهذرمة. (الموسوعة الفقهية: ۳۳/۳۹، القرآن، كويت)

(۱) ويجتنب المنكرات هذرمة القراءة، وفي الشامي: سرعة الكلام والقراءة. (درمختار مع الشامي: ۲/۴۹۹، مبحث في التراويح، باب الوتر والنوافل، زكريا)
وإن قرأ بالألحان في غير الصلاة اختلفوا فيه، وعامة المشايخ كرهوا ذلك وكرهوا الاستماع أيضا، لأنه يشبه بالفسقة بما فعلوه في فسقهم. (تاتارخانيه: ۲/۱۱۵، رقم: ۱۸۹۲، مسائل زلة القارئ، كتاب الصلاة، زكريا)
تصحيح الحروف أمر لازم لابد منه ولا تصير قراءة إلا بعد تصحيح الحروف. (المحيط البرهاني: ۲/۳۸، رقم: ۲۱۷۳، الصلاة، المجلس العلمي جديد)

﴿فخر وریاء کے لیے قرآن کریم پڑھنا﴾

۲۔ اکثر پڑھنے والوں کے دل میں رِیا وتفاخر ہوتا ہے کہ زیادہ اور جلدی پڑھنے سے نام ہوگا کہ فلاں نے ایک گھنٹے میں اتنے پارے پڑھے اور رِیا وتفاخر کا حرام ہونا ظاہر ہے۔(۱)

﴿جماعتِ نوافل﴾

۳۔ بعض جگہ نوافل میں یہ ختم ہوتا ہے اور نوافل کی جماعت خود مکروہ ہے۔ اور اگر تراویح میں پڑھا، اس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اگر سب مقتدی شریک ہوئے تب تو ان پر پورا جبر ہے اور اگر وہ نہ شریک ہوئے تو آج کی تراویح میں جماعت سے محروم رہے، یہ جبر اور حرمان دونوں مذموم ہیں۔(۲)

﴿قراءت کے دوران کھانا پینا باتیں کرنا﴾

۴۔ بعض لوگ شوق میں شریک تو ہوجاتے ہیں، مگر پھر ایسی مصیبت پڑتی ہے کہ توبہ

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ تعوذوا بالله من جب الحزن قالوا يا رسول الله وما جب الحزن؟ قال واد في جهنم تتعوذ منه جهنم كل يوم مائة مرة قلنا يا رسول الله ومن يدخله؟ قال القراء المراءون بأعمالهم. (ترمذي:۲/۶۳، رقم:۲۳۸۳، باب ما جاء في الرياء والسمعة، أبواب الزهد)
اعلم أن إخلاص العبادة لله تعالى واجب والرياء فيها، -وهو أن يريد بها غير وجه الله تعالى- حرام بالإجماع للنصوص القطعية، وقد سمي - عليه الصلاة والسلام - الرياء: الشرك الأصغر. (شامي:۹/۶۰۹، باب الاستبراء وغيره، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

(۲) صلاة النفل غير التراويح ونحوها بالجماعة إنما تكره إذا كان الإمام والمقتدي معا متنفلين به وكان على سبيل التداعي بأن يجتمع جمع كثير فوق الثلاثة حتى لو اقتدى به واحد أو اثنان لا يكره، وفي الثلاثة إختلاف المشائخ وفي الأربعة يكره إتفاقا. (كبيري:۲/۱۳۱، ۱۳۲، تنبيه، فصل في النوافع، أشرفيه، شامي:۲/۵۰۰، باب الإمامة، كتاب الصلاة، زكريا، حاشية الطحطاوي على الدر:۱/۲۴۰، باب الإمامة الصلاة، أشرفيه، تاتار خانيه:۲/۳۲۷، رقم:۲۵۹۲، زكريا جديد)
الأفضل في زماننا قدر ما لا يثقل عليهم، وفي الشامي: لأن تكثير الجمع أفضل من تطويل القراءة. (شامي:۲/۴۹۷، مبحث في صلاة التراويح، كتاب الصلاة، زكريا، هنديه:۱/۱۱۸، زكريا)

توبہ ناکھڑے کھڑے تھک جاتے ہیں، پھر بیٹھ کر سنتے ہیں، پھر لیٹ جاتے ہیں، اِدھر قرآن ختم ہورہا ہے، اُدھر سب حضرات آرام فرمارہے ہیں۔ بعض آپس میں باتیں کرتے جاتے ہیں۔ غرض قرآنِ مجید کی بہت ہی بے ادبی ہوتی ہے۔ اور صورت اعراض کی سی معلوم ہوتی ہے، اس میں سحری کا وقت آجاتا ہے، تو اس ختم کرنے کے خیال سے پڑھنے والے کو سب کے ساتھ سحری میں شریک نہیں کرتے، وہ کھڑا سنا رہا ہے اور سب کھانا کھا رہے ہیں۔ قرآنِ مجید سننے کے وقت دوسرا کام کرنا ہرگز جائز نہیں۔ (۱)

خارج نماز شخص کا امام کو لقمہ دینا

۵۔ بعض حفاظ نماز سے خارج ہو کر پڑھنے والے کو بتلاتے رہتے ہیں اور سب کی نماز تباہ کرتے ہیں۔ (۲)

سحری کے لیے جبری چندہ

۶۔ بعض جگہ سحری کے لیے چندہ ہوتا ہے اور دبا کر شرما کر بھی وصول کیا جاتا ہے، جس

---

(۱) وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون (سورة الأعراف: ۲۰۴)
وقال ابن كثير: أن القرآن بصائر للناس وهدى ورحمة، أمر تعالى بالإنصات عند تلاوته إعظاما له واحتراما. (تفسير ابن كثير: ۳/ ۲٦۰، زكريا، سورة الأعراف تحت رقم الآية: ۲۰۴)
لا يقرأ جهرا عند المشتغلين بالأعمال ومن حرمة القرآن أن لا يقرأ في الأسواق وفي مواضع اللغو. (حاشية شلبي على التبيين: ۱/ ۱٦۷، باب الحيض، كتاب الطهارة، زكريا، هنديه: ۵/ ۳۱٦، زكريا قديم)
يجب الاستماع للقراءة مطلقا. (درمختار) وفي الشامي: والأصل أن الاستماع للقرآن فرض كفاية. (در مع الشامي: ۲/ ۲٦۸، زكريا)

(۲) أخذ الإمام بفتح من ليس في صلاته. (مفسد) كما في فيه عن القنية. (شامي: ۲/ ۳۸۱، مطلب المواضع التي لا يجب فيها رد السلام. كتاب الصلاة، زكريا)

۱۔ چوں کہ اس کا عام رواج ہو گیا ہے، حتیٰ کہ اگر شیرینی تقسیم نہ ہو تو عام لوگ ملامت وطعن کرتے ہیں۔ اس لیے تقسیم کرنے والوں کی نیت اکثر اچھی نہیں رہتی۔ اسی الزام سے بچنے کے لیے لامحالہ تقسیم کرتے ہیں خواہ گنجائش ہو یا نہ ہو۔ بعض اوقات تردد کرنا پڑتا ہے، مگر یہی خیال ہوتا ہے، کہ بھلا کیسے تقسیم نہ ہو، لوگ کیا کہیں گے اور ریا وتفاخر کا حرام ہونا اور اس نیت سے جو فعل ہو اس کا معصیت ہونا چند بار بیان ہو چکا ہے۔(۱)

﴿شیرینی کے لیے چندہ﴾

۲۔ اکثر جگہ چندہ سے شیرینی آتی ہے اور اہلِ محلہ اور نمازیوں سے جبراً چندہ لیا جاتا ہے اور یہ بھی جبر ہے کہ ان کو مجمع میں شرمایا جاوے یا ایسا شخص مانگنے اُٹھے جس کی وجاہت کا اثر پڑے۔ چوں کہ حدیث میں وارد ہے کہ ''کسی مسلمان کا مال بلا طیبِ خاطر اس کے حلال نہیں''۔ اس لیے ایسا چندہ اور جو اس سے خریدا جاوے، سب ناجائز ہے۔(۲)

﴿مسجد میں شور وغل اور بے احترامی﴾

۳۔ اس روز مٹھائی کے لالچ سے ہر طرح کے لوگ مسجد میں بھر آتے ہیں۔ بے نمازی، پابرہنہ، تن برہنہ، لونڈے جن کی طہارت کا، نجاست کا کچھ اعتبار نہیں اور تمام مسجد اور فرش کو

---

(۱) من أصر على أمر مندوب وجعل عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال. الإضلال. (مرقاة المفاتيح: ۲/۳۵۳، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، زكريا)
واعلم أن اخلاص العبادة لله تعالىٰ واجب والرياء فيها... حرام بالاجماع للنصوص القطعية. (شامي: ۹/۶۰۹، باب الاستبراء وغيره، زكريا)

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه عن النبي ﷺ قال: لا يحل لمسلم أن يأخذ مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان: ۴/۳۸۷، رقم: ۵۴۹۲، دار الكتب العلمية)
لايجوز التصرف في مال غيره بلا أذنه ولا ولايته. (درمختار مع الشامي: ۹/۲۹۱، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير، كتاب الغصب، زكريا)

ملوث کرتے ہیں۔ اور غل غباڑہ اس قدر ہوتا ہے کہ نمازیوں کو تشویش ہوتی ہے۔(۱)

﴿مجمع کو سنانے کے لیے قرآن پڑھنا﴾

۴۔ مجمع کو سنانے کے لیے خود حافظ صاحب بھی اس روز خوب بنا کر پڑھتے ہیں۔ ریا کا مذموم ہونا اور اس کے اسباب کا مذموم ہونا سب جانتے ہیں۔(۲)

﴿تقسیم شیرنی کے وقت ہنگامہ﴾

۵۔ پھر تقسیم کے وقت جو کچھ دھول دھپا، شور و غل، گالی گلوچ ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح اور بہت سی خرابیاں ہیں، البتہ شکریہ کے واسطے اگر دل چاہے حسبِ گنجائش بلا اعلان جو کچھ میسر ہو نقد یا غلہ یا طعام یا شیرنی مستحقین کو بلا پابندی دے

---

(۱) يجب أن تصان عن إدخال الرائحة الكريهة.. وعن حديث الدنيا وعن البيع والشراء وإنشاء الأشعار وإقامة الحدود ونشدان الضالة والمرور فيها لغير ضرورة ورفع الصوت وإدخال المجانين والصبيان لغير الصلاة ونحوها. (كبيري: ۲/۵۳۰-۵۳۱، فصل في أحكام المساجد، كتاب الصلاة، أشرفيه)

ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة ماكولا أو غيره... وكذلك ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة، وكذلك القصاب، والسماك، والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق. (شامي: ۲/۴۳۵، مطلب في الغرس في المسجد، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، كتاب الصلاة، زكريا)

لا يدخل المسجد من على بدنه نجاسة .... وإنما بناه العلامة قاسم على ما صرحوا به من عدم جواز إدخال النجاسة المسجد. (شامي: ۲/ ۴۲۸- ۴۲۹، مطلب في أحكام المسجد، كتاب الصلاة، زكريا)

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ تعوذوا بالله من جب الحزن قالوا يا رسول الله وما جب الحزن؟ قال واد في جهنم تتعوذ منه جهنم كل يوم مائة مرة قلنا يا رسول الله ومن يدخله؟ قال القراء المراءون. (ترمذي: ۲/۶۳، رقم: ۲۳۸۳، باب ماجاء في الرياء والسمعة، أبواب الزهد)

اعلم أن إخلاص العبادة لله تعالى واجب والرياء فيها... حرام بالإجماع للنصوص القطعية. (شامي: ۹/۶۰۹، باب الاستبراء وغيره، كتاب الحظر والإباحة، زكريا)

دینا بہت مستحسن ہے۔(۱)

﴿مسجد کے اموال کا ضیاع﴾

ششم: مساجد میں ہر روز اور ختم کے روز کثرت سے روشنی کرنا، اس میں بہت سی مکروہات ہیں:

۱۔ اسراف کہ اس قدر تیل اور بتی مفت ضائع ہوجاتا ہے۔ اگر یہی رقم مسجد کے کسی ضروری کام ڈول، رسی، فرش، لوٹا وغیرہ میں صرف کی جاوے، تو کس قدر مدد پہنچے اور اسراف کا حرام ہونا بار بار مذکور ہوچکا ہے۔(۲)

﴿مسجد میں چراغاں کرنے کی خرابیاں﴾

۲۔ اکثر روشنی کرنے والوں کی نیت وہی ناموری ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے ایسا اہتمام کیا۔

---

(۱) عن عبد الله بن يزيد الأنصاري، -وهو جده أبو أمه- قال: "نهى النبي ﷺ عن النهبى والمثلة". (بخاري:۱/۳۳٦، رقم:٢٤٧٤، باب النهي، كتاب المظالم)
ومن الكلام المحرم: القذف والتلفظ بالكفر والسبّ. (الموسوعة الفقهية:۳۵/۱۱۲، كويت)
والكلام المباح في المسجد مكروه ويأكل الحسنات كما يأكل البهيمة الحشيش. (كبيري: ۱/۵۳۵، فصل في أحكام المساجد، أشرفيه)

(۲) وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ. (سورة الاسراء، رقم الآية:)
(فائدة) من البدع المنكرة ما يفعل في كثير من البلدان من إيقاد القناديل الكثيرة العظيمة السرف في ليال معروفة من السنة .... ومنها ما يترتب على ذلك من المفاسد من اجتماع الصبيان وأهل البطالة ولعبهم ورفع أصواتهم وامتهانهم المساجد وانتهاك حرمتها وحصول أوساخ فيها وغير ذلك من المفاسد التي يجب صيانة المسجد عنها شرح المهذب للإمام النووي رحمه الله تعالى وصرح أئمتنا الأعلام رضي الله تعالى عنهم بأنه لا يجوز أن يزاد على سراج المسجد سواء كان في شهر رمضان أو غيره لأن فيه إسرافا كما في الذخيرة وغيرها. (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۲/ ٥٦٣- ٥٦٤، مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة وغير ذلك، دار الكتب العلمية بيروت)

۳۔ مسجد تماشا گاہ بنتی ہے، عبادت گاہ کا تماشا گاہ بنانا کس قدر معیوب ہے۔(۱)

﴿نماز میں خشوع کم کرنے والی چیزوں سے پرہیز﴾

۴۔ نمازیوں کی توجہ اس طرف مبذول رہتی ہے، نماز میں دل بٹتا ہے۔ خشوع فرض ہے، جو چیز مخلِ خشوع ہوگی بلاشک مذموم ہوگی۔ بالخصوص مہتمم کی طبیعت بالکل اس میں مشغول رہتی ہے کہ فلاں چراغ بجھتا ہے، فلاں بھڑکتا ہے، فلاں کو اُبھارنا چاہیے، فلاں کو کم کرنا چاہیے، نماز وماز خاک نہیں ہوتی۔(۲)

﴿شب قدر میں شب بیداری﴾

ہفتم: بعض جگہ شب ہائے قدر میں لوگ جمع ہوکر شب بے داری کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ اس کا مکروہ ہونا فصلِ سوم میں بیان ہو چکا ہے۔ اتفاقاً اگر دو چار آدمی جمع ہوجائیں وہ اور بات ہے۔ غرض بطورِ خود ہر شخص حسبِ ہمت عبادت میں مشغول رہے۔

---

(۱) عن معاذ بن جبل قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن يسير الرياء شرك. (ابن ماجه، ص:۲۸۷، رقم:۳۹۸۹، باب من ترجي له السلامة من الفتن، كتاب الفتن)
من البدع المنكرة.... ومنها ما يترتب على ذلك من المفاسد من اجتماع الصبيان وأهل البطالة ولعبهم ورفع أصواتهم وامتهانهم المساجد وانتهاك حرمتها وحصول أوساخ فيها وغير ذلك من المفاسد التي يجب صيانة المسجد عنها. (تنقيح الفتاوى الحامدية:۲/۵٦٤، مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة وغير ذلك، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) عن عائشة أن النبي ﷺ صلى في خميصة لها أعلام، فنظر إلى أعلامها نظرة، فلما انصرف قال: "اذهبوا بخميصتي هذه إلى أبي جهم وأتوني بانبجانية أبي جهم، فإنها ألهتني آنفا عن صلاتي".
(بخاري:۱/۵٤، رقم:۳۷۳، باب إذا صلى في ثوب له إعلام ونظر إلى علمها، كتاب الصلاة)
ويستنبط منه كراهية كل ما يشغل عن الصلاة من الأصباغ والنقوش ونحوها. وقبيله قال بن دقيق العيد: فيه مبادرة الرسول إلى مصالح الصلاة ونفي ما لعله يخدش فيها. (فتح الباري:۱/ ۵۷٤، تحت رقم:۳۷۳، شركة القدس)

خاص اہتمام اور جمعیت خلافِ شرع ہے۔(۱)

تتمہ

﴿فصلِ ششم: حافظ کا تنہا عورتوں کی امامت﴾

من جملہ ان رسوم کے بعض عورتوں کا یہ معمول ہے کہ رمضان المبارک میں حافظ کو گھر بلا کر اس کے پیچھے قرآنِ مجید سنتی ہیں۔ اس میں علاوہ ان مفاسد کے جو بابِ دوم میں عورتوں کے جمع ہونے میں لکھے گئے ہیں، یہ مفاسد زائد ہیں:

۱۔ جو شخص قرآنِ مجید سناتا ہے حتی الامکان آواز کو بنا کر لہجہ کو دلکش کر کے پڑھتا ہے۔ مردوں کا ایسا نغمہ عورتوں کے کان میں پڑنا بلاشک موہم فتنہ وفسادِ قلب ہے۔ حدیثِ انجشہ میں اس کی دلیل واضح ہے۔(۲)

﴿بلا ضرورت عورت کا مردوں کو اپنی آواز سنانا ممنوع ہے﴾

۲۔ عورتوں کے مزاج میں چوں کہ بے احتیاطی ہوتی ہے، اس لیے سلام پھیر کر پکار

---

(۱) أشار بقوله فرادى إلى ما ذكره بعد في متنه من قوله ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي في المساجد، وتمامه في شرحه، وصرح بكراهة ذلك في الحاوي القدسي. قال: وما روي من الصلوات في هذه الأوقات يصلي فرادى غير التراويح. (شامي: ٢/ ٤٦٩، مطلب في إحياء ليالي العيدين والنصف وعشر الحجة ورمضان، باب الوتر والنوافل، زكريا، الموسوعة الفقهية: ٢/ ٢٣٣، إحياء الليالي، كويت)

(۲) عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال: أتى النبي ﷺ على بعض نسائه ومعهن أم سليم، فقال: "ويحك يا أنجشة، رويدك سوقا بالقوارير". (بخاري: ٢/ ٩٠٨، رقم: ٦١٤٩، باب مايجوز من الشعر والرجز والحداء ومايكره، كتاب الأدب)

وقيل كان حسن الصوت بالحداء فكره أن تسمع النساء الحداء فإن حسن الصوت يحرك من النفوس. (فتح الباري: ١٠/ ٦٧٩، تحت رقم: ٦١٤٩، شركة القدس للنشر والتوزيع)

پکار کر باتیں کرتی ہیں اور امام صاحب سنا کرتے ہیں۔ بلا ضرورت عورتوں کو اپنی آواز اجنبی مردوں کے کان میں ڈالنا شرعاً ناپسندیدہ ہے۔(۱)

﴿اجنبی عورتوں کے درمیان مرد کا ہونا ممنوع ہے﴾

۳۔ بعض مجمع میں تمام عورتیں اس مرد کے اعتبار سے نامحرم ہوتی ہیں، ان میں کوئی بھی اس کی بی بی یا ماں نہیں ہوتی، ایک گھر میں مرد کا اتنی نامحرم عورتوں کے ساتھ جمع ہونا بلاشک حکمِ شرعی کے خلاف ہے۔ اور یہ موٹی بات ہے کہ جب شرعاً عورتوں کو مسجد میں جانا منع ہے، اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کا مقصود یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں میں مباعدت رہے۔ پس جب عورت کو مردوں کے مجمع میں جانے سے ممانعت ہے، اسی طرح مرد کو عورتوں کے مجمع میں جانے سے اور عورتوں کو اپنے مجمع میں مرد کے بلانے سے کیوں نہ ممانعت ہوگی۔

عورتوں کے لیے یہی مناسب ہے کہ اپنے گھروں میں الگ الگ تراویح پڑھیں۔(۲)

---

(۱) وفيه دليل على أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام لأنها أقرب إلى الفتنة من صوت الخلخال. (نصاب الاحتساب، ص:۲۲۸، الباب الثالث والعشرون في الاحتساب على كشف عورته، إلخ، مكتبة الطالب الجامعي)
فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلك ولا نجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم. (شامي/:۲:۷۹، مطلب في ستر العورة، باب شروط الصلاة، كتاب الصلاة، زكريا)

(۲) عن عمرو بن العاص قال: إن رسول الله ﷺ نهانا أن ندخل على النساء بغير إذن أزواجهن. (ترمذي:۲/۱۰۶، رقم: ۲۷۷۹، باب النهي عن الدخول على النساء، أبواب الأدب)
عن عائشة رضي الله عنها، قالت: "لو أدرك رسول الله ﷺ ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني إسرائيل" قلت لعمرة: أو منعن؟ قالت: نعم. (بخاري:۱/۱۲۰، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، كتاب الأذان)
ويكره حضورهن الجماعة مطلقا على المذهب كما تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته أو زوجته. (شامي:۲/۳۰۷، باب الإقامة، كتاب الصلاة، زكريا، البحر الرائق:۱/٦١٦، باب الإمامة، كتاب الصلاة، زكريا)

﴿اپنی محرم اور اجنبی عورتوں کو تراویح پڑھانا﴾

ہاں! کسی کا بھائی بیٹا حافظ ہو اور دو چار بیبیاں گھر کی جمع ہو کر اس کے پیچھے قرآن سن لیں تو مضائقہ نہیں۔ بشرطے یہ کہ یہ شخص فرض جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھے اور اگر دو چار میں کوئی پردہ دار ہو، تو درمیان میں کوئی دیوار یا پردہ وغیرہ حائل ہو اور عورتوں کے جمع ہونے کا اہتمام نہ کیا جاوے۔(۱)

﴿فصلِ ہفتم: جبری چندہ﴾

من جملہ ان رسوم کے مدارس یا مساجد کے لیے چندہ جمع کرنے کی رسم ہے، اس طرح سے کہ دینے والے مجمع کی شرم سے یا اس مہتمم کے دباؤ یا لحاظ سے دے نکلیں یا نادہندگی وخِسّت کی شہرت کے اندیشہ سے دیتے ہیں اور قرائنِ قویہ سے معلوم ہو جاوے کہ اگر یہ اسباب نہ ہوتے تو یہ شخص نہ دیتا تو ایسی صورت میں ان ذرائع سے وصول کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اس باب میں حدیث بھی مذکور ہو چکی ہے۔ اور

---

(۱) عن عبد الرحمن بن أبي بكرة، عن أبيه: أن رسول الله ﷺ "أقبل من نواحي المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس قد صلوا، فمال إلى منزله، فجمع أهله، فصلى بهم". (المعجم الأوسط للطبراني: ۳/۳۸٤، رقم: ٤٦۰۱، دار الفكر للنشر والتوزيع)

ويصف الرجال ثم الصبيان ثم الخناثى ثم النساء. (ملتقى الابحر مع المجمع الأنهر: ۱/ ۱٦٥، فصل الجماعة سنة مؤكدة، الصلاة، بيروت)

ولايحضرن أي لا يحل لهن أن يحضرن الجماعات لخوف الفتنة. (الدر المنتقى مع مجمع الأنهر، فصل في الجماعة سنة مؤكدة، الصلاة: ۱/۱٦٤، بيروت)

وجماعتهن مسنوخة لمافي اجتماعهن من الفتنة. (مبسوط للسرخسي: ۱/۱۳۳، بيروت)

امام غزالیؒ نے اس مسئلہ کی تصریح کردی ہے۔(۱)

تکلیف مالایطاق شرعاً پسندیدہ نہیں

رہا یہ سوال کہ صاحب! بلا دباؤ تو کوئی دیتا نہیں اور یہ کام کرنا ضرور ہے، پھر کیا کریں، یہ بات بالکل ہی پوچ (۲) ہے، اوّل تو یہی غلط ہے کہ بلا دباؤ کوئی دیتا نہیں، بہت سے بندگانِ خدا خود تقاضا کرکے دیتے ہیں۔

دوسرے جن اغراض کے لیے اس طرح چندہ لیا جاتا ہے وہ اغراض خود شرعاً ضروری نہیں؛ کیوں کہ اکثر مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فضول خرچیوں کے لیے اتنی بڑی رقموں کی حاجت ہوتی ہے۔ اگر رقم کم ہو، مسجد کچی بنالو۔ چھپّر ڈال لو، نماز کے لیے بہت ہے۔ مدرسہ مختصر بنالو یا کسی کرایہ کے مکان میں رکھ لو یا کسی مسجد میں بیٹھ جاؤ۔ معقولات کا درس کم کرو۔ قطبی تک پڑھانے والا تھوڑی تنخواہ کا مدرّس کافی ہے۔ فرش وسامان میں تکلف مت کرو۔ غرض جہاں تک اختصار ممکن ہو اختصار کرو۔ اور ضروری ضروری کاموں پر نظر رکھو۔ اگر اتنا بھی حلال طور سے نہ ملے کام بند کردو۔ سب مسلمانوں کا کام ہے، کچھ اکیلے مہتمم کا نہیں

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال قال رسول الله ﷺ: ألا لاتظلموا ألا لاتظلموا ألا لا يحل مال أمرئ إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان: ٤/٣٨٧، رقم: ٥٤٩٢، باب في قبض اليد عن أموال المحرمة، مسند أحمد: ٥/٧٣، رقم: ٢٠٩٧١، دار الكتب العلمية)

عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا يحل مال أمرئ مسلم إلا بطيب نفسه. (دار قطني: ٣/٢٢، رقم: ٢٨٦٢، دار الكتب العلمية، بيروت)

ولذلك لا يحل أن يؤخذ مال إنسان إلا بطيب نفس منه فلو طلب من الإنسان ما لا لا على ملأ من الناس فاستحيا من الناس أن لا يعطيه وكان يود أن يكون سؤاله في خلوة حتى لا يعطيه ولكن خاف ألم مذمة الناس وخاف ألم تسليم المال وردد نفسه بينهما فاختار أهون الألمين وهو ألم التسليم فسلمه فلا فرق بين هذا وبين المصادرة، إلخ. (إحياء العلوم للغزالي: ٣/٤٠٠، كتاب ذم الغرور، ربع المهلكات، دار المعرفة، بيروت)

(۲) پوچ: لغو، بیہودہ، مہمل (فیروز اللغات، ص: ۳۰۷)

ہے۔ چلے چلاوے، نہ چلے بند کردے۔(۱)

﴿دین کا کام دین کے خلاف کرنا﴾

بلکہ دین کا کام دین کے خلاف ہوکر کرنا اور بھی زیادہ برا ہے۔ اور جو کام سرے سے ضروری نہیں، جیسا قحط یا وبا میں مساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ، اس کے لیے چندہ کرنا اور بھی زیادہ برا ہے اور مشاہدہ ہوا ہے کہ قحط یا وبا کے چندہ میں مساکین کو بہت ہی کم پہنچتا ہے، مہتمین کے گھروں میں اور ان کے اقارب واصحاب کو خوب حصے پہنچتے ہیں۔(۲)

﴿فصلِ ہشتم: ہر ایک کو سند فضیلت دینا اور دستار بندی کرنا﴾

من جملہ ان رسوم کے بعض مدارس کی یہ رسم ہے کہ جب طالب علم نے کتابیں پڑھ لیں، خواہ اس کو استعداد ہو یا نہ ہو اور خواہ اپنے علم کے موافق عامل ہو یا نہ ہو اس کو سندِ

---

(۱) {لا يكلف الله نفسا إلا وسعها} (سورة البقرة، رقم الآية: ۲۸۶) أي: لا يكلف أحدا فوق طاقته، وهذا من لطفه تعالى بخلقه ورأفته بهم وإحسانه إليهم. (تفسير ابن كثير: ۲/۶۷۳، زكريا)

(۲) من أصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر. (مرقاة المفاتيح: ۲/۳۵۳، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، ملتان)

وفي حديث طويل: قال: فما التبذير؟ قال: انفاق المال في غير حقه الحديث. (المستدرك للحاكم: ۲/۳۹۳، رقم: ۳۳۷۵، بيروت، دار الكتب العلمية)

وقد صح عن بن مسعود رضي الله عنه أنه سمع قوماً اجتمعوا في مسجد يهللون ويصلون عليه الصلاة والسلام جهرا فراح إليهم فقال: ما عهدنا ذلك على عهده عليه السلام وما أراكم إلا مبتدعين فما زال يذكرهم ذلك حتى أخرجهم عن المسجد. (بزازيه: ۳/ ۱۱٦، كتاب الاستحسان، زكريا جديد)

إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا. (سورة النساء، رقم الآية: ۵۸)

وليس للمودع حق التصرف والاسترباح في الوديعة. (المبسوط للسرخسي: ۱۱/۱۲۲، كتاب الوديعة، دار الكتب العلمية، بيروت)

فضیلت دے دیتے ہیں اور دستار بندی کر دیتے ہیں۔ غور کرنا چاہیے کہ رسمِ دستارِ بندی واقع میں اساتذہ مشائخ کی طرف سے عوام کے رُوبرو اس امر کا اظہار اور شہادت ہے کہ یہ شخص ہمارے نزدیک اس قابل ہے کہ دین میں اس کی طرف رجوع کیا جاوے اور اس سے مسائل پوچھ کر عمل کیا جاوے۔ خلاصہ یہ کہ یہ شخص آج سے مقتدائے دین ہے۔ جب حقیقت اس کی یہ ہے تو جو شرائط شہادت کی ہیں وہ اس میں بھی ہونا واجب ہے۔ اور شہادت کی بڑی شرط یہ ہے کہ شاہد کو اس امر کا پورا علم اور یقین ہو کہ جس کی شہادت دے رہا ہے وہ صحیح ہے، تاکہ اس کو جھوٹ کا گناہ اور دوسروں کو دھوکا دینے کا گناہ نہ ہو اور کسی کو اس سے ضرر نہ پہنچے، اسی طرح یہاں بھی اس شخص کی نسبت پوری تحقیق ہونا چاہیے کہ قابل مقتدا فی الدین بننے کے ہے یا نہیں، اگر علمائے حاضرین کو اس پر پورا اطمینان ہو اور اس کی حالت علمی و عملی قابلِ قناعت ہو، تو دستار بندی بہت خوب رسم ہے، کہ اس میں اظہار ناواقفوں کے رُوبرو ہو جاتا ہے، بشرطے کہ تکلفاتِ زائد جس میں رِیا و اسراف لازم آوے نہ کیے جاویں، بلکہ اگر واعظوں کے لیے بھی کوئی ایسی شرط ہو جاوے کہ بلا امتحان و سند علماء کے وعظ نہ کہنے پاویں، اور عوام بھی بدون پیش کرنے سند کے کسی اجنبی کا وعظ نہ سنا کریں، تو بڑی ضروری مصلحت کی بات ہے۔ اس سند و دستار بندی کی یہ حکمت ہے، اور بدون اہلیت کے ہرگز ہرگز دستار بندی نہ کی جاوے، نہ سند دی جاوے کہ بجز اضلالِ خلق کے اس کا اور کیا ثمرہ ہے۔(۱)

---

(۱) عن ابن عباس، رضي الله عنهما قال: ذكر عند رسول الله ﷺ الرجل يشهد بشهادة، فقال لي: "يا ابن عباس، لا تشهد إلا على ما يضيء لك كضياء هذا الشمس" وأومأ رسول الله ﷺ بيده إلى الشمس. (مستدرك للحاكم: ٤/١١٠، رقم: ٧٠٤٥، كتاب الأحكام، دار الكتب العلمية، بيروت)

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.

ولا يتم ذلك إلا بالعلم أو المعاينه. (الموسوعة الفقهية: ٢٦/٢١٩، كويت)

المفسدة إذا ترجحت على المصلحة اقتضت تحريم الفعل. (روح المعاني: ٢/ ١٧٣، سورة البقرة تحت رقم الآية: ٢١٩، زكريا)

﴿فصلِ نہم: تبرکات کی زیارت﴾

من جملہ ان رسوم کے تبرکات کی زیارت ہے، جس میں اکثر عوام کا مجمع زیادہ ہوتا ہے۔ اس میں بھی بکثرت بے احتیاطیاں ہوتی ہیں:

ا۔ بعض جگہ تو تبرکات ہی بے اصل ہیں۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط نسبت کرنا کس قدر موجبِ وعید ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ و بزرگانِ دین پر افتراء کرنا بھی جھوٹ تو ضرور ہے، بلکہ بعض تبرکات کے غلط تو ہونے پر دلیلِ عقلی یا نقلی شہادت دیتی ہے، چناں چہ قدم شریف کے قصے کا اکثر محدثین نے انکار کیا ہے۔(۱)

﴿قرآن پر اعراب﴾

اور بعض قرآن اعراب لگائے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں یہ اعراب اصطلاحی نہ تھے، البتہ جہاں کوئی دلیل تکذیب نہ ہو ہم کو تکذیب کی حاجت نہیں۔ بالخصوص جہاں قرائن سے صدق غالب ہو وہ ظناً تبرک ہے۔ گو

---

(۱) عن التيمي قال سمعت أنسا قال قال رسول الله ﷺ: من كذب علي فليتبوا مقعده من النار متعمدا متعمدا قال مرتين وقال مرة من كذب علي متعمدا. (مسند أحمد: ۳/۱۱۷، رقم: ۱۲۱۵٤)

عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ قال: " آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان ". (بخاري: ۱/۱۰، رقم: ۳۳، باب علامة المنافق، كتاب الإيمان)

ولا يخفى أن مبنى الاعتقاد لا يكون إلا على الأدلة اليقينية ومثل هذا المعنى الذي أساسه على ذلك المبنى لا يصلح أن يكون من الأدلة الظنية ولذا لم يعتبر أحد من الفقهاء جواز العمل في الفروع الفقهية بما يظهر للصوفية من الأمور الكشفية أو من الحالات المنامية ولو كانت منسوبة إلى الحضرة النبوية على صاحبها أفضل الصلاة وأكمل التحية. (مرقاة المفاتيح: ۱۰/ ۱۷۹، الفصل الثاني، باب اشراط الساعة، كتاب الفتن، أشرفيه)

لا فرق في تحريم الكذب عليه ﷺ بين ما كان في الاحكام وما لا حكم فيه كالترغيب والترهيب والمواعظ وغير ذلك فكله حرام من أكبر الكبائر وأقبح القبائح باجماع المسلمين الذين يعتد بهم الاجماع. (نووي على المسلم: ۱/۸، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ، مقدمة)

یقیناً نہ سہی، کیوں کہ دلائل یقین کے مفقود ہیں۔(۱)

﴿زیارت پر معاوضہ﴾

۲۔ زیارت کرانے پر معاوضہ لیا جاتا ہے، فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایسے اُمور پر معاوضہ لینا حرام اور رشوت ہے۔(۲)

﴿زیارت کے وقت مرد و عورتوں کا اختلاط﴾

۳۔ زیارت کے وقت اکثر مردوں عورتوں کا اختلاطِ جسمی یا نظری ہوجاتا ہے۔ اس کا برا ہونا ظاہر ہے۔(۳)

﴿تبرکات کی زیارت کے وقت ہونے والی خرابیاں﴾

۴۔ بعض تبرکاتِ نبویہ کے زیارت کرانے کے وقت عوام کے مجمع میں اشعارِ ندائیہ پڑھے جاتے ہیں، اور ہیئت بھی حضور ﷺ کی سی بنائی جاتی ہے جس سے عوام کو ایہامِ رونقِ افروزی حضور پُرنور ﷺ کا احتمال ہوتا ہے، اس عقیدے کی تفصیل فصلِ اوّل بحث

---

(۱) ولا تقف ما ليس لك به علم. (سورة اسراء، رقم الآية: ۳٦)

وقال بن كثير: ومضمون ما ذكروه أن الله تعالى نهى عن القول بلا علم، بل بالظن الذي هو التوهم والخيال. (تفسير ابن كثير: ٤/١٣٠، زكريا)

(۲) فقد اتفقت النقول عن ائمتنا الثلاثة أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد أن الاستيجار على الطاعات باطل. (شرح عقود رسم المفتي: ٥٨، اتحاد)

وعلى هذا يخرج الاستيجار على المعاصي أنه لا يصح. (بدائع الصنائع: ٤/٣٩، باب الاستيجار على المعاصي، كتاب الاجارة، زكريا)

(۳) التزاحم عند الزيارة، وذلك أمر لا موجب له، بل هو خلاف الأدب، لا سيما إذا ادى إلى زحام النساء فإن الأمر شديد. (الموسوعة الفقهية: ٢٤/٨٥، كويت)

عام قیام میں ہو چکی۔(۱)

﴿تداعی اور اہتمام کے ساتھ زیارت﴾

۵۔ اس کا اہتمام و تداعی فرائض و واجبات سے زیادہ ہوتا ہے اور محتاط کو نشانۂ ملامت بناتے ہیں، یہ صریح تعدیٔ حدود ہے، اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس ہیئت سے زیارت نہ کی جاوے، بلکہ خلوت میں یا جلوت خاص میں بلا پابندی ان رسوم کی زیارت سے مشرف ہو جاوے اور کبھی کبھی بلا تعیّنِ وقت بطور خدمت کے خادم تبرکات کی خدمت میں کچھ پیش کر دیا کرے، اس کا مضائقہ نہیں۔(۲)

﴿فصلِ دہم﴾

من جملہ ان رسوم کے مساجد کی زینت و تکلف ہے جو اعتدال سے خارج ہو۔ فقہاء نے فرمایا ہے اور عقل میں بھی یہ بات آتی ہے کہ مساجد کے استحکام کے لیے اہتمام و صَرف کرنا تو مضائقہ نہیں، مگر زیب و زینت و نقش و نگار نہ کرے، بلکہ اگر مالِ وقف سے کرے گا تو

---

(۱) وما يفعله متصوفة زماننا حرام لا يجوز القصد والجلوس إليه ومن قبلهم لم يفعل كذلك. (شامي:۹/۵۰۳، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، زكريا)
وقد صح عن ابن مسعود أنه سمع قوما اجتمعوا في مسجد يهللون ويصلون عليه الصلاة والسلام جهرا فراح إليهم، فقال: ماعهدنا ذلك على عهده عليه السلام وما أراكم مبتدعين مما زال يذكر ذلك حتى أخرجهم عن المسجد. (بزازيه:۳/۲۱۶، كتاب الاستحسان، زكريا جديد)

(۲) من أصر على أمر مندوب، وجعله عزما، ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر. (مرقاة:۲/۳۵۳، باب الدعاء في التشهد، كتاب الصلاة، ملتان)
عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول الله ﷺ كل معروف صدقة وإن من المعروف أن تلقى أخاك بوجه طلق وأن تفرغ من دلوك في إناء أخيك. (ترمذي:۲/۱۸، رقم:۱۹۷۰، باب ماجاء في طلاقة الوجه وحسن البشر، أبواب البرّ والصلة)

متولی کو اپنے گھر سے اتنا روپیہ بھرنا پڑے گا۔ اور واقعی اگر غور کرکے دیکھا جاوے کہ مسجد کس غرض کے لیے شرعاً موضوع ہوئی ہے، غرض یہی ہے کہ اس میں عبادت کی جاوے اور عبادت کی رُوحِ اعظم حضورِ قلب و خشوع ہے، تولا محالہ جو چیز مُخِلِّ خشوع ہوگی وہ مُخِلِّ عبادت ہے اور وہ موضوعِ مسجد کے خلاف ہے تو ضرور مسجد میں اس کا منضم کردینا ممنوع ہونا چاہیے۔(۱)

اسی واسطے حدیثِ بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی کے مستری کو رنگ آمیزی کرنے سے منع فرمایا۔ اور یہی وجہ بیان فرمائی کہ اس میں لوگوں کے دل کو مشغولی ہوگی، گویا عبادت گاہ تماشا گاہ بن جاوے گی، واقعی کس قدر قلبِ موضوع ہے۔ اور حدیثِ ابوداود میں ایسی زیب و زینت کو یہود و نصاریٰ کا فعل بتایا گیا ہے۔ ان کے ساتھ مشابہت کرنا بھی بالیقین برا ہے۔ پھر اس میں اسراف بھی ہے۔(۲)

---

(۱) أما المتولي يفعل من مال الوقف ما يرجع إلى إحكام البناء دون ما يرجع إلى النقش حتى لو فعل يضمن. (هنديه: ۱/۱۰۸، الفصل الثاني فيما يفسد الصلاة، الباب السابع الصلاة، زكريا جديد)
ويكره التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصا في جدار القبلة وكره بعض مشايخنا النقش على المحراب وحائط القبلة لأنه يشغل قلب المصلي. (درمختار مع الشامي: ۲/۴۳۱، باب مايفسد الصلاة، مطلب كلمة لا بأس دليل على المستحب غيره، زكريا، زكريا قديم: ۱/۶۵۹)
ومحل الكراهة التكلف بدقائق النقوش ونحوه خصوصا في جدار القبلة لأنه يلهي قلب المصلي هذا إذا فعل من مال نفسه أما المتولي فلا يجوز أن يفعل من مال الوقف إلا ما يرجع إلى إحكام البناء حتى لو جعل البياض فوق السواد للنقاء ضمن. (كبيري: ۲/۵۴۱، قبيل فصل في مسائل شتى إلخ، أشرفيه)

(۲) وأمر عمر ببناء المسجد وقال: "أكن الناس من المطر، وإياك أن تحمر أو تصفر فتفتن الناس".
(بخاري: ۱/۶۴، تحت باب بنيان المسجد، رقم الباب: ۶۴)
عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ - "ما أمرت بتشييد المساجد". قال ابن عباس لتزخرفنها كما زخرفت اليهود والنصارى. (أبو داود: ۱/۶۵، رقم: ۴۴۸، باب في بناء المسجد، كتاب الصلاة)
وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ (سورة الاسراء، رقم الآية: ۲۶)

﴿تزیین مسجد مین باہم تفاخر﴾

علاوہ اس کے اکثر تفاخر و شہرت کا قصد بھی ہوتا ہے اور اکثر اس قدر تکلف کے لیے حلال مال بھی کم میسر ہوتا ہے، کیوں کہ حلال مال اوّل تو اس قدر کس کے پاس ہے، پھر اس کو بے دریغ خرچ کرنا بھی مشکل ہے۔ حرام مال مسجد میں لگانا اور زیادہ وبال ہے۔

غرض اتنی خرابیاں اس میں جمع ہیں۔ اس لیے مساجد کو سادہ اور مستحکم بنانے پر اکتفا کریں، ان سب زوائد کو حذف کردیں، جس قدر اس میں خرچ کرنا ہو، مصلحت یہ ہے کہ اوّل اس کی کوئی جائیداد یا دکان وغیرہ خرید کر اس کے مصارف کے لیے وقف کردیں۔(۱)

﴿تفاخر و تزیین میں حضرت عثمانؓ کے عمل سے استدلال﴾

اور بعض لوگوں کا حضرت عثمان ﷺ کے بنائے مسجدِ نبوی اور اس میں ساج وغیرہ کے نقش کرنے کے قصے کو دلیلِ نقلی میں پیش کرنا اور مصلحتِ اعزاز و رفعتِ دین کو دلیلِ عقلی میں پیش کرنا محض ناکافی ہے۔

حضرت عثمان ﷺ نے اس قدر تکلف نہیں فرمایا تھا، نہ ان کی نیت میں تفاخر تھا، نہ

---

(۱) عن أنس و قتادة عن أنس أن النبي -ﷺ- قال "لا تقوم الساعة حتى يتباهى الناس في المساجد". (أبو داود: ۱/۶۵، رقم: ۴۴۹، باب في بناء المسجد، كتاب المسجد)

كل مسجد بني مباهاة أو رياء أو سمعة أو لغرض سوى ابتغاء وجه الله بمال غير طيب فهو لاحق لمسجد الضرار. (كشاف للزمخشري: ۲/ ۲۸۷، تحت رقم الآية: ۱۰۷، سورة التوبة، دار الحديث القاهرة)

لو أنفق في ذلك مالا خبيثا و مالا سببه الخبيث و الطيب فيكره لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. (الدر مع الرد: ۲/۴۳۶، قبيل مطلب في أفضل المساجد، كتاب الصلاة، زكريا)

مشتبہ مال اس میں لگایا، ان کے قصے پر اپنے فعل کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے (۱)

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر   گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

﴿سادگی میں دین کا اعزاز ہے﴾

اور دین کا اعزاز و ترفّع ایسے اُمور سے نہیں ہوتا، بلکہ سادگی میں اس کا حسن اور دوبالا ہوجاتا ہے۔

حضرت عمر ﷛ کا ارشاد: نَحْنُ قَوْمٌ أَعَزَّنَا اللهُ بِالإِسْلَامِ (ہم ایسی قوم ہیں کہ عزت دی ہم کو خدا نے اسلام کے سبب) آبِ زر سے لکھ کر حرزِ جاں بنانے کے قابل ہے، اور اس کے حاشیہ پر حافظ شیرازی کا شعر چڑھانے کے لائق ہے۔

زعشق ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی ست   بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را (۲)

---

(۱) عن بن عمر، أخبره "أن المسجد كان على عهد رسول الله ﷺ ... ثم غيره عثمان فزاد فيه زيادة كثيرة: وبنى جداره بالحجارة المنقوشة، والقصة وجعل عمده من حجارة منقوشة وسقفه بالساج". (بخاري:١/٦٤، رقم:٤٤٦، باب بنيان المسجد، كتاب الصلاة)
وقال بن حجر تحته: وقال ابن بطال وغيره: هذا يدل على أن السنة في بنيان المسجد القصد وترك الغلو في تحسينه ... ثم كان عثمان والمال في زمانه أكثر فحسنه بما لا يقتضي الزخرفة. (فتح الباري:١/٦٤٠، تحت رقم:٤٤٦، شركة القدس)

(۲) عن طارق قال خرج عمر رضي الله عنه إلى الشام ومعنا أبو عبيدة فأتوا على مخاضة وعمر على ناقة له فنزل وخلع خفيه فوضعهما على عاتقه وأخذ بزمام ناقته فخاض فقال أبو عبيدة يا أمير المؤمنين أنت تفعل هذا ما يسرني أن أهل البلد استشرفوك فقال أوه ولو يقل ذا غيرك أبا عبيدة جعلته نكالا لأمة محمد إنا كنا أذل قوم فأعزنا الله بالإسلام فمهما نطلب العز بغير ما أعزنا الله به أذلنا الله. (ترغيب والترهيب:٣/ ٥٣٢، رقم:٤٢٦٩، دار الكلم، بيروت، مستدرك للحاكم:١/١٣٠، رقم:٢٠٧، دار الكتب العلمية، بيروت)
قال رسول الله ﷺ: البذاذة من الإيمان. (ابن ماجه، ص:٣٠٣، رقم:٤١١٨، باب من لا يؤبه له، كتاب الزهد)
وفي هامشه: قوله البذاذة: في النهاية البذاذة الهيئة أراد التواضع في اللباس وترك الافتخار به. (حاشيه ابن ماجه)

﴿بطور فخر قریب قریب مساجد کی تعمیر ممنوع ہے﴾

اسی طرح مساجد بہت پاس پاس بنانا بالخصوص تفاخر و تزاحم کے لیے بھی بالکل دین اور عقل کے خلاف حرکت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دین کے کام کو دین کے طور پر کرو، ورنہ ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مضمون ہو جاتا ہے۔(۱)

خاتمہ: الحمد للہ کہ تیسرے باب کے ساتھ کتاب ہذا بھی اختتام کو پہنچی اور آج ہی کے دن تاریخ چہارم ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ اس ناکارہ کی عمر سے پورا اڑتیسواں سال بھی ختم ہوا یہ مدت تو جو کہ قریب چہل ہے سعدیؒ کے اس قول کا مصداق ہے۔

چہل سال عمرِ عزیزت گزشت ‏ ‏ ‏ مزاجِ تو از حالِ طفلی نہ گشت

دیکھیے آیندہ کتنی عمر باقی ہے اور کس حالت میں گزرتی ہے۔ یا اللہ! اپنی رحمت کا صدقہ کہ بقیہ عمر کو اس عمر گزشتہ کا مصلح بنا کر ایمانِ کامل پر خاتمہ کیجیو

بحرمتِ سیّد الخلائق والبشر سیّدنا و مولانا محمد صلی اللّٰہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ إلی یوم التناد والمحشر، وارزقنا شفاعتہ یوم الفزع الأکبر، آمین برحمتک یا أرحم الراحمین۔

---

(۱) روي عن عطاء لما فتح الله الأمصار على عمر رضي الله تعالى عنه أمر المسلمين أن يبنوا المساجد وأن لا يتخذوا في مدينة مسجدين يضار أحدهما صاحبه. (روح المعاني: ۲۱/۷، سورة التوبة تحت رقم الآية: ۱۸، زكريا)

إذا كان هذا مباهاة ورياء أو سمعة فهو أيضا مكروه بل بناء المساجد بهذه النية الفاسدة يكون مكروها أيضا. (بذل المجهود: ۱۵۸/۳، باب في بناء المساجد، كتاب الصلاة، دار البشائر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ اصلاح الرسوم

جس کو طبع ثانی کے وقت مؤلف نے اضافہ کیا، اس میں بھی چند فصلیں ہیں اور ہر فصل میں ایک رسم کا بیان ہے۔

﴿فصلِ اوّل: میت کے کپڑے وغیرہ ورثاء سے پوچھے بغیر تقسیم کرنا﴾

ایک رسم یہ ہے کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے، تو اس کے وُرثاء میں سے جو موقع پر موجود ہوتے ہیں اس کے کپڑے نکال نکال کر غریبوں کو محتاجوں کو مدارس میں مساجد میں تقسیم کرنا شروع کردیتے ہیں اور اس کا خیال نہیں کرتے کہ بعض وارثین جو حاضر نہیں ہیں، اس میں ان کا بھی حصہ ہے، ممکن ہے کہ وہ اس تقسیم کو پسند نہ کریں، یا ان کی مرضی اور کسی جگہ دینے کی ہو۔ اسی طرح بعض وُرثاء نابالغ ہوتے ہیں، ان کے حصے میں بھی تصرف کرنا جائز نہیں، بلکہ اگر وہ اجازت بھی دے دیں، تب بھی عقدِ تبرع وہبہ میں ان کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہے۔

اسی طرح کفن کے علاوہ اُوپر کی چادر اور جانماز یہ سب کفن سے خارج ہے اور عام رواج یہی ہے کہ یہ ترکۂ مشترکہ میّت سے بنایا جاتا ہے۔ سو ان چیزوں میں بوجہ تصرف فی حق الغیر کے غصب اور ظلم کا گناہ ہوتا ہے، اس لیے اس میں احتیاط کرنا ضروری ہے۔(۱)

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال قال رسول اللہ ﷺ: ألا لاتظلموا ألا لاتظلموا ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان: ٤/٣٨٧، رقم: ٥٤٩٢، دار الكتب العلمية، بيروت)

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه وإن فعل كان ضامنا. (شرح المجلة: ١/٦١، اتحاد، شامي: ٦/١٠٦، زكريا)

وفي الشرع: الظلم عبارة عن التعدي عن الحق إلى الباطل وهو الجور وقيل هو التصرف في ملك الغير ومجاوزة الحد. (قواعد الفقه: ٣٦٨، أشرفيه)

وما ملكه اليتيم من مال غير تركة أمه فليس لوصي أمه التصرف فيه منقولا أو غيره لأن الوصي قائم مقام الأم وليس للأم التصرف في مال طفلها. (شرح المجلة: ١/٥٤٦، رقم المادة: ٩٧٤، اتحاد، تكملة فتح الملهم: ٢/١٤، أشرفيه)

﴿میت کی وصیت کا حکم﴾

پس اگر میّت نے وصیت صراحتًا کی ہو کہ میرے کپڑے مساکین یا صُلحاء کو دے دیے جاویں، تو یہ وصیت ثلث ترکہ میں جاری ہوگی، یعنی جس قدر کپڑوں کے لیے وہ وصیت کر گیا ہے، اگر کل ترکہ کے ثلث سے قیمت میں زائد نہ ہوں تو بلا کسی وارث کے دریافت کیے ہوئے وہ تقسیم کر دیئے جاویں۔ ورنہ ان کو اوّل تقسیم کرنا چاہیے۔ جب ہر شخص اپنے حصہ پر قابض ہو جائے، پھر ہر ایک کو اپنی چیز کا اختیار ہے جس کو چاہے دے یا نہ دے۔ اور نابالغوں کا حصہ اگر ان کے بکار آمد ہو رکھا جاوے، ورنہ فروخت کر کے ان کے کام میں لگایا جاوے۔

البتہ اگر کسی جگہ سب وارث بالغ ہوں اور تصریحًا یا دلالتًا بقرائنِ قویہ اجازت دے دیں تب بلا تقسیم بھی صَرف کر دینا جائز ہے۔(۱)

﴿ترکہ میت لینے والوں کے بارے میں شرعی حکم﴾

اور جس جگہ لینے والے کو حال معلوم نہ ہو، تو چوں کہ غالب بے احتیاطی ہے اس لیے واجب ہے کہ خوب تفتیش کر لیا کریں، یہ نہیں کہ مُردہ کے مال کو غنیمت سمجھیں۔

اہلِ مدارس و مساجد کو اس کا بہت خیال رکھنا ضروری ہے، ان کی احتیاط سے عوام متنبہ ہو جائیں گے۔(۲)

---

(۱) لایجوز بمازاد علی الثلث. (البحر الرائق:۹/۲۱۴، زکریا، هدایه:۴/۶۵۴، أشرفيه)
ثم تصح الوصية للأجنبي بالثلث من غير اجازة الوارث. (تبيين الحقائق: ۷/۳۷۵، كتاب الوصايا، زكريا)
وكل ما جاز باجازة الوارث يتملكه المجاز له. (هدايه: ۴/۶۵۶، أشرفيه، الموسوعة الفقهية: ۴۳/۲۵۹، كويت، البنايه: ۱۳/۳۹۴، أشرفيه)

(۲) ان تصرف القاضي في الأوقاف مقيد بالمصلحة ويجب الافتاء والقضاء لكل ما هو أنفع للوقف. (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۱/۲۰۸، بحواله فتاوى محموديه: ۱۴/۳۶۶، دابهيل)

فصلِ دوم: شیخ زادے کی سجادہ نشینی

ایک رسم یہ ہے کہ جب کسی شیخ کی وفات ہوئی اس کے مُریدوں نے جمع ہوکر اسی کے کسی بیٹے کو یا کسی خادم کو سجادہ نشین کر دیا اور سند کے لیے دستار بندی کردی، خواہ اس میں اہلیت ہو یا نہ ہو۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جو لوگ ابھی خود اس راہ سے ناآشنا ہیں، ان کی اجازت کہاں تک قابلِ اعتبار ہو سکتی ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جتنے لوگ ایسے رسمی سجادہ نشین سے بیعت ہوں گے، ان سب کی گمراہی کا وبال اس سجادہ نشین کی برابر ان اربابِ جلسہ کو بھی مل جاوے گا کہ یہ لوگ بانی ضلالت ہوئے۔ حدیث شریف میں علاماتِ قیامت سے آیا ہے کہ "لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے، اوروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔

اس لیے سمجھ لینا ضروری ہے کہ جب تک کوئی شیخِ کامل جامعِ شریعت وطریقت جس کو اس زمانہ کے اچھے لوگوں نے اہل مان لیا ہو اجازت نہ دے، بیعت لینے پر جرأت نہ کرنا چاہیے۔(۱)

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء، حتى إذا لم يبق عالما اتخذ الناس رءوسا جهالا، فسئلوا فأفتوا بغير علم، فضلوا وأضلوا". (بخاري: ۲۰/۱، رقم: ۱۰۰، باب كيف يقبض العلم، كتاب العلم)

وقال ابن حجر تحت روايته: وفي هذا الحديث الحث على حفظ العلم والتحذير من ترئيس الجهلة. (فتح الباري: ۲۳۶/۱، رقم: ۱۰۰، شركة القدس)

وبالجملة فالتصوف عبارة عن عمارة الظاهر والباطن، أما عمارة الظاهر فبالأعمال الصالحة، وأما عمارة الباطن فبذكر الله وترك الركون إلى ما سواه، وتحليته بالأخلاق الحميدة وتطهيره عن انجاس الأخلاق الذميمة وكان تيسر ذلك للسلف بمجرد الصحبة. (إعلاء السنن: ۴۳۸/۱۸، كتاب الأداب، والتصوف والاحسان، كراتشي)

﴿فصلِ سوم: وارث کا مال بغیر اس کی صریح رضا کے استعمال کرنا﴾

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر بعد مرنے مورثِ اعلیٰ کے کوئی چچا یا بھائی وغیرہ کسی لڑکے یا لڑکی کا نکاح اسی کے حصے سے جو ترکہ سے اس کو پہنچا ہے کر دیتے ہیں، اور فضول اخراجات میں اس کو برباد کر دیتے ہیں اور اپنے ذہن میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو اس کی چیز اس کو لگادی، کون سا گناہ کیا۔

اس کی تو ایسی مثال ہوئی کہ کسی مسخرہ میزبان نے دعوت کر کے مہمانوں کی جوتیاں بیچ کر ان کو مٹھائی کھلادی تھی اور کہا تھا کہ "یہ آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے"۔ بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کچھ قرضہ بھی ہوجاتا ہے، تو وہ اس لڑکے کے ذمے رکھا جاتا ہے اور اس سے ادا کرایا جاتا ہے۔ یہ کس قدر ظلمِ صریح ہے۔

پس اوّل تو فضول رسوم خود ناجائز ہیں اور جو مصارف مباح وجائز بھی ہوں تب بھی اس کے حصہ سے بلا اس کی رضائے صریح کے جب کہ وہ بالغ ہو صَرف کرنا حرام ہے۔ اور اگر وہ نابالغ ہے تو صریح اجازت بھی شرعاً معتبر نہیں، یا ویسے ہی رسمی اجازت ہے بوجہ لحاظ کے یا عرف کے، یہ سب غیر معتبر ہے۔(۱)

﴿فصلِ چہارم: لڑکیوں کو حصہ نہ دینا﴾

ایک رسم یہ ہے کہ لڑکیوں کو بہنوں کو ترکہ سے حصہ نہیں دیتے جو نصِ قطعی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا ہے کہ "مردوں کا بھی حصہ ہے جو کچھ ماں باپ یا اقارب نے چھوڑا، اسی طرح عورتوں کا بھی حصہ ہے جو کچھ ماں باپ یا اقارب نے چھوڑا،

---

(۱) لایجوز لأحد أن یتصرف في ملك غیره بلا اذنه أو وكالة منه أو ولایة علیه وإن فعل كان ضامنا.
(شرح المجلة: ۱/۶۱، اتحاد، شامي: ۶/۱۰۶، زکریا)
ولیس للأم التصرف في مال طفلها. (شرح المجله: ۱/۵٤٦، رقم: ۹۷٤، اتحاد)

قلیل ہو یا کثیر یہ حصہ مقرر کیا ہوا ہے الخ"۔ ایسے صاف حکم کے خلاف پر کس طرح جرأت ہوتی ہے۔(۱)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! وہ لیتی نہیں۔ ان سے پوچھنا چاہیے کہ صاحب! تم نے کب دیا تھا، کہ انھوں نے انکار کیا۔ البتہ لحاظِ مروّت سے مانگا نہیں۔ اس سے کسی کا مال حلال نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے دینا چاہا تھا، انھوں نے نہیں لیا۔ یہ بھی عذر ناکافی ہے۔ ایک نہ لینا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ لینے سے خلقت ملامت کرے گی۔ یہ شرعاً معتبر نہیں۔ ایک نہ لینا محض طیبِ خاطر سے ہوتا ہے، سو اس کا فیصلہ ہر شخص انصاف سے خود کر سکتا ہے۔ اس زمانہ میں چوں کہ اکثر لوگ حاجت مند و مفلس ہیں اور مال کی محبت اکثر قلوب میں راسخ ہے، اس لیے رسمی اجازت کا اعتبار نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ بعد مرنے مورث کے سب کا نام بھی درج کرایا جاوے۔ اور ششماہی یا سالانہ آمدنی پر سب حساب کر کے ہر ایک کا حصہ روپیہ یا غلہ اس کو اصرار کر کے دیا جاوے۔ اگر اعلان سے لینا اس کو ناگوار ہو تو اخفاء کے ساتھ اس کا پورا حق دے، یا اس کی جائیداد وغیرہ تقسیم کر کے اس کو حوالہ کر دے اور جو وہ انتظام نہ کر سکے، تو یہ شخص وکالتاً اس کی جانب سے انتظام کرے یا اس کی خوشی سے خود مناسب طور سے ٹھیکے پر لے لے اور رقمِ ٹھیکا اس کو ادا کرتا رہے۔

بعض لوگ اپنے جی کو سمجھا لیتے ہیں کہ ہم نے تقریبات میں پھوپھی کو بہن کو بھات دیا ہے، جوڑے دیے ہیں اور ہمیشہ دیا کرتے ہیں، یہ گویا اس کا حصہ ترکہ کا ادا کر دیا جاتا ہے۔

اس کے جواب میں وہی حکایتِ مسخرہ میزبان کی جو فصلِ سوم میں لکھی گئی کافی ہے۔(۲)

---

(۱) لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا. (سورة النساء:۷)

(۲) وقال الحافظ بن كثير: الجميع فيه سواء في حكم الله تعالى، يستوون في أصل الوراثة وإن تفاوتوا بحسب ما فرض الله لكل منهم، بما يدلي به إلى الميت من قرابة، أو زوجية، أو ولاء. فإنه

تیل اس کے اندر نہ جلاوے، دیا سلائی اس کے اندر نہ کھینچے، باہر چراغ روشن کرکے اندر رکھ دے۔ تمباکو کھانے پینے والا جب تک خوب منہ کو صاف نہ کرلے اس میں داخل نہ ہو۔(۱)

فصلِ ششم: موروثی امامت

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر قصبات میں عیدین کی امامت اور بعض جگہ جمعہ اور نمازِ پنجگانہ کی بھی موروثی بنا پر دعویٰ ریاست کے چلی آتی ہے، خواہ امام صاحب میں اہلیت ہو یا نہ ہو۔ بعض جگہ تو امام قرآن بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا۔ ایسی صورت میں تو نماز ہی سب کی باطل ہوگی اور اگر الٹا سیدھا صحیح بھی پڑھ لیا، مگر مقتدی لوگوں کو اس کی امامت ناگوار ہے اور جبراً وکرہاً بہ خیالِ احتمالِ فتنہ کے ساکت ہیں، تو اس امام کو سخت گناہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایسے امام کی نماز قبول نہیں ہوتی۔(۲)

فصلِ ہفتم: مسجد وغیرہ میں جگہ خاص کرنا

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر لوگ عیدین یا جمعہ میں یا اور نمازوں میں پہلے سے خود یا کسی نوکر چاکر

---

(۱) عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ من أكل من هذه أول مرة الثوم ثم قال الثوم والبصل والكراث فلا يقربنا في مسجدنا. (ترمذي:۲/۳، رقم:۱۸۰۶)
يجب أن تصان عن إدخال الرائحة الكريهة لقوله عليه السلام من أكل الثوم والبصل والكراث فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تتأذى مما تتأذى منه بنو آدم. (كبيري:۲/۶۱۰، فصل في أحكام المساجد، أشرفيه)

(۲) وكذا (لاتصح الصلاة) من لايقدر على التلفظ بحرف من الحروف على التكلم بها، فسدت صلاته وصلاة القوم. (هنديه:۱/۸۶، زكريا قديم، شامي:۲/۳۲۸، زكريا)
عن ابن عباس، عن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا ترتفع صلاتهم فوق رؤوسهم شبرا: رجل أم قوما وهم له كارهون. (ابن ماجه، ص:۶۹، رقم:۹۷۱، كتاب الصلاة، باب من أم قوما وهم له كارهون)
ان كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره وينبغي أن تكون الكراهة تحريمية إلخ. (حاشية الطحطاوي على المراقي، ص:۳۰۱، دار الكتاب فصل في بيان أحق الإمامة، كتاب الصلاة)

دوست آشنا کی معرفت مسجد میں اپنا کپڑا یا تسبیح قبضے کے لیے رکھ دیتے ہیں اور آزادی اور بے فکری سے جب جی چاہتا ہے تشریف لے جاتے ہیں، سو یہ بات بالکل شریعت کے خلاف ہے۔

ہمارے حضور ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ ہم حضور ﷺ کے لیے منیٰ میں پہلے خیمہ وغیرہ لگادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''نہیں، کیوں کہ وہاں ٹھہرنے کا استحقاق اس کو حاصل ہے جو پہلے پہنچ جاوے'' الخ۔ البتہ کسی جگہ جب آدمی بیٹھ گیا اور نماز ہونے تک بیٹھے رہنے کا ارادہ کرلیا، اتفاقاً درمیان میں عارضی طور پر اٹھنا پڑے، مثلاً: وضوٹوٹ گیا، کھنکارنے گیا، اس وقت یہی شخص اس جگہ کا مستحق ہے۔ دوسرے شخص کو وہاں بیٹھنا جائز نہیں۔ ایک حدیث اس مضمون کی بھی آئی ہے۔(۱)

فصلِ ہشتم: امام کے کھڑے ہونے کی جگہ

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر مساجد میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ممتاز اور بلند ہوتی ہے۔ بعض جگہ امام بالکل محراب کے اندر کھڑا ہوتا ہے۔ ان دونوں صورتوں کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ بس اس میں احتیاط کرنی چاہیے کہ امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ایک بالشت بھی بلند نہ ہو اور کم از کم پاؤں محراب سے باہر رہنے چاہییں۔(۲)

---

(۱) وفي شرح السير الكبير للسرخسي: وكذا كل مايكون المسلمون فيه سواء كالنزول في الرباطات والجلوس في المسجد للصلاة، والنزول بمنى أو عرفات للحج، إلخ. (شامي: ۲/ ٤٣٦، مطلب فيمن سبقت يده إلى مباح، كتاب الصلاة، زكريا)

عن عائشة قالت: قلنا يا رسول الله! ألا نبني لك بيتا يظلك بمنى؟ قال لا منى مناخ من سبق. (ترمذي: ۱/۱۷۷، رقم: ۸۸۱، باب ماجاء أن منى مناخ من سبق، أبواب إلخ)

قلت: وينبغي تقييده بما إذا لم يقم عنه على نية العود بلا مهلة، كما لو قام للوضوء مثلا ولا سيما إذا وضع فيه ثوبه لتحقق سبق يده تأمل. (شامي: ۲/ ٤٣٦، قبيل مطلب فيمن سبقت يده إلى مباح، كتاب الصلاة، زكريا)

(۲) وقيام الإمام في المحراب، وفي الشامية: قلت: أي لأن المحراب إنما بني علامة لمحل قيام الإمام ليكون قيامه وسط الصف كما هو السنة، لا لأن يقوم في داخله، فهو وإن كان من بقاع

﴿فصلِ نہم: نیم حکیم کا شرعی حکم﴾

ایک رسم یہ ہے کہ اکثر لوگ دو چار نسخے یاد کرکے مطب اور علاج شروع کردیتے ہیں۔ نہ کلیات سے واقف نہ جزئیات کے احکام معلوم۔ حدیث میں آیا ہے کہ "جو شخص طب میں ماہر نہ ہو اور علاج کرے اور اس کے علاج سے کوئی نقصان ہو جاوے وہ ضامن ہے"۔ یعنی دنیا میں قابلِ ملامت اور آخرت میں مستوجبِ عذاب ہے۔ "نیم حکیم خطرۂ جان، نیم ملا خطرۂ ایمان" مسلّم ہے۔(۱)

﴿فصلِ دہم: پائے حجام کا اور سری سقہ کا حق﴾

من جملہ ان رسوم کے یہ رسم ہے کہ قربانی کے جانور میں لازم سمجھتے ہیں کہ پائے حجام کا حق ہے اور سری سقہ کا۔ اسی طرح عقیقہ میں اپنے اپنے حقوق لازم کر رکھے ہیں، اس کو دینے والا اور ایسے ہی لینے والا ضروری سمجھتے ہیں، وگرنہ وہ شکایت اور مذمت و ہجو کرتے پھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ لوگ بلا اجازت مالک کے یہ چیزیں اُٹھالے جاتے ہیں۔ پس سمجھ لینا چاہیے کہ شریعت میں اس لزوم کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو اس میں بڑی خرابی لازم آتی ہے۔ وہ یہ کہ قاعدۂ فقہیہ ہے کہ اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ۔ پس جب اس درجہ کا عرف ہو جاوے تو ایسا ہوگا جیسا اُن لوگوں سے شرط ٹھہرائی گئی ہو، اور اگر کوئی شرط اس طرح ٹھہرادے کہ ہمارا فلاں کام کیا کرو، تم کو اس خدمت کے معاوضہ میں فلاں چیز دیں گے،

==المسجد لكن أشبه مكانا آخر فأورث الكراهة وانفراد الإمام على الدكان للنهي، وقدر الارتفاع بذراع، ولا بأس بما دونه، وقيل مايقع به الامتياز وهو الأوجه. (درمختار مع الشامي: ٢/٤١٤، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيه، كتاب الصلاة، زكريا)

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله -ﷺ- قال "من تطبب ولا يعلم منه طب فهو ضامن". (أبو داود: ٦٣٠/١، رقم: ٤٥٨٦، باب فيمن تطبب لغير علم، كتاب الديات)

وہ چیز اس صورت میں اُجرت ہوگی اور اُجرت بذمہ کام لینے والے کے دین ہے، تو گویا اس شخص نے قربانی کے اجزاء سے اپنا دین ادا کیا اور یہ حکم بیع میں ہے اور حرام اور باطل ہے، صرف تبرّعات میں اس کا صَرف کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کھال کو یہ سمجھنا کہ مؤذن کا حق ہے، اس میں بھی بعینہٖ وہی خرابی ہے، جیسا کہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہوسکتا ہے،

چاہیے کہ اس رسم کو موقوف کریں اور بلا تعین اور استحقاق مالک کو اختیار ہے جس کو چاہے دے دیا کرے، اسی طرح قربانی میں اور بھی بے احتیاطیاں کرتے ہیں۔(۱)

﴿جانور کو ادھیا (پال) پر دینا﴾

مثلاً: عام رواج ہے کہ گائے، بھینس کا بچہ پرورش کے لیے حصہ پر دے دیتے ہیں، یعنی زید اپنی گائے کا بچہ عمرو کو یہ شرط کر کے دیتا ہے، کہ تم اپنے طور پر اس کی خدمت کرو، کھلاؤ پلاؤ، جب بڑا ہو جاوے آدھا ہمارا اور آدھا تمہارا اور یہی اس کا حق الخدمت واُجرتِ پرورش ہے، پس کبھی وہ

---

(۱) أن المعروف كالمشروط، وفي البزازية المشروط عرفا كالمشروط شرعا. (الأشباه والنظائر، ص:۲۷۸، القاعدة السادسة العادة محكمة الفن الأول، نعيميه)

كل مباح يؤدي إليه (إلى السنية والوجوب) فمكروه. (شامي: ۲/ ۵۹۸، مطلب في سجدة الشكر، كتاب الصلاة، زكريا، هنديه:۱/۶، زكريا قديم)

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا اذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه وإن فعل كان ضامنا. (شرح المجلة:۱/۶۱، اتحاد)

كان ابن عباس رضي الله عنه يقول: أن النبي ﷺ نهى عن طعام المتبارئين أن يوكل. (أبو داود: ۲/۵۲۷، رقم: ۳۷۵۴، باب في طعام المتبارئين، كتاب الأطعمة)

وقال المحدث السهارنفوري: وإنما كره ذلك مما فيه من الرياء والمباهاة. (بذل المجهود: ۱۱/۴۸۲، تحت رقم ۳۷۵۴، دار البشائر)

لايعطى أجر الجزار من الأضحية. (هندية:۴/۴۵۰، أشرفيه)

عن علي، قال: "أمرني رسول الله ﷺ ان أقوم على بدنه، وأن أتصدق بلحمها وجلودها وأجلتها، وأن لا أعطي الجزار منها"، قال: "نحن نعطيه من عندنا". (مسلم: ۱/۴۲۳، رقم: ۱۳۱۷، باب الصدقة بلحوم الهدايا، أضحية)

زید کے پاس رہتا ہے اور وہ اُجرت وقیمت عمرو کو دیتا ہے، کبھی بالعکس۔ چوں کہ یہ کسی عقدِ صحیح میں شرعاً داخل نہیں، اس لیے معاملہ حرام ہے، اور اگر خدمت کرنے والے کے پاس وہ جانور رہا تو اس کی ملک خبیث ہے، پس بعض لوگ ایسا جانور خرید کر اس کی قربانی کیا کرتے ہیں۔ چوں کہ اس صورت میں وہ بملکِ خبیث حاصل ہوگا اس لیے قربانی اس کی مردود ہونی چاہیے، لہٰذا اس معاملہ کو بھی ترک کردیویں اور ایسے جانور کی قربانی بھی نہ کریں۔ اور دوسری قسم کی بے احتیاطیاں بھی قربانی میں ہوجاتی ہیں۔ علماء سے تحقیق کر کے سب سے احتراز کریں۔ فقط(۱)

وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ أَتَمُّ وَأَحْكَمُ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

---

(۱) دفع بقرة إلى رجل على أن يعلفها وما يكون من اللبن والسمن بينهما أنصافا فالإجارة فاسدة وعلى صاحب البقرة للرجل أجر قيامه وقيمة علفه. (هنديه: ٤/ ٤٤٥، كتاب الاجارة، الباب الخامس عشر، الفصل الثالث، زكريا قديم، خانيه جديد: ٢/ ٢١٠، زكريا، تاتارخانيه: ٧/ ٥٠٥، رقم: ١١٠١٠، زكريا)

نوٹ: جانور کو پال (ادھیا) پر دینے کے جواز کی شکل حضرات اکابر نے یہ تحریر کی ہے کہ مالک اس جانور کی مناسب قیمت لگاکر نصف حصہ پرورش کرنے والے کے ہاتھ فروخت کردے، پھر اس کی قیمت معاف کردے تو ایسی صورت میں جانور دونوں کے درمیان مشترک ہوجائے گا، اور اس کا بچہ اور دودھ بھی دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا، اور پرورش کرنے والے نے جو چارہ کھلایا ہے اس کی آدھی اجرت جو جانور کے مالک پر لازم ہوئی ہے پرورش کرنے والا اسے معاف کردے تو اس طرح یہ معاملہ درست ہوگا، اور ایسے جانور کی قربانی بھی درست ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی قاسمیہ ۲۱/ ۶۲۸، فتاویٰ محمودیہ ۱۶/ ۵۹۵-۵۹۹، ڈابھیل، از: احقر احسان غفرلہ)

الحمدللہ آج بتاریخ: ۱۸؍ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ، مطابق: ۵؍ ستمبر ۲۰۲۳ء، بروز منگل بعد نماز عصر، اصلاح الرسوم کی تخریج وتحقیق بفضل الٰہی مکمل ہوئی، باری تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ اس حقیر عمل کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اسے بندہ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے، اس کے نفع کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ آمین یارب العالمین۔

احقر الوریٰ المذنب العاصی الراجی الی الرب الرحیم محمد احسان غفرلہ

خادم مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۸/۲/۱۴۴۵ھ

